عمران سیریز
مارشل ایجنسی
مظہر کلیم ایم اے
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 140/-

چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "مارشل ایجنسی" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد ناول ہے۔ مارشل ایجنسی جس کے ایجنٹوں نے پاکیشیا پہنچ کر کارروائی کی اور پاکیشیا کی انتہائی قیمتی دھات چوری کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور اس کے بارے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہی نہ ہو سکا۔ پھر جب عمران کو اس دھات کے ایکریمیا منتقل ہونے کا علم ہوا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوراً ایکشن میں آ گیا اور اس نے ایکریمیا پہنچ کر مارشل ایجنسی سے دھات واپس حاصل کرنے کے لئے جان لیوا اور انتہائی خوفناک ایکشن کا آغاز کر دیا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب مارشل ایجنسی جیسی طاقتور، فعال اور باوسائل ایجنسی سے ٹکرائے تو مارشل ایجنسی کے چیف کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ وہ اور اس کے ایجنٹ عمران کے سامنے طفل مکتب کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس کی تفصیل آپ ناول پڑھ کر ہی معلوم کر سکیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اپنے منفرد موضوع اور تیز رفتار ایکشن کے ساتھ ساتھ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات کی بنا پر آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب بھی پڑھ لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔

سیالکوٹ سے زبیر ہاشمی لکھتے ہیں۔ میری عمر اسی سال ہے۔
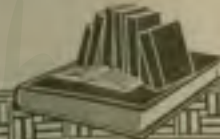
میری بینائی کمزور ہو چکی ہے اور میں نے موٹے شیشوں والا چشمہ لگا رکھا ہے اور اسی چشمے کی بدولت آپ کے ناول پڑھتا ہوں۔ آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول میں کئی کئی بار پڑھ چکا ہوں اور جب بھی آپ کے ناول پڑھتا ہوں یقین کریں مجھے ہر بار ایک نیا لطف اور سرور ملتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ بلیک تھنڈر پر بھی کوئی ناول لکھیں جسے پڑھے ہوئے کافی وقت گزر چکا ہے۔

محترم زبیر ہاشمی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ عمر کے لحاظ سے آپ میرے بھی بزرگ ہیں اور میں آپ کی قدر کرتا ہوں کہ کم بینائی کے باوجود آپ میرے ناول اس قدر ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں جو مجھ جیسے ناچیز کے لئے انتہائی فخر کی بات ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہو گا لیکن پھر بھی آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ میرے لئے دعا کرتے رہا کریں کیونکہ بزرگوں کی دعائیں ایمان افروز ہوتی ہیں اور دل سے دی جانے والی دعائیں قبول بھی ہوتی ہے۔ آپ کی خواہش پر میں بلیک تھنڈر پر ضرور ناول تحریر کروں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام۔

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران ایئر پورٹ سے نکل کر پارکنگ میں آیا اور پھر اپنی کار میں بیٹھ کر اس نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا ہی تھا کہ اسی لمحے اس کی سائیڈ کا دروازہ کھلا اور اچانک ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اس کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اسے دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ لڑکی نے پنک کلر کا سکرٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک سفری بیگ اور ایک پھولا ہوا ہینڈ بیگ تھا۔ سفری بیگ اس نے اپنے پاؤں کے پاس رکھ لیا تھا۔

"معاف کیجئے۔ کیا میں آپ کو جانتا ہوں"...... عمران نے لڑکی کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ایک غیر ملکی لڑکی تھی۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور گہرے نیلے رنگ کی تھیں۔ اس کے سر کے بال اس کے کاندھوں تک ترشے ہوئے تھے جن کا رنگ اخروٹی تھا۔

"نہیں۔ جب میں آپ کو نہیں جانتی تو پھر بھلا آپ مجھے کیسے

جان سکتے ہیں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تب پھر آپ شاید میری کار کو ٹیکسی سمجھ کر بیٹھ گئی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ ٹیکسی کیسے ہو سکتی ہے۔ کیا پاکیشیا میں ٹیکسیاں سپورٹس کار جیسی ہوتی ہیں"...... لڑکی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نے ایسا کب کہا ہے۔ میں سمجھا کہ آپ کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"...... عمران نے جواباً مسکرا کر کہا۔

"مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سپورٹس کار ہے کوئی ٹیکسی نہیں۔ اگر مجھے ٹیکسی میں بیٹھنا ہوتا تو میں باہر موجود کسی بھی ٹیکسی کو ہائر کر سکتی تھی۔ پھر مجھے پارکنگ میں آ کر آپ کی کار میں بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی"...... لڑکی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اب سمجھا۔ آپ کے پاس شاید ٹیکسی میں سفر کرنے کی رقم نہیں ہے اسی لئے آپ نے سوچا کہ چلو پارکنگ میں جو نظر آ جائے اس کی کار میں بیٹھ کر مفت سفر کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ایکریمیا سے آئی ہوں۔ میرے پاس کریڈٹ کارڈز بھی ہیں اور ڈالرز کے ساتھ ساتھ اس ملک کی کرنسی بھی"...... لڑکی نے کہا۔

"تو پھر۔ آپ کا میری کار میں بیٹھنے کا مطلب"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہر بات کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے عمران صاحب۔ جلد ہی آپ کو بھی میرے کار میں بیٹھنے کا مطلب سمجھ آ جائے گا"۔ لڑکی نے کہا اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر عمران چونک پڑا۔

"ارے۔ آپ تو میرا نام بھی جانتی ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں آپ کا نام بھی جانتی ہوں اور کام بھی"۔ لڑکی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اگر آپ میرے کام کے بارے میں جانتی ہیں تو پھر آپ کو میری کار میں نہیں بیٹھنا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیوں"...... لڑکی نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ تو میرا نام جانتی ہیں لیکن میں آپ کے نام سے واقف نہیں ہوں۔ کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ آپ مجھے اپنا نام ہی بتا دیں۔ کام کے بارے میں بے شک نہ بتائیں"...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ہائے۔ میرا نام مارتھا ہے"...... لڑکی نے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے گا مس ہائے مارتھا۔ میں لڑکیوں سے ہاتھ نہیں

ملاتا“...... عمران نے کہا۔

”کیوں اور یہ آپ نے مجھے مس ہائے مارتھا کیوں کہا“۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے خود ہی کہا ہے کہ ہائے۔ میرا نام مارتھا ہے تو میں سمجھا کہ آپ کا نام ہائے مس مارتھا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارتھا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”نہیں۔ میرا نام صرف مارتھا ہے“...... لڑکی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے صرف مارتھا“...... عمران نے کہا تو لڑکی ایک مرتبہ پھر ہنس پڑی۔

”اچھا۔ آپ نے ہاتھ نہ ملانے کی وجہ نہیں بتائی“...... مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اماں بی کہتی ہیں کہ لڑکے لڑکیوں سے ہاتھ ملائیں تو وہ سیدھے جہنم میں جاتے ہیں“...... عمران نے معصومیت سے کہا تو مارتھا یکلخت کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ اب آپ یہاں سے چلیں گے یا یہیں رکے رہیں گے“...... مارتھا نے کہا۔

”چلوں گا۔ ضرور چلوں گا لیکن ٹیکسی ڈرائیور بھی سواری سے پوچھتا ہے کہ کہاں چلنا ہے تو کیا میں بھی آپ سے یہی سوال پوچھ

سکتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں پوچھیں۔ ضرور پوچھیں“...... مارتھا نے کہا۔

”کیا۔ پوچھوں“...... عمران نے کہا۔

”یہی کہ مجھے کہاں جانا ہے“...... مارتھا نے ہنس کر کہا۔

”تو آپ خود بتا دیں۔ مجھے پوچھنے کی زحمت کیوں دے رہی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”چلیں آپ زحمت نہ کریں۔ میں خود ہی بتا دیتی ہوں کہ مجھے کہاں جانا ہے لیکن پھر آپ کو میری ایک بات ماننی پڑے گی“۔ لڑکی نے بڑی بے باکی سے کہا۔

”بات۔ کون سی بات“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”یہی کہ میں جہاں کہوں گی آپ مجھے وہاں ضرور پہنچائیں گے“...... مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ نے مجھے کسی قبرستان چلنے کا کہہ دیا تو“...... عمران نے کہا۔

”تو آپ کو مجھے وہاں بھی پہنچانا ہوگا“...... مارتھا نے کہا۔

”زندہ یا......“ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ آپ تو میری جان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ میں زندہ جانے کی بات کر رہی ہوں“...... مارتھا نے کہا۔

”قبرستان میں تو مرنے کے بعد ہی جایا جاتا ہے یا پھر قبروں پر

پھول چڑھانے یا فاتحہ خوانی کے لئے۔ آپ وہاں جا کر کیا کریں گی"...... عمران نے کہا۔

"فاتحہ خوانی کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن ہاں۔ پھول چڑھانے والی بات ہو سکتی ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"کسی قبر پر پھول چڑھانے جانا چاہتی ہیں آپ"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل"...... مارتھا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کس کی قبر پر"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کی قبر پر"...... مارتھا نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن میں تو زندہ ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ قبرستان پہنچنے تک آپ زندہ ہی رہیں"۔ مارتھا نے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بھی ہنس پڑا۔

"تو پھر چلیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اور پلیز ذرا جلدی۔ میرے پاس صرف دو گھنٹے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ کی تیز رفتار سپورٹس کار مجھ دو گھنٹوں میں وہاں پہنچا دے گی"...... مارتھا نے کہا۔

"وہاں کہاں"...... عمران نے پوچھا۔

"جہاں مجھے جانا ہے"...... مارتھا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ لڑکی ضرورت سے زیادہ تیز معلوم ہو رہی تھی۔ اس کی ہر بات کا وہ رٹا رٹایا جواب دے رہی تھی۔

"آپ ایکریمین ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ ایکریمیا کی فلائٹ آئے ہوئے دو گھنٹے تو ہو ہی چکے ہیں۔ کیا آپ دو گھنٹوں سے میری ہی کار میں بیٹھنے کا سوچ رہی تھیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میں آپ ہی اپنی کار میں مجھے وہاں پہنچا سکتے ہیں"...... مارتھا نے کہا۔

"وہاں۔ جہاں آپ نے جانا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو لڑکی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دو گھنٹے پہلے اگر آپ نے کوئی ٹیکسی پکڑ لی ہوتی تو اب تک آپ وہاں پہنچ چکی ہوتیں جہاں آپ نے پہنچنا تھا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سوائے سپورٹس کار کے میں کسی اور کار میں اتنی جلدی وہاں نہیں پہنچ سکتی تھی"...... مارتھا نے کہا۔

"کیوں۔ جہاں آپ جانا چاہتی ہیں کیا وہ زیادہ فاصلے پر ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بہت فاصلہ ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"کتنے ہزار فٹ کا فاصلہ ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فٹ نہیں کلو میٹر کا کہیں۔ ہمیں یہاں سے پانچ سو کلو میٹر دور جانا ہے وہ بھی دو گھنٹوں میں"...... مارتھا نے کہا۔

"پانچ سو کلو میٹر۔ تب پھر آپ غلط کار میں آ گئی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"...... مارتھا نے حیران ہو کر کہا۔

"پانچ سو کلو میٹر کا فاصلہ کم نہیں ہے۔ اپنی سپورٹس کار کو میں فل سپیڈ پر بھی دوڑاؤں اور راستے سنسان اور ویران بھی ہوں تب بھی اتنا طویل سفر طے کرنے میں ساڑھے تین گھنٹے لگ جائیں گے۔ اتنی جلدی پہنچنے کے لئے آپ کو ایکریمیا کے ناسا سے ہی کوئی تیز رفتار راکٹ لے لینا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو کیا تم دو گھنٹوں میں مجھے راج گڑھ نہیں پہنچا سکتے"...... مارتھا نے پریشانی کے عالم میں کہا تو راج گڑھ کا نام سن کر عمران چونک پڑا۔

"راج گڑھ۔ تو آپ راج گڑھ جانا چاہتی ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اگر میں دو گھنٹوں تک وہاں نہ پہنچی تو سب کچھ ختم ہو جائے گا اور اسے وہاں سے کوئی اور لے جائے گا جو میں خود حاصل کرنا چاہتی ہوں اور جس کے لئے میں اتنی دور سے سفر کر کے آئی ہوں"...... مارتھا نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی اور قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جس تیزی سے آپ سانس لے رہی ہیں۔ اسی طرح بغیر لفٹ لئے بھی اگر آپ سڑک پر دوڑتی چلی جاتی تو اب تک آپ

آسانی سے اپنی منزل پر پہنچ گئی اور سکون کا سانس لے رہی ہوتیں"...... عمران نے کہا اور اس نے کار ریورس کی اور پارکنگ سے نکال کر مین روڈ پر آ گیا۔

"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ آپ کی باتیں سن کر میرا موڈ آف ہو گیا ہے"...... مارتھا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"شکر کریں کہ میری باتیں سن کر آپ کا موڈ صرف آف ہی ہوا ہے۔ فیوز نہیں۔ اگر فیوز ہو گیا ہوتا تو اب تک آپ راج گڑھ تو کیا لمحوں میں عالم بالا پہنچ گئی ہوتیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کیا آپ واقعی مجھے دو گھنٹوں میں راج گڑھ نہیں پہنچا سکتے"...... مارتھا نے عمران کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ یکلخت بے حد بے تکلفانہ ہو گیا تھا۔

"اگر آپ حسین ہوتیں تو میں دو گھنٹوں میں تو کیا آپ کو راج گڑھ آدھے گھنٹے میں پہنچا سکتا تھا"...... عمران نے کہا تو مارتھا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا۔ مطلب۔ میں خوبصورت نہیں ہوں۔ کیا میں بدصورت ہوں، بھتنی ہوں یا چڑیل جو تم مجھے دو گھنٹوں میں راج گڑھ نہیں پہنچا سکتے"...... لڑکی نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے ایسا کب کہا ہے۔ اگر تم بدصورت ہوتی تو میں

تمہاری طرف دیکھتا ہی نہ اور اگر تم بھتنی اور چڑیل ہوتی تو تم مجھے دکھائی ہی نہ دیتی اور اگر دکھائی دیتی تو میں آپ کو کار میں بیٹھتے دیکھ کر فوراً کار چھوڑ کر بھاگ جاتا“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ اگر میں خوبصورت ہوتی تو آپ مجھے آدھے گھنٹے میں راج گڑھ پہنچا دیتے“...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ خوبصورت نہیں۔ بہت خوبصورت ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ میں آپ کو دو گھنٹوں، نہیں بلکہ دو دنوں تک بھی راج گڑھ نہ پہنچاؤں“...... عمران نے کہا تو مارتھا چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اوہ۔ بہت شکریہ۔ تو تم میرے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتے ہو“...... مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے ایسا تو نہیں کہا“...... عمران نے پوچھا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ اگر تم میرے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارنا چاہتے تو پھر تم نے وہ بات کیوں کہی“...... مارتھا نے ایک بار پھر سنجیدہ ہو کر اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”نام کیا ہے تمہارا“...... عمران نے پوچھا۔

”بتایا تو ہے۔ میرا نام مارتھا ہے“...... مارتھا نے کہا۔

”میں نے آپ کا اصلی نام پوچھا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یہی میرا اصلی نام ہے۔ مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے“...... مارتھا نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ نے کہا ہے کہ آپ میرے نام کے ساتھ یہ بھی جانتی ہیں کہ میں کیا کام کرتا ہوں۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ میں واقعی کیا کرتا ہوں“...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار جھینپ گئی اور عمران سے نظریں چرانے لگی۔

”کیا ہوا۔ آپ ادھر ادھر کیوں دیکھ رہی ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ میں نے آپ سے جھوٹ بولا تھا“...... مارتھا نے کہا۔

”اپنے نام کا جھوٹ“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کہ میں آپ کو جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کیا کرتے ہیں“...... مارتھا نے کہا۔

”تو پھر میرا نام کیسے پتہ چلا آپ کو“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب آپ وی آئی پی لاؤنج سے نکل رہے تھے تو میں لاؤنج کے باہر ہی کھڑی تھی۔ آپ کے کسی دوست نے آپ کا نام لے کر آپ کو الوداع کیا تھا تو مجھے آپ کا نام معلوم ہو گیا“...... مارتھا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ واقعی ایئر پورٹ اپنے ایک دوست کو چھوڑنے کے لئے آیا تھا جو اس سے ایکریمیا سے خصوصی طور پر ملنے کے لئے آیا تھا۔

"تو آپ ایئر پورٹ سے میرے پیچھے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں پہلے باہر آ گئی تھی۔ مجھے یہاں کوئی تیز رفتار کار دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ تب میں پارکنگ میں آئی تو مجھے یہاں آپ کی سپورٹس کار دکھائی دی۔ میں نے پوچھا تو مجھے بتایا گیا یہ علی عمران صاحب کی کار ہے۔ میں فوراً آپ کی تلاش میں اندر چلی گئی۔ اتفاق سے آپ کے دوست نے آپ کا نام پکارا تو مجھے ایسا لگا کہ یہ سپورٹس کار آپ کی ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں آپ کے پیچھے یہاں آ گئی اور میرا اندازہ درست ثابت ہوا۔ آپ اسی کار میں آ کر بیٹھے تھے"...... مارتھا نے کہا۔

"کافی ذہین ہیں آپ"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں۔ وہ تو میں ہوں"...... مارتھا نے مسکرا کر کہا۔

"آپ ایکریمیا میں کہاں رہتی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ولنگٹن میں"...... مارتھا نے جواب دیا۔

"ولنگٹن میں کس جگہ"...... عمران نے پوچھا تو مارتھا نے اسے ایک کمرشل پلازہ میں اپنے فلیٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"گڈ شو۔ اب میں بھی اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میرا نام عمران نہیں۔ ٹمبکٹو ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹمبکٹو۔ یہ کیسا نام ہے"...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسا بھی ہے۔ مجھے بے حد پسند ہے"...... عمران نے کہا تو مارتھا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"کرتے کیا ہیں آپ"...... مارتھا نے پوچھا۔

"میرا کام آپ جیسی خوبصورت لڑکیوں کو لفٹ دینا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... مارتھا نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر قدرے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تت۔ تت۔ تم چور تو نہیں ہو"...... مارتھا نے اس کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چور نہیں۔ اس سے بھی بڑا"...... عمران نے کہا تو مارتھا کے چہرے پر اور زیادہ خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ ظاہر ہے جس انداز میں عمران نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑا تھا اس سے یہی مطلب لیا جا سکتا تھا کہ وہ نوجوان لڑکیوں کو لفٹ دینے کے بہانے کار میں بٹھاتا ہے اور پھر کسی ویرانے میں لے جا کر انہیں لوٹ کر ہلاک کر دیتا ہے۔

"ڈاکو۔ تم ڈاکو ہو"...... مارتھا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں شریف قسم کا ڈاکو ہوں"...... عمران نے کہا۔

"شریف قسم کا ڈاکو۔ میں سمجھی نہیں"...... مارتھا نے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور خوف کے تاثرات تھے۔

"ڈاکو جبراً لوگوں کو لوٹتے ہیں لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ لوگ

اپنی مرضی سے اپنی دولت مجھے دے دیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اپنی دولت اپنی مرضی سے، یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون اپنی مرضی سے کسی کو اپنی دولت دیتا ہے"...... مارتھا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"پوری دنیا میں ٹیکس کے محکمے ہوتے ہیں اور ٹیکس دہندگان اپنی مرضی سے ہی اپنی دولت کا کچھ حصہ دیتے ہیں کچھ حصہ حکومت کو جاتا ہے اور کچھ ٹیکس وصول کرنے والوں کی جیب میں"...... عمران نے کہا تو مارتھا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ۔ اب سمجھی تو تم محکمہ ٹیکس کے آفیسر ہو"...... مارتھا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے سے خوف کافی حد تک زائل ہو گیا تھا اور وہ ایک بار پھر عمران سے بے تکلف ہو گئی تھی۔

"کسی سرکاری محکمے سے تو نہیں البتہ میں پرائیویٹ آفیسر ضرور ہوں اب تم مجھے سرکاری ٹیکس آفیسر سمجھو یا کچھ اور"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ اگر تمہارا کسی سرکاری محکمے سے کوئی تعلق نہیں ہے تو تم آفیسر کیسے ہو سکتے ہو"...... مارتھا نے حیران ہو کر کہا۔

"بس میں اپنی سہولت کے لئے آفیسر بنا ہوا ہوں۔ تم نے مجھے ڈاکو کہا تھا اس لئے تم مجھے ڈاکوؤں کا ہی سپیشل آفیسر سمجھ سکتی ہو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تت تت۔ کیا مطلب۔ ڈاکوؤں کا سپیشل آفیسر کیسے ہو سکتا ہے"...... مارتھا نے چونک کر کہا۔

"ڈاکوؤں کا کام لوگوں کی دولت لوٹنا ہوتا ہے۔ میں دولت کے ساتھ ساتھ انسانی پارٹس بھی لوٹتا ہوں۔ فرض کرو کہ میں تمہیں کسی جگہ لے جا کر ہلاک کر دوں۔ تمہارے ٹکڑے کر دوں۔ تمہاری آنکھیں۔ تمہارے گردے۔ تمہارا دل اور جگر تک نکال لوں تو تم مجھے ڈاکوؤں کا آفیسر ہی کہو گی نا بلکہ ڈاکوؤں کا سرجن"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو مارتھا کا رنگ پھر بدل گیا۔

"بس۔ بس سرجن۔ تم سرجن ہو۔ روکو۔ گاڑی روکو پلیز۔ فار گاڈ سیک مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا۔ مجھے یہیں اتار دو پلیز"...... مارتھا نے یکلخت بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"اس کار کی بریکیں فیل ہو چکی ہیں۔ اب یہ کار وہیں جا کر رکے گی جہاں میں تمہارے پارٹس"...... عمران نے اسی انداز میں اور جان بوجھ کر ایک بار پھر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اور اس بار مارتھا کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا اور وہ عمران کی جانب انتہائی دہشت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اوہ۔ اوہ گاڈ میں کہاں پھنس گئی۔ فار گاڈ سیک روکو گاڑی۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔ تم مجھے اس طرح اغوا کر کے اپنے ٹھکانے پر لے جا کر ہلاک نہیں کر سکتے پلیز۔ پلیز روکو کار۔ فوراً

روکو"..... مارتھا نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"ڈرو نہیں۔ میں یہ کام اپنے شکار کے ساتھ کرتا ہوں۔ جسے میں پسند کرتا ہوں اور وہ میری کار میں بیٹھنے سے انکار کرے تو میں اسے اپنا شکار بناتا ہوں۔ ایسی لڑکی کو اپنا شکار نہیں بناتا جو اپنی مرضی سے میری کار میں بیٹھی ہو"..... اسے چیختے دیکھ کر عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"کک کک۔ کیا تم واقعی مجھے ہلاک نہیں کرو گے اور میرے پارٹس الگ نہیں کرو گے"..... مارتھا نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں بے حد نفیس اور شریف انسان ہوں۔ غیر ملکی لڑکیوں کے پارٹس چھپانا مشکل ہوتے ہیں۔ سرکاری ایجنسیاں پیچھے لگ جاتی ہیں اس لئے انہیں حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارتھا کے چہرے پر سکون آ گیا جیسے وہ کسی بہت بڑے خطرے سے نکل آئی ہو۔

"تھینک گاڈ۔ ورنہ میں تو ڈر ہی گئی تھی"..... مارتھا نے کہا۔

"ارے۔ وہ کیوں۔ میں اتنا خوفناک بھی نہیں ہوں"..... عمران نے کہا تو مارتھا ہنس پڑی۔

"لیکن تمہارا کام خوفناک ضرور ہے"..... مارتھا نے کہا۔

"کون سا کام"..... عمران نے انجان بن کر کہا۔

"وہی جو تم کرتے ہو"..... مارتھا نے ایک بار پھر تھرا کر کہا۔

"شکر ہے کہ تم نے تو مجھ پر یقین کر لیا کہ میں کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتا ہوں۔ ایک چیف ہیں جو مجھے کام چور، نکما اور نکھٹو سمجھتے ہیں"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"..... مارتھا نے چونک کر کہا۔ عمران چونکہ مقامی زبان میں بڑبڑایا تھا اس لئے اس کی بات وہ نہیں سمجھ سکی تھی۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے اگر تمہارے پاس رقم ہے تو میں تمہیں کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں لے جاتا ہوں۔ تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی کچھ کھا لوں گا۔ میں پچھلے تین روز سے بھوکا ہوں"..... عمران نے مسکین سی صورت بنا کر کہا۔

"شکل سے تو نہیں لگتا کہ تم پچھلے تین روز سے بھوکے ہو"۔ مارتھا نے منہ بنا کر کہا۔

"شکل سے تو میں قصائی بھی نہیں لگتا"..... عمران نے کہا۔

"قصائی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم سچ میں قصائی ہو۔ انسانوں کو چیر پھاڑ کر کے ان کے اعضاء جمع کرنے والے"..... مارتھا نے ایک بار پھر خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہوں۔ تم جیسی حسین لڑکیوں کے ساتھ مجھ جیسے انسان کچھ نہیں کرتے"..... عمران نے کہا۔

"تو کیا کرتے ہیں"..... مارتھا نے کہا۔ وہ ایک بار پھر شرارت کے موڈ میں آ گئی تھی۔

"کسی اچھے سے ہوٹل میں لے جا کر لنچ اور ڈنر کراتے ہیں، کیفے میں کافی پلاتے ہیں اور کوئی زیادہ دولتمند ہو تو وہ دوبارہ ملاقات کا چانس بنانے کے لئے شاپنگ بھی کرا دیتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا تو مارتھا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو کیا تم بھی ایسا ہی کرو گے"...... مارتھا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے کہاں۔ میں تو کنگلا ہوں۔ مجھ میں تم جیسی لڑکیوں کو لنچ اور ڈنر کرانے، کافی پلانے اور شاپنگ کرانے کی استطاعت ہوتی تو اب تک میں کنوارا نہ بیٹھا ہوتا بلکہ ایک اگلی اور دو پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوتیں"...... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا تو مارتھا کھلکھلا کر ہنسنا شروع ہو گئی۔

"اب بتاؤ۔ کھانا کھانے کسی ہوٹل یا ریسٹورنٹ جانا ہے یا سیدھے راج گڑھ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے دو گھنٹوں تک راج گڑھ پہنچنا ہے۔ اگر کھانا کھلانے کے بعد تیز رفتاری سے مجھے وقت پر وہاں پہنچا سکتے ہو تو ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ لنچ کر لوں گی"...... مارتھا نے کہا۔

"لنچ کرو یا نہ کرو۔ دو گھنٹوں تک تو پانچ سو کلو میٹر کا سفر طے نہیں ہو سکے گا۔ اگر میں مسلسل اور تیز رفتاری سے بھی کار دوڑاتا رہوں تو پانچ سے چھ گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اتنا وقت۔ کیوں تمہاری کار ہے یا کھٹارا۔ اس سے زیادہ تیز رفتار کار تو میرے پاس ہے۔ سینکڑوں کلو میٹر کا سفر میں منٹوں میں طے کر لیتی ہوں"...... مارتھا نے منہ بنا کر کہا۔

"تو اپنی کار ہینڈ بیگ میں ڈال کر ساتھ لے آتی"...... عمران نے کہا۔

"روکو۔ کار روکو۔ فوراً۔ ابھی"...... مارتھا نے یکلخت شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"میں کہہ رہی ہوں روکو کار۔ جلدی روکو"...... مارتھا نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا، تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور کار سائیڈ پر کرتے ہوئے روک دی۔ جیسے ہی کار رکی مارتھا نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ وہ تیزی سے فرنٹ سے گھومتی ہوئی عمران کی سائیڈ پر آ گئی۔

"باہر آؤ کار سے"...... مارتھا نے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ کیا کر رہی ہو۔ مجھے لوٹنے کا ارادہ ہے کیا۔ میں نے تو تمہیں شریف لڑکی سمجھا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تم باہر نکلتے ہو یا میں تمہاری گردن پکڑ کر باہر نکالوں"۔ مارتھا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے ڈاکوؤں کا آفیسر میں ہوں اور لوٹنے کا پروگرام تم نے بنا لیا ہے لیڈی ڈاکو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو مارتھا نے

اس کی سائیڈ کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔

"باہر آؤ"...... مارتھا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا تو عمران منہ بناتا ہوا کار سے باہر نکل آیا۔ مارتھا نے اس کا بازو پکڑ کر سائیڈ میں کیا اور تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"ارے ارے۔ یہ میری اکلوتی کار ہے کہاں لے جا رہی ہو"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کار چلانا کسے کہتے ہیں یہ میں تمہیں بتاؤں گی۔ چلو جلدی سے آ کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ میں سچ مچ کار لے اڑوں گی"...... مارتھا نے سخت لہجے میں کہا۔

"تت تت۔ تمہیں کار چلانی آتی ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ہاں۔ اب بیٹھتے ہو یا جاؤں"...... مارتھا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"رکو۔ رکو بیٹھتا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے فرنٹ سے گھوم کر کار کی سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ بند کیا اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کار کسی جیٹ جہاز کی طرح ہوا میں اٹھ گئی ہو۔ اس کے بیٹھتے ہی مارتھا نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی تھی۔ زور دار جھٹکا لگنے سے کار کا اگلا حصہ اوپر اٹھا اور پھر جیسے ہی کار کے ٹائر زمین سے لگے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ خلاء میں جانے والے کسی تیز

رفتار راکٹ میں سوار ہو گیا ہو۔ کار انتہائی برق رفتاری سے سڑک پر دوڑنے لگی تھی۔ مارتھا نے ایک کے بعد ایک گیئر بدلے اور کار کو دو سو کلو میٹر کی سپیڈ پر لے آئی۔ کار سڑک پر واقعی برق رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ عمران سہم جانے والے انداز میں سیٹ سے چپک کر بیٹھ گیا اور اونچی آواز میں جل تو جلال تو کا ورد کرنے لگا۔

"یہ تم کیا بول رہے ہو"...... مارتھا نے اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جس رفتار سے تم کار چلا رہی ہو اس رفتار میں ہم راج گڑھ تو کیا کچھ ہی دیر میں عالم بالا پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم مرنے سے ڈرتے ہو"...... مارتھا نے کہا۔

"ڈرتا نہیں لیکن میری ابھی شادی نہیں ہوئی ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"مرنے سے شادی کا کیا تعلق"...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہت گہرا تعلق ہے۔ تم نہیں سمجھو گی"...... عمران نے کہا۔

"تم سمجھاؤ تو شاید سمجھ جاؤں"...... مارتھا نے کہا۔ وہ کار کی رفتار مسلسل بڑھاتی جا رہی تھی اور اس کے ہاتھوں میں اسٹیئرنگ وہیل یوں گھوم رہا تھا جیسے وہ کسی بچے کے کھلونے سے کھیل رہی ہو۔ سڑک پر زیادہ رش تو نہیں تھا لیکن ارد گرد سے گزرنے والی کاریں اس کار کی تیز رفتاری دیکھ کر تیزی سے سائیڈ میں ہو رہی

تھیں اور کاروں میں موجود افراد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان کی کار کو دیکھ رہے تھے۔ کار کی رفتار دیکھ کر وہ سہم سے گئے تھے۔ مارتھا، عمران کی سپورٹس کار کو ٹریک پر فل سپیڈ سے دوڑنے والی سپورٹس کار کی طرح دوڑا رہی تھی۔ اس کی رفتار خطرناک حد تک بڑھتی جا رہی تھی۔ مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر ٹریفک برائے نام تھی اس لئے مارتھا نے کار کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا اور اب کار سڑک پر دوڑنے کی بجائے جیسے اڑ رہی تھی۔ یہ رفتار اس قدر تیز تھی کہ عمران کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ وہ خود کو، جوزف اور جوانا کو ماہر ڈرائیور سمجھتا تھا جن کے سامنے سپیڈ کوئی معنی نہ رکھتی تھی لیکن مارتھا نے اس سمیت سب کو ڈرائیونگ میں مات دے دی تھی اور وہ انتہائی ماہرانہ انداز میں خطرناک سڑکوں پر کار ڈرائیور کر رہی تھی۔

مضبوط اور انتہائی طاقتور جسم کا مالک نوجوان ٹی وی سکرین کے سامنے صوفے میں دھنسا تھرل مووی دیکھ رہا تھا کہ اس کے قریب پڑے ہوئے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھا لیا۔ سیل فون پر سپر چیف کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ سپر چیف کا نام دیکھ کر نوجوان ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس نے کال رسیو بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس چیف۔ کلائٹ بول رہا ہوں'' ...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو تم کلائٹ'' ...... دوسری طرف سے چیف کی انتہائی کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

''اپنے فلیٹ میں ہی ہوں چیف'' ...... کلائٹ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے پاس مری کو بھیج رہا ہوں۔ اس سے ساری بات

سمجھ لو اور پھر تم دونوں کو ٹھیک دو گھنٹوں بعد ایئر پورٹ پہنچنا ہے جہاں سے فرسٹ فلائٹ کے ذریعے تمہیں پاکیشیا کے لئے روانہ ہونا ہے“..... سپر چیف نے کہا تو کلائٹ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”پاکیشیا۔ کیا ہم وہاں کسی مشن پر جا رہے ہیں“..... کلائٹ نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ وہاں سے تمہیں ایک منی میٹل باکس لانا ہے“..... سپر چیف نے کہا تو کلائٹ بری طرح سے چونک پڑا۔

”منی میٹل باکس۔ کون سا منی میٹل باکس“..... کلائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مرسی آ کر تمہیں سب کچھ سمجھا دے گی۔ تم اس کے آنے تک اپنی تیاری مکمل کر لو“..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ کلائٹ حیرت زدہ انداز میں کئی لمحوں تک اسی طرح کان سے سیل فون لگائے کھڑا رہا پھر اچانک کال بیل بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کان سے سیل فون ہٹا کر ایک طرف رکھا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کون“..... دروازے کے پاس جا کر کلائٹ نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”مرسی ہوں۔ دروازہ کھولو“..... باہر سے ایک دلکش نسوانی آواز سنائی دی تو کلائٹ نے فوراً لاک ہٹایا اور دروازہ کھول دیا۔ باہر

ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی۔ لڑکی نے سرخ سکرٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔ وہ کافی شوخ و شنگ اور حسین تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہینڈ بیگ تھا۔

”اتنی دیر کیوں لگائی ہے دروازہ کھولنے میں“..... لڑکی نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”دیر۔ میں نے دیر کب لگائی ہے۔ جیسے ہی تم نے بیل بجائی میں دروازہ کھولنے آ گیا“..... کلائٹ نے کہا۔

”تو تمہیں دروازہ بند رکھنے یا لاک لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم یہاں اکیلے رہتے ہو۔ تمہیں کس سے اور کیا ڈر ہے جو تم دروازہ بند رکھتے ہو“..... لڑکی نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا تو کلائٹ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”آئندہ تمہیں یہ دروازہ کھلا ملے گا“..... کلائٹ نے کہا۔

”آئندہ کیوں۔ یہ کام تم نے پہلے کیوں نہیں کیا۔ تم جانتے ہو کہ میں انتظار کی عادی نہیں ہوں۔ مجھے کسی کے دروازے پر چند لمحے بھی رکنا پڑے یہ میں برداشت نہیں کر سکتی“..... لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ اب اندر چلو یا یہیں کھڑی رہ کر باتیں کرتی رہو گی“۔ کلائٹ نے سر جھٹک کر کہا۔

”تم راستے سے ہٹو گے تب ہی میں اندر آؤں گی۔ اب تمہارے اوپر سے گزر کر تو میں اندر آ نہیں سکتی“..... مرسی نے

منہ بناتے ہوئے کہا تو کلائٹ نے اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

مرسی تیز تیز چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو کلائٹ نے ایک طویل سانس لی اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس نے لاک کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر اس کا ہاتھ رک گیا۔

"چیف نے اسی تیز رفتار ٹرین کو یہاں بھیجنا تھا جو کسی سٹاپ پر رکنے کا نام ہی نہیں لیتی"...... کلائٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اسی لمحے اندر سے تیز چیخنے کا طوفان سا آ گیا اور کلائٹ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اندر جاتے ہی مرسی نے بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا تھا وہ چیخ چیخ کر اسے آوازیں دے رہی تھی۔

"کلائٹ۔ کلائٹ۔ فوراً یہاں آؤ"...... مرسی چیختے ہوئے کہہ رہی تھی۔ کلائٹ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اندر کی طرف لپکا۔ مرسی سٹنگ روم میں موجود تھی اور اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا مرسی۔ تم اس طرح کیوں چیخ رہی ہو"۔ کلائٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تم نے اپنے فلیٹ کی کیا حالت بنا رکھی ہے"...... مرسی نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ کمرے میں موجود ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ جگہ جگہ کٹے پھٹے کاغذوں کے ٹکڑے پڑے تھے۔ بوٹ، جرابیں اور گھر کا سامان ادھر ادھر بکھرا ہوا تھا۔ صوفے اور کرسیاں بھی اپنی جگہوں سے کھسکی ہوئی تھیں اور جگہ جگہ دھول اور مٹی دکھائی دے رہی تھی جیسے برسوں سے اس فلیٹ کی صفائی نہ کی گئی ہو۔

"اوہ۔ یہ سب۔ یہ تو روز کا مسئلہ ہے"...... کلائٹ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا روز کا مسئلہ ہے۔ تم صفائی نہیں کر سکتے یا تمہیں کوڑا کرکٹ میں رہنے کی عادت پڑ گئی ہے"...... مرسی نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں سارے کام اکیلے کیسے کروں۔ چیف ہر وقت مجھے دوڑائے رکھتا ہے۔ مشکل سے ہی فلیٹ میں آنا ہوتا ہے۔ اب تھکا ماندہ آ کر آرام کروں یا اس فلیٹ کی صفائی"...... کلائٹ نے منہ بنا کر کہا۔

"تو صفائی کے لئے کسی ملازم کو نہیں رکھ سکتے۔ اتنا کماتے ہو۔ ملازم کو تنخواہ دیتے ہوئے جان جاتی ہے تمہاری یا سب کچھ عیاشی میں اڑا دیتے ہو۔ بولو"...... مرسی نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں اچھا ملازم کہاں ملتا ہے اور اسے بھی ڈھونڈنے کے لئے مجھے وقت نکالنا پڑے گا اور میں وقت کہاں سے لاؤں"۔ کلائٹ نے بے بسی سے کہا۔

"تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ چیف ظالم ہے، تم پر جبر کرتا ہے اور تمہیں ہر وقت اونٹوں کی طرح دوڑائے رکھتا ہے۔ بولو۔ جواب دو"...... مرسی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس سے کم بھی نہیں ہے"...... کلائٹ نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا کہا۔ ذرا اونچا بولنا۔ میں نے سنا نہیں"...... مری نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تمہارے سامنے بھلا میں کیا بول سکتا ہوں"۔ کلائٹ نے کہا۔

"میرے سامنے بولنے کی ہمت بھی نہ کرنا۔ اگر ایسا کیا تو میں تمہیں کاٹ کر رکھ دوں گی"...... مری نے سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا بیٹھ جاؤ"...... کلائٹ نے کہا۔

"کہاں بیٹھوں۔ تمہارے سر پر۔ یہاں ہے کوئی ایسی جگہ جہاں میں بیٹھ سکوں"...... مری نے اسی طرح غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے لئے ایک کرسی صاف کر دیتا ہوں"...... کلائٹ نے کہا اور اس نے صوفے پر پڑا ہوا ایک کپڑا اٹھایا اور سائیڈ میں پڑی ہوئی ایک کرسی کو صاف کرنے لگا۔

"اب بیٹھ جاؤ"...... کلائٹ نے کہا اور مری اسے گھورتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم اپنی حالت کب سدھارو گے نانسنس"...... مری نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"جب مجھے، مجھ جیسی کوئی نانسنس لڑکی مل جائے گی"۔ کلائٹ نے مسکرا کر کہا۔

"نانسنس لڑکی۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم کسی پاگل لڑکی سے شادی کرو گے"...... مری نے ایک بار پھر اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں جس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ تو لاکھوں کیا کروڑوں میں ایک ہے۔ اس کے حسن کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے اور جب وہ میرے سامنے آ جاتی ہے تو میں اپنی ساری چوکڑیاں بھول جاتا ہوں"...... کلائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر مری چونک پڑی اور اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

"کون ہے۔ کون ہے وہ لڑکی۔ بولو۔ جواب دو مجھے"...... مری نے کہا۔ اس کا رنگ یکلخت بدل گیا تھا۔ کلائٹ اسے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کے بارے میں کہہ رہا ہو اور اپنی تعریف سنتے ہی مری کے چہرے پر کہکشاں کے رنگ بکھر گئے تھے۔

"ہے ایک لڑکی۔ وہ میرے دل کی رانی ہے اور اس کی تصویر میری آنکھوں میں بسی ہوئی ہے۔ بس دن رات اسی کے خواب دیکھتا رہتا ہوں۔ اس کے حسن کے جال سے نکلنے کو دل ہی نہیں کرتا"...... کلائٹ نے بڑے رومانوی لہجے میں کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم اسے بہت پسند کرتے ہو"۔ مری نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا جیسے کلائٹ کی باتیں سن کر اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی ہو۔

"ہاں۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں"...... کلائٹ نے اسی انداز میں کہا۔

"کتنا پسند کرتے ہو تم اسے۔ بتاؤ مجھے"...... مری نے اس کی

جانب وارفتگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنی جان سے بھی بڑھ کر۔ اگر وہ کہے تو اس کے ایک اشارے پر میں اس کے لئے اپنی جان بھی قربان کر دوں"۔ کلائٹ نے کہا تو مری کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ ڈیئر کلائٹ۔ تم کتنے اچھے ہو۔ تم۔ تم واقعی گریٹ ہو۔ تم مجھے اتنا پسند کرتے ہو میں نے تو کبھی اس بارے میں سوچا بھی نہیں تھا"...... مری نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارا نام کب لیا ہے"...... کلائٹ نے کہا تو مری یکلخت اچھل پڑی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ سب تم میرے بارے میں نہیں کہہ رہے تھے"...... مری نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا۔

"کیا تم خود کو خوبصورت سمجھتی ہو"...... کلائٹ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو مری بری طرح سے اچھل پڑی۔

"خوبصورت۔ تو کیا میں خوبصورت نہیں ہوں۔ میں بدصورت ہوں۔ چڑیل ہوں یا بدروح۔ بولو۔ کیا ہوں میں۔ بولو"...... مری نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"اگر تم بدصورت ہوتی تو سپر چیف تمہیں مارشل ایجنسی میں شامل ہی کیوں کرتا۔ وہ خوبصورت اور نوجوان لڑکیوں کو ہی مارشل

ایجنسی میں شامل کرتا ہے اور اگر تم چڑیل یا بدروح ہوتی تو تمہیں دیکھ کر اب تک میری جان ہی نکل گئی ہوتی یا میں یہاں سے اٹھ کر بھاگ گیا ہوتا"...... کلائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو مری یکلخت کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تو تم مانتے ہو کہ میں خوبصورت ہوں"...... مری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ میں نے کب کہا ہے"...... کلائٹ نے سنجیدگی سے کہا تو مری کا رنگ ایک بار پھر بدلنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی کلائٹ پر جھپٹ پڑے گی اور اپنی انگلیوں کے بڑھے ہوئے ناخنوں سے اس کا منہ نوچ لے گی۔

"میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔ تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گی"۔ مری نے چیختے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔

"ارے ارے۔ تم غصہ کیوں کر رہی ہو۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم خوبصورت نہیں بہت زیادہ خوبصورت ہو۔ تمہارے حسن کے سامنے تو خوبصورتی کے تمام الفاظ پھیکے پڑ جاتے ہیں"۔ کلائٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو مری یکلخت چونک پڑی اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی اور پھر اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا اور وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم واقعی نانسنس ہو۔ تمہاری کوئی بھی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

پہلے کچھ کہتے ہو اور پھر کچھ۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا جانتے ہو تم''...... مری نے ہنستے ہوئے کہا تو کلائٹ بھی ہنس پڑا۔

''اچھا۔ یہ ہنسی مذاق تو ہوتا رہے گا یہ بتاؤ کہ چیف نے تمہیں مشن کی کیا بریفنگ دی ہے''...... کلائٹ نے کہا تو مری چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں چیف نے کال کیا تھا''...... مری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ چیف نے کہا تھا کہ تم میرے پاس آ رہی ہو۔ انہوں نے تمہیں مشن کے بارے میں تفصیلات بتا دی ہیں اور مجھے فوری پاکیشیا جانا ہے۔ کسی میٹل باکس کی تلاش کا معاملہ ہے''...... کلائٹ نے کہا۔

''تمہیں نہیں۔ ہم دونوں کو جانا ہے نانسنس''...... مری نے کہا تو کلائٹ اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر سے ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم میرے ساتھ جاؤ گی''...... کلائٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ کیا تم مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے۔ بولو''...... مری نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ چیف نے تمہیں میرے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن......'' کلائٹ

کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن۔ لیکن کیا۔ بولو''...... مری نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم بتاؤ مشن کیا ہے''...... کلائٹ نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ پہلے تم مجھے لیکن کا مطلب بتاؤ۔ جلدی''...... مری نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''میں نے سنا ہے کہ پاکیشیا میں شدید گرمی پڑتی ہے۔ تیز لوئیں چلتی ہیں جس سے اچھے بھلے سفید آدمی کا رنگ بھی سیاہ پڑ جاتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم بھی وہاں جا کر سیاہ فام نہ ہو جاؤ''...... کلائٹ نے کہا تو مری ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''اوہ۔ تمہیں میری کتنی فکر ہے ڈیئر کلائٹ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں اپنے ساتھ سکن کیئر کا باکس لے جاؤں گی۔ سپیشل لوشنز اور کریمیں مجھے گرمی کی شدت اور تپش سے بچا لیں گی اور میری رنگت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... مری نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کاش کوئی ایسی کریم بھی ہوتی جو زبان پر لگائی جا سکتی اور تمہاری زبان روکی جا سکتی جو کسی طرح رکتی ہی نہیں''...... کلائٹ نے ٹھنڈا سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے''...... مری نے چونک کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم مشن کے بارے میں بتا رہی تھی''...... کلائٹ

نے فوراً بات بدلتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت سے پانچ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک نواحی علاقہ ہے راج گڑھ۔ اس علاقے کا سردار ایک نواب ہے۔ نواب حاکم علی۔ راج گڑھ کے پہاڑی علاقے میں ایک غار تلاش کرنا ہے۔ اس غار میں ایک سرخ رنگ کا پتھر ہے جس کے نیچے ایک میٹل باکس دبا ہوا ہے۔ ہمیں وہ جگہ کھود کر ایک منی میٹل باکس نکال کر یہاں لانا ہے"...... مرسی نے کہا تو کلائٹ چونک پڑا۔

"غار سے منی میٹل باکس نکال کر لانا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہے اس منی میٹل باکس میں جسے لانے کا معمولی سا مشن ہمیں دیا جا رہا ہے"...... کلائٹ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتی۔ چیف کا حکم ہے کہ یہ کام ہم دونوں نے کرنا ہے اور جتنی جلد ہو سکے وہاں سے میٹل باکس تلاش کر کے یہاں لانا ہے اور وہ بھی جلد سے جلد"...... مرسی نے کہا۔

"لیکن......" کلائٹ نے کہنا چاہا۔

"کلائٹ۔ میں نے تم سے کہا ہے نا کہ چیف کا حکم ہے اور چیف کا حکم ماننا ہمارا فرض ہے اور مارشل ایجنسی کا کوئی بھی مشن معمولی نہیں ہوتا۔ اگر چیف نے ہمیں پاکیشیا کے ایک غار سے منی میٹل باکس تلاش کر کے لانے کا حکم دیا ہے تو اس کے پیچھے ضرور کوئی اہم راز ہو گا"...... مرسی نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیسا راز"...... کلائٹ نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔ بس تم تیار ہو جاؤ۔ اب سے ٹھیک دو گھنٹوں بعد ہماری فلائٹ ہے جس کے لئے چیف نے ہماری ٹکٹیں بک کرا دی ہیں جو ہمیں ایئر پورٹ سے مل جائیں گی اور ہم پاکیشیا روانہ ہو جائیں گے"...... مرسی نے کہا۔

"کیا ہم وہاں اصل روپ میں جائیں گے"...... کلائٹ نے پوچھا۔

"نانسنس ہو گیا۔ ہم پاکیشیا جا رہے ہیں اور وہاں ہمیں ایک مشن مکمل کرنا ہے۔ کسی مشن پر ہم اصل ناموں اور اصل چہروں کے ساتھ کیسے جا سکتے ہیں"...... مرسی نے منہ بنا کر کہا۔

"پھر ہماری ٹکٹیں اور کاغذات کس نام سے تیار کئے گئے ہیں"...... کلائٹ نے کہا تو مرسی نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور اس میں سے چند کاغذات نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔

"یہ ہمارے کاغذات ہیں۔ ان پر تصویریں بھی لگی ہوئی ہیں۔ ہم یہ میک اپ کریں گے اور پھر تیار ہو کر ایئر پورٹ روانہ ہوں گے"...... مرسی نے کہا اور کلائٹ اس سے پیپر لے کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن غار میں جا کر ایک سرخ پتھر کے نیچے چھپے ہوئے میٹل باکس نکال کر لانے والی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے"...... کلائٹ نے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں اپنے دماغ پر بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں

ہے۔ ہم بس وہی کریں گے جو ہمیں کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ سمجھے تم"...... مری نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے ہینڈ بیگ سے ایک تصویر نکالی اور کلائث کی طرف بڑھا دی۔

"یہ ہے اس غار کی تصویر اور یہ دوسری تصویر غار کے اس حصے کی ہے جہاں سرخ رنگ کا پتھر رکھا ہوا ہے۔ ہمیں اس پتھر کو ہٹا کر اس کے نیچے چھپا ہوا میٹل باکس نکالنا ہے اور بس"...... مری نے کہا تو کلائث نے اس سے تصویر لی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ تصویر کے پیچھے نمبر سات لکھا ہوا تھا۔

"سات نمبر سے کیا مراد ہے"...... کلائث نے پوچھا۔

"پتہ نہیں"...... مری نے منہ بنا کر کہا۔

"تو تمہیں پتہ کیا ہے"...... کلائث نے بھی جواباً منہ بنا کر کہا۔

"یہی کہ ہم تیار ہو کر ایئر پورٹ جا رہے ہیں اور وہاں سے پہلی فلائٹ کے ذریعے پاکیشیا اور بس"...... مری نے کہا تو کلائث ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"او کے۔ میں تیار ہو کر آتا ہوں"...... کلائث نے کہا اور غار اور سرخ پتھر کی تصویریں میز پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے سائیڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مری نے میز سے دونوں تصویریں اٹھائیں اور اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال کر کلائث کا انتظار کرنے لگی۔

ٹیکسی گریٹ کلب کی عمارت کے سامنے رکی اور ٹائیگر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گریٹ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ پر دو بھیم وشحیم غنڈے ہر آنے جانے والے کو گہری اور تیز نظروں سے گھور رہے تھے۔

ٹائیگر کے جسم پر جدید تراش کا تھری پیس سوٹ تھا۔ آنکھوں پر اس نے قیمتی گاگل لگا رکھی تھی اور اس کی چال انتہائی باوقارانہ تھی۔ شکل وصورت، لباس اور اپنی چال سے وہ واقعی کوئی لارڈ دکھائی دے رہا تھا۔ اس لئے جیسے ہی وہ مین گیٹ کے قریب پہنچا دونوں غنڈے جو وہاں دربانوں کے فرائض سرانجام دے رہے تھے فوراً جھک گئے اور اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کرنے لگے اور ایک نے فوراً بڑھ کر اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ہال میں جوئے کی جدید ترین مشینیں لگی ہوئی تھیں۔

جوئے کی میزیں بھی ہال میں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں اور وہاں جوا کھیلنے والوں کو خاصا رش دکھائی دے رہا تھا جس میں عورتوں اور مردوں کی تعداد یکساں تھی۔ گو کہ کلب کا مالک ایک بدمعاش تھا لیکن ہال میں موجود افراد کا تعلق اعلیٰ سوسائٹی سے لگ رہا تھا۔ ان میں زیر زمین دنیا کے افراد نسبتاً کم تھے جس کا مطلب تھا کہ یہ گیم روم اعلیٰ سوسائٹی کے افراد کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔

ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا دائیں طرف موجود ایک کاؤنٹر کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں ایک خوش شکل کاؤنٹر گرل موجود تھی۔ اسے دیکھ کر کاؤنٹر گرل تیزی سے اس کی طرف لپکی۔ ٹائیگر کی شخصیت دیکھ کر اس کے چہرے پر مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"فلیک سے کہو کہ ایکریمیا سے کوبرا آیا ہے"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ دائیں طرف راہداری کے آخری سرے پر چلے جائیں۔ وہاں باس کا آفس ہے اور باس اس وقت آفس میں ہی موجود ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دائیں طرف بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راحت نگر، دارالحکومت سے تقریباً چھ سو میل دور ایک نواحی علاقہ تھا۔ اس علاقے میں بہت سے کلب، بار رومز اور جوئے خانے تھے۔ بچی نہیں۔ اس علاقے میں جوئے خانوں کے ساتھ ساتھ شاندار ہوٹل، کلب، ریسٹوران اور تفریحی مقامات کی بھی کوئی

کمی نہیں تھی۔

اس علاقے کے غنڈے اور بدمعاش خود کو پاکیشیا کے سب سے با اثر اور طاقتور انسان سمجھتے تھے لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ ان کا دائرہ کار محض راحت نگر تک ہی محدود رہتا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے پر اپنا رعب جمانے کی ہی کوششوں میں لگے رہتے تھے۔ اس علاقے میں غنڈے اور بدمعاشوں کی ایسی کوئی تنظیم نہیں تھی جس کا نیٹ ورک پورے پاکیشیا میں پھیلا ہوا ہو۔ بلیک کلب کا بلیکی بھی اسی علاقے کا ایک چھوٹا سا بدمعاش تھا جو ٹائیگر کو چھوٹی موٹی خبریں دیتا رہتا تھا اور ٹائیگر کو اسی نے کال کر کے بلایا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کے پاس ٹائیگر کے لئے ایک اہم اطلاع تھی جو پاکیشیا کی سلامتی کے حوالے سے تھی۔

انڈر ورلڈ میں ٹائیگر کوبرا کے نام سے مشہور تھا لیکن اس علاقے میں وہ ایکریمیا کا کوبرا تھا۔ اس نے کوبرا کے حوالے سے اس علاقے میں بھی اپنی طاقت کا سکہ جما رکھا تھا اور اس علاقے کے تمام غنڈے اور بدمعاش نہ صرف اس سے ڈرتے تھے بلکہ اہم اور بڑے کام کے لئے ٹائیگر کو ہی کال کرتے تھے۔

بلیکی نے جب اس سے پاکیشیا کی سلامتی کے حوالے سے بات کی تو وہ سب کچھ چھوڑ کر اس سے ملنے پہنچ گیا۔ وہ جس کلب کا مالک تھا۔ وہاں پہنچنے پر ٹائیگر کو معلوم ہوا کہ بلیکی کلب میں نہیں ہے بلکہ اسے گریٹ کلب کے مالک اور جنرل منیجر فلیک نے اپنے

آدمی بھیج کر زبردستی اٹھوا لیا ہے۔ ٹائیگر نے گریٹ کلب کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہ فوری طور پر گریٹ کلب پہنچ گیا۔ جیکی کے پاس پاکیشیا کی سلامتی کے حوالے سے کوئی اہم خبر تھی اور اسے گریٹ کلب کے بدمعاش فلیک نے اٹھوا لیا تھا جس سے ٹائیگر کے تجسس میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اسی لئے اس نے گریٹ کلب پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں جیکی کو فلیک کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ ایسی صورت میں اسے کیسے پتہ چل سکتا تھا کہ وہ اسے کیا بتانا چاہتا ہے۔

ٹائیگر ایک راہداری میں تیز تیز چلتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا جس کے بارے میں اسے کاؤنٹر گرل نے بتایا تھا۔ آفس کا دروازہ بند تھا اور دروازے کے باہر ایک مسلح آدمی جو شکل و صورت سے ہی پرلے درجے کا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ بڑے چوکنے انداز میں کھڑا ٹائیگر کی طرف بڑی کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا۔

”ادھر کیوں آ رہے ہو۔ کون ہو تم۔ واپس جاؤ“...... ٹائیگر کے قریب پہنچنے پر اس نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”مجھے فلیک سے ملنا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”یہاں کوئی فلیک نہیں ہے۔ جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے ورنہ گولی مار دوں گا“...... نوجوان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”تمہیں بتانا ہی پڑے گا کہ میں کون ہوں“...... ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ جاؤ یہاں سے ورنہ دانت توڑ دوں گا“...... نوجوان نے اور زیادہ طیش میں آتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا اچھل کر دور راہداری میں جا گرا۔ اس کے گال پر پڑنے والے بھرپور تھپڑ کی آواز راہداری میں گونج اٹھی تھی اور ٹائیگر منہ بناتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ دھکیلا تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر اطمینان بھرے انداز میں اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جسے بیک وقت آفس اور سٹنگ روم کے طرز پر سجایا گیا تھا۔ ایک بڑے صوفے پر دو مسلح آدمی بیٹھے شراب پینے اور باتوں میں مصروف تھے۔ جبکہ بڑی اور بھاری میز کے پیچھے ایک گنجے سر اور بھاری چہرے کا مالک سیاہ فام آدمی جس کا جسم کسی گینڈے کی طرح پلا ہوا تھا دونوں ٹانگیں میز پر رکھے بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس گینڈے نما سیاہ فام بدمعاش کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔

ٹائیگر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور باہر سے وہی غنڈہ تیزی سے اندر آ گیا جسے ٹائیگر نے تھپڑ مارا تھا۔

”باس۔ یہ زبردستی اندر آیا ہے“...... مسلح آدمی نے گینڈے نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ گینڈے نما آدمی نے میز پر پڑا ہوا

ریوالور اٹھایا اور نوجوان پر یکلخت فائر کر دیا۔ نوجوان کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پیچھے دروازے سے ٹکرایا اور پھر دروازے کے قریب فرش پر گرتا چلا گیا۔

”جب کوئی کسی کو بغیر اجازت میرے کمرے میں آنے سے نہ روک سکے تو پھر اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مائیک اس کی لاش اٹھا کر باہر پھینک دو“...... گینڈے نما آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو صوفے پر بیٹھا ہوا ایک بدمعاش اٹھا اور اس نے دروازہ کھولا اور نوجوان کی لاش کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھسیٹتا ہوا باہر لے گیا۔ اس نے لاش باہر اچھالی اور پھر اندر آ گیا اور اس نے زور دار انداز میں دروازہ بند کر دیا۔

ٹائیگر کے لئے یہ سب کچھ نیا نہیں تھا۔ وہ ان بدمعاشوں کی فطرت جانتا تھا اس لئے وہ کچھ کہے بغیر اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ گینڈے نما آدمی اور اس کے ساتھیوں کی نظریں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ فلیک کے ایک ہاتھ میں شراب کی بوتل اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ ٹائیگر کی جانب انتہائی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا جبکہ ٹائیگر کے چہرے پر سکون اور اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

”کون ہو تم“...... گینڈے جیسے آدمی فلیک نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

”کوبرا کا نام تو سنا ہو گا تم نے“...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان

بھرے لہجے میں کہا۔

”کون کوبرا۔ یہاں نجانے تم جیسے کتنے کوبرا سڑکوں پر دھکے کھاتے نظر آتے ہیں۔ یہ گریٹ کلب ہے۔ فلیک کا کلب۔ یہاں کوبرا کو کوئی نہیں جانتا۔ سب فلیک کو جانتے ہیں“...... فلیک نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی ٹانگیں سمیٹ کر نیچے کیں اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جسمانی لحاظ سے وہ واقعی انتہائی طاقتور اور جاندار تھا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر دونوں بدمعاش بھی مستعد ہو گئے جو پہلے ہی اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی جیبوں سے ریوالور نکال کر ہاتھوں میں لے لئے۔

”یہ دنیا صرف گریٹ کلب تک محدود نہیں ہے فلیک۔ اس دنیا سے باہر نکل کر دیکھو تو تمہیں دنیا بے حد وسیع نظر آئے گی۔ کنویں کے حقیر مینڈک نہ بنو جو صرف کنویں میں رہ کر ہی ٹراتا رہتا ہے“۔ ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

”مینڈک۔ تمہاری یہ جرأت۔ تم نے مجھے کنویں کا مینڈک کہا“...... فلیک نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے میز کے پیچھے سے نکل کر ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے کمرہ پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے انتہائی برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیب سے جدید مشین پسٹل نکال لیا تھا اور اس نے دونوں غنڈوں پر فائرنگ کرتے ہوئے فلیک کے ہاتھ میں موجود ریوالور بھی اڑا

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیا تھا۔ دونوں بدمعاش سینوں پر گولیاں کھا کر چیختے ہوئے الٹ کر صوفے کے پیچھے جا گرے تھے اور وہیں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے تھے جبکہ فلیک ایک جھٹکے سے رک گیا تھا اور آنکھیں پھاڑنے کے سوا کچھ نہ کر سکا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ فلیک کچھ سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ ہوا کیا ہے۔

"یہاں آ کر میرے سامنے اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے لڑنے نہیں محض چند باتیں کرنے کے لئے آیا ہوں اور پھر یہاں سے خاموشی سے چلا جاؤں گا ورنہ پلک جھپکنے سے پہلے گولی تمہارے سینے سے گزر کر تمہارے دل تک جا پہنچے گی"...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا اور بت بنے فلیک نے ایک طویل سانس لی اور پھر وہ میز کے پیچھے سے نکل کر قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا اور ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر سپاٹ پن ابھر آیا تھا۔ ٹائیگر بھی اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہونہہ۔ تم ضرورت سے زیادہ تیز معلوم ہوتے ہو"...... فلیک نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں ہوں۔ اس میں شک والی کون سی بات ہے"۔ ٹائیگر نے مسکرا کر کہا تو فلیک ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"بہرحال بولو۔ کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو"...... فلیک نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی"...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں صرف تمہاری اصلیت جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ جس تیزی سے تم نے فائرنگ کی ہے اور میرے دو آدمیوں کو مار گرایا ہے میں اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے گولیاں چلا کر تمہاری لاش گرا سکتا ہوں"...... فلیک نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

"سنو فلیک۔ مجھے جیکی سے ملنا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے آدمی اسے زبردستی اٹھا کر تمہارے پاس لے آئے ہیں"...... ٹائیگر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جیکی۔ کون جیکی۔ میں کسی جیکی کو نہیں جانتا"...... فلیک نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں بلیک کلب کے مالک جیکی کی بات کر رہا ہوں۔ بتاؤ۔ کہاں ہے جیکی۔ تم نے اسے اپنے بدمعاشوں سے کیوں اٹھوایا ہے اور اب وہ کہاں ہے"...... ٹائیگر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ سب پوچھنے والے"...... فلیک نے غرا کر کہا۔

"میں کوبرا ہوں اور کوبرا کے سامنے کسی کا معاملہ اس کا پرسنل نہیں ہوتا سمجھے تم"...... ٹائیگر نے جواباً غرا کر کہا۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ گریٹ فلیک کو اس کے کلب اور

اسی کے آفس میں بیٹھ کر"...... فلیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کوبرا دھمکی نہیں دیتا۔ پہلے سمجھاتا ہے اور اگر مدِ مقابل اس کی بات سمجھ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ......" ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا۔ بولو۔ ورنہ کیا"...... فلیک نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ورنہ۔ تم جس طرح سے چیخ رہے ہو تمہاری یہی چیخیں اذیت اور کربناک دھاڑوں میں بدل جائیں گی"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور گولیاں فلیک کے سر کے بالوں کو چھوتی ہوئیں اس کے عقب میں دیوار میں جا گھسیں۔ ٹائیگر نے کمرے میں آتے ہی دیکھ لیا تھا کہ فلیک کا آفس ساؤنڈ پروف تھا۔ گولیاں سر سے گزرتے دیکھ کر فلیک کا رنگ بدل گیا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے کہ میں نے بلیکی کو اس کے کلب سے اٹھوایا ہے"...... فلیک نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ ایسی باتیں تھرڈ کلاس غنڈے پوچھتے ہیں۔ تم وہ بتاؤ جو میں تم سے پوچھ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں ملنا چاہتے ہو اس سے"...... فلیک نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس سے ایک ضروری کام ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسا کام"...... فلیک نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ میں صرف اسے ہی بتاؤں گا۔ تم بتاؤ کہاں ہے بلیکی"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔ ابھی اس کے الفاظ ختم ہوئے ہی تھے کہ کرسی پر بیٹھا ہوا فلیک یکلخت بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ٹائیگر پر آیا۔ اس نے اپنے طور پر انتہائی برق رفتاری سے ٹائیگر پر حملہ کیا تھا لیکن ٹائیگر شاید پہلے سے ہی فلیک کی اس حرکت کے لئے تیار تھا۔ اس لئے جیسے ہی فلیک کے جسم نے حرکت کی، ٹائیگر بچتی مچھلی کی طرح اچھل کر نیچے قالین پر گر گیا اور دوسرے لمحے کمرہ صوفے کی تیز کڑکڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

بھاری بھرکم گینڈے جیسا فلیک صوفے سے ٹکرایا تھا اور صوفے کو توڑتا ہوا عقب میں جا گرا تھا۔ اس نے تڑپ کر اٹھنا چاہا لیکن ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف آیا اور اس نے جھک کر دونوں ہاتھ فلیک کی طرف بڑھائے۔ ایک ہاتھ اس نے فلیک کی گردن اور دوسرا ہاتھ اس کے پہلو میں ڈالا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے فلیک کو کسی طاقتور ویٹ لفٹر کی طرح اوپر اٹھا لیا۔

فلیک اس کے ہاتھوں میں اٹھتے ہوئے بری طرح سے مچل رہا تھا۔ ٹائیگر نے دو قدم آگے بڑھائے اور پوری قوت سے فلیک کو سامنے دیوار کی طرف اچھال دیا۔ فلیک پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا اور چیختا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا ٹائیگر اس کی

طرف لپکا اور پھر کمرہ گینڈے جیسے فلیک کے حلق سے نکلنے والی مسلسل چیخوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔ ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں مشین کی طرح چلتی ہوئیں فلیک کے جسم پر پڑ رہی تھیں اور فلیک اچھل اچھل کر اس کی ٹانگوں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا وہ بار بار ٹائیگر کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کرتا لیکن ٹائیگر اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہونے دے رہا تھا۔ چند ہی لمحوں میں فلیک کی چیخیں بند ہو گئیں۔

ٹائیگر کی ایک ٹانگ اس کی کھوپڑی پر اس زور سے پڑی تھی کہ وہ فوراً ہی چیں بول گیا تھا اور اس کا حرکت کرتا ہوا جسم بھی ساکت ہو گیا۔ وہ سر پر پڑنے والی ایک ہی ضرب سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

”ہونہہ۔ خود کو بڑا بدمعاش سمجھتا ہے۔ نانسنس“...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے جھک کر اس نے ایک بار پھر گینڈے جیسے پلے ہوئے فلیک کو اٹھایا اور لا کر اس نے اس کرسی پر ڈال دیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اس کا کوٹ کھینچ کر اس کے کاندھوں سے نیچے کر دیا۔ پھر اس نے فلیک کے چہرے پر لگاتار تھپڑ مارنے شروع کر دیے۔ چند ہی لمحوں میں فلیک چیخ مار کر ہوش میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بری طرح سے کراہنے لگا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔

”بیٹھے رہو۔ اگر تم نے اٹھنے کی کوشش کی تو میں تمہارے سر میں

گولی اتار دوں گا“...... ٹائیگر نے مشین پسٹل اس کے سر سے لگاتے ہوئے کہا تو فلیک وہیں ساکت ہو کر رہ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف سے بگڑا ہوا تھا اور اپنے سر سے مشین پسٹل کی ٹھنڈی نال لگے دیکھ کر اس کی حالت اور خراب ہو گئی تھی۔

”تم پہلے ہی میرا کافی وقت ضائع کر چکے ہو فلیک۔ اب بولو کہاں ہے بلیکی۔ بولو“...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”چچ چچ۔ چیف کو معلوم ہو گا۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے چیف نے حکم دیا تھا کہ بلیکی کو فوراً اس کے کلب سے اٹھا لیا جائے اور میں نے آدمی بھیج کر اسے اٹھوا لیا تھا“...... فلیک نے لرزتے ہوئے کہا۔

”کون چیف“...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”وہ گرین کلب کا مالک ہے“...... فلیک نے کہا۔

”نام کیا ہے اس کا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”گریس۔ اس کا نام گریس ہے“...... فلیک نے کہا۔

”کیا وہ کلب میں ہوتا ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہر وقت تو نہیں لیکن اس کا زیادہ وقت اپنے کلب میں ہی گزرتا ہے“...... فلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس نے کیوں اٹھوایا ہے بلیکی کو۔ کوئی وجہ“...... ٹائیگر نے اسی انداز میں پوچھا۔

”میں نہیں جانتا“...... فلیک نے جواب دیا۔

"اب کہاں ہے وہ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کون بلیکی یا گریس"...... فلیک نے کہا۔

"میں بلیکی کا پوچھ رہا ہوں۔ نانسنس"...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... فلیک نے جواب دیا۔

"کہاں ہے بلیکی۔ جلدی بتاؤ ورنہ......" ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرے آدمی اسے اٹھا کر گرین کلب لے گئے تھے اور انہوں نے اسے چیف گریس کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کے بعد گریس نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا"...... فلیک نے کہا۔

"تم اسے چیف کیوں کہہ رہے ہو"...... ٹائیگر نے غرا کر پوچھا۔

"یہ کلب بھی اسی کا ہے۔ مجھے اس نے ظاہری طور پر اس کلب کا مالک اور جنرل منیجر شو کر رکھا ہے ورنہ میں محض اس کے لئے کام کرتا ہوں"...... فلیک نے جواب دیا۔

"تو کیا گریس نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ بلیکی کو کس مقصد کے لئے اٹھوایا جا رہا ہے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہمارا کام چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہوتا ہے جس کا ہمیں بھاری معاوضہ ملتا ہے اور ہمیں صرف معاوضے سے مطلب ہوتا ہے اور بس"...... فلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے خیال میں بلیکی اس کی قید میں ہو گا یا گریس نے اسے ہلاک کر دیا ہو گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... فلیک نے کہا۔

"تمہیں اگر گریس سے بات کرنی ہو یا اسے کوئی رپورٹ دینی ہو تو کیسے رابطہ کرتے ہو اس سے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"فون پر لیکن اسے جب ضرورت ہوتی ہے تب وہ خود مجھے فون کرتا ہے۔ میں خود اس سے رابطہ نہیں کر سکتا"...... فلیک نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کام کے آدمی نہیں ہو۔ اس لئے گڈ بائی"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور فلیک کی کھوپڑی کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اس بے چارے کو تڑپنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا اور وہ وہیں ساکت ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی اور سرد مہری دکھائی دے رہی تھی۔ دروازہ کھول کر وہ باہر راہداری میں آ گیا۔ باہر اس نوجوان کی لاش موجود نہیں تھی جسے فلیک نے گولی مار کر باہر پھنکوایا تھا۔ شاید اس کے آدمی نوجوان کی لاش اٹھا کر وہاں سے لے گئے تھے۔ راہداری میں اب کوئی محافظ موجود نہیں تھا اس لئے ٹائیگر اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

راہداری سے نکل کر وہ ہال میں آیا اور بغیر کسی طرف دیکھتے تیز
تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں
وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا ہوا تھا اور ٹیکسی راحت نگر کی سڑکوں پر اُڑی
جارہی تھی۔ ٹائیگر نے ڈرائیور کو ایک متوسط علاقے کا پتہ بتایا تھا۔
تھوڑی ہی دیر میں ٹیکسی متوسط علاقے میں داخل ہو رہی تھی۔ ٹائیگر،
ڈرائیور کو راستہ بتاتا جا رہا اور پھر چند گلیاں مڑ کر ٹیکسی ایک پرانی
سی رہائش گاہ کے سامنے رک گئی۔ ٹائیگر نیچے اترا اور اس نے جیب
سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی جانب اچھال دیا۔

''باقی رکھ لینا''...... ٹائیگر نے کہا تو ڈرائیور کی خوشی سے
باچھیں کھِل گئیں۔ اس نے ٹائیگر کو سلام کیا اور تیزی سے ٹیکسی
بیک لیتا چلا گیا جیسے اسے خدشہ ہو کہ ٹائیگر اس سے باقی کی رقم نہ
مانگ لے۔ ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا رہائش گاہ کے دروازے کی جانب
بڑھا۔ اس نے سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن پر انگلی
رکھی تو اندر سے تیز گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں کے بعد
دروازہ کھلا اور ایک آٹھ دس سال کا بچہ نکل کر باہر آ گیا۔ جس
کے جسم پر پرانا اور میلا لباس تھا۔

''فرمائیں''...... بچے نے ٹائیگر کی طرف معصوم نظروں سے
دیکھتے ہوئے بڑے اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے نادر خان سے ملنا ہے۔ کیا تم اس کے بیٹے ہو''۔ ٹائیگر
نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ میرے پاپا ہیں''...... بچے نے کہا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ساگر''...... بچے نے جواب دیا۔

''ساگر بیٹا کہاں ہیں تمہارے پاپا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بیمار ہیں انکل''...... ساگر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ کیا وہ گھر ہیں یا کسی ہسپتال میں
ایڈمٹ ہیں''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''نہیں جناب۔ وہ ہسپتال میں نہیں گھر پر ہی ہیں اور کافی دنوں
سے بیمار ہیں۔ مگر آپ کون ہیں''...... ساگر نے پوچھا۔

''میرا نام رضوان ہے بیٹا اور میں تمہارے پاپا کا دوست ہوں۔
میں ان سے ملنے دارالحکومت سے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا''...... ساگر نے کہا۔

''جاؤ۔ اپنے پاپا کو بتاؤ۔ تب تک میں یہیں انتظار کرتا
ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو ساگر سر ہلاتا ہوا اندر چلا گیا۔

یہ ٹائیگر کے ایک دوست نادر خان کا گھر تھا۔ وہ ایک ہوٹل کا
منیجر تھا۔ ٹائیگر جب بھی کسی کام سے راحت نگر آتا تو وہ نادر خان
سے ضرور ملتا تھا اور اب فلیک کو ہلاک کرنے کے بعد وہ سیدھا
نادر خان سے ملنے یہاں آ گیا تھا۔ ٹائیگر کو یقین تھا کہ نادر خان،
گریس کے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ جانتا ہو گا کیونکہ ہوٹل کے
منیجروں کی زندگی ایسی طرز کی ہوتی ہے کہ چاہے اور کوئی ان کے

بارے میں کچھ جانتا ہو یا نہیں۔ ہوٹلوں سے متعلق افراد ضرور انہیں
جانتے ہیں اور چونکہ اس بار وہ کافی عرصے کے بعد راحت نگر آیا
تھا اس لئے اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا دوست بیمار ہے۔ تھوڑی
دیر کے بعد ساگر واپس آ گیا۔

"آپ اندر آ جائیں انکل"...... ساگر نے کہا تو ٹائیگر
دروازے سے اندر داخل ہوا اور ساگر کے ساتھ چلتا ہوا اندر ایک
کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک عورت اور ایک لڑکی موجود تھی۔
سامنے پلنگ پر ادھیڑ عمر نادر خان تکیے سے پشت لگائے بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا اور وہ کافی بیمار دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا حال ہے بھابھی"...... ٹائیگر نے نادر خان کی بیوی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ٹھیک ہوں رضوان بھائی۔ آپ کیسے ہیں"...... نادر خان
کی بیوی نے کہا۔ اس کا چہرہ بھی بجھا بجھا سا دکھائی دے رہا تھا۔
گھر کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی جس سے ان کی کسمپرسی کا آسانی
سے پتہ چل رہا تھا۔

"اللہ کا شکر ہے اور یہ تم نے کیسی حالت بنا رکھی ہے نادر
خان۔ کیا ہوا ہے تمہیں"...... ٹائیگر نے نادر خان سے مخاطب ہو کر
کہا اور آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ نادر خان کی بیوی اپنی بیٹی
کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

"بیمار ہوں گزشتہ چھ ماہ سے۔ آؤ بیٹھو۔ کافی عرصے بعد آئے

ہو۔ خیریت تو تھی۔ کہاں تھے اتنا وقت"...... نادر خان نے زبردستی
مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بیڈ کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ
گیا۔

"احمق آدمی۔ اگر تم بیمار تھے تو مجھے فون ہی کر لیتے اور کچھ نہیں
تو میں فون پر ہی تمہاری تیمارداری کر لیتا لیکن شاید تم نے مجھے غیر
ہی سمجھا تھا"...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے دوست۔ میں تمہیں پریشان نہیں
کرنا چاہتا تھا"...... نادر خان نے کہا۔

"ہونہہ۔ کر دی نا پھر غیروں والی بات۔ بہرحال بتاؤ ہوا کیا
ہے تمہیں"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"چھوڑو یہ سب۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ تم بتاؤ۔ تم کہاں تھے
اتنا عرصہ"...... نادر خان نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

"مجھے ٹالنے کی کوشش مت کرو نادر خان۔ سچ بتاؤ کیا معاملہ
ہے۔ ورنہ میں ابھی اٹھ کر چلا جاؤں گا اور پھر کبھی تم سے ملنے نہیں
آؤں گا"...... ٹائیگر نے غصے سے کہا۔ اسی لمحے نادر خان کا بیٹا
ساگر لیمن جوس کا ایک گلاس لے کر اندر آیا اور اس نے گلاس
ٹائیگر کے سامنے پڑی میز پر رکھا اور خاموشی سے مڑ کر واپس چلا
گیا۔

"میری دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں اور پسلیوں میں بھی فریکچر
ہے"...... نادر خان نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"تو تم نے علاج کیوں نہیں کرایا اور یہ سب کیسے ہوا"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ سب نہ پوچھو مجھ سے"...... نادر خان نے اسی انداز میں کہا۔

"کیوں۔ کیوں نہ پوچھوں۔ بولو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں اپنا علاج نہیں کرا سکتا"...... نادر خان نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"کیوں نہیں کرا سکتے۔ کیا تمہارا مرض لاعلاج ہے یا تمہارے پاس علاج کی رقم نہیں ہے۔ بولو کیا مسئلہ ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہی بات ہے۔ میرے پاس علاج کرانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ میں ایک عرصہ سے یہاں بے کار اور بے روزگار پڑا ہوں"...... نادر خان نے سر جھٹک کر کہا۔

"ہونہہ۔ جہاں تم کام کرتے تھے کیا انہوں نے بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کی تھی اور ہوا کیا تھا تمہارے ساتھ۔ کیسے آئے تمہیں یہ زخم"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ میں کئی دن ہسپتال پڑا رہا لیکن چونکہ میرے پاس علاج کرانے کے لئے رقم نہیں تھی اس لئے ہسپتال سے مجھے فارغ کر دیا گیا۔ تم چھوڑو اور لیمن جوس پیو"...... نادر خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بکو مت۔ تم موت کے منہ میں پڑے ہو اور میں تمہارے پاس بیٹھ کر لیمن جوس پیئوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے۔ تم تو ناراض ہو گئے۔ بیٹھو میری بات سنو"۔ نادر خان نے اسے ناراض ہوتے دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے کہا۔

"نہیں بیٹھنا مجھے اور نہ ہی مجھے اب تمہاری کوئی بات سننی ہے۔ جب تم نے مجھے اپنا سمجھا ہی نہیں تو پھر میرے یہاں آنے کا کیا فائدہ"...... ٹائیگر نے اسی طرح انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میری بات سنو پلیز۔ ٹھیک ہے مجھے معلوم ہے کہ تم تفصیل معلوم کئے بغیر نہیں رہو گے۔ رکو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں"...... نادر خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے اچھی طرح سے جانتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں گریٹ کلب میں کام کرتا تھا۔ جس کا مالک فلیک ہے۔ جب میرا ایکسیڈنٹ ہوا تو میرے بیوی بچوں نے اس سے میرے علاج کی درخواست کی اور مدد مانگی لیکن اس نے ان دونوں کو بری طرح سے دھتکار دیا۔ ظاہر ہے میں جس کے ساتھ کام کرتا تھا اس نے ہی میری کوئی مدد نہیں کی تو پھر میں اپنا علاج جاری کیسے رکھ سکتا تھا۔ جب تک میں ہسپتال میں رہا مجھے کوئی مسئلہ نہ تھا لیکن ہسپتال سے نکالے جانے کے بعد میرے پاس علاج اور دوا کی کوئی سہولت

نہیں تھی جس سے میرے زخم بگڑتے چلے گئے۔ بس اتنی سی بات
ہے۔ مجھے افسوس ہے تو اس فلیک پر جو مجھ سے دن رات اپنی
خدمت کراتا رہا اور میرے بیمار پڑنے پر اس نے مجھ سے یوں منہ
پھیر لیا جیسے وہ مجھے جانتا ہی نہ ہو"...... نادر خان نے افسردہ لہجے
میں کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

"اسی لئے اب تم کام پر نہیں جاتے"...... ٹائیگر نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

"ایسی حالت میں بھلا میں کہاں جا سکتا ہوں"...... نادر خان
نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"تو پھر گھر کا گزر بسر کیسے چل رہا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میری بیوی اور بیٹی لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں اور
بیٹا ایک مقامی ہوٹل میں صاف صفائی کا کام کرتا ہے۔ بس اسی
سے گزارہ ہو رہا ہے"...... نادر خان نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اچھا ہوا جو میں نے اس ظالم اور بے رحم درندے کو
ہلاک کر دیا ہے"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا تو نادر خان
چونک پڑا۔

"ہلاک کر دیا۔ کیا۔ کیا مطلب"...... نادر خان نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب میں وہیں سے آ رہا ہوں اور میں نے فلیک
اور اس کے دو ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ مجھے اس

سے ضروری معلومات حاصل کرنی تھیں اس نے میرے سامنے
اکڑنے کی کوشش کی۔ تم جانتے ہو کہ میں کسی کی اکڑ پسند نہیں کرتا۔
نتیجہ ظاہر ہے اس کی موت ہی ہونی تھی"...... ٹائیگر نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"لیکن اب تمہارا یہاں رہنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ تم فوراً
دارالحکومت واپس چلے جاؤ۔ تم اس کے غنڈوں کو نہیں جانتے۔
فلیک کے ساتھیوں کو جیسے ہی فلیک کی ہلاکت کا پتہ چلے گا وہ پاگل
کتوں کی طرح تمہاری تلاش میں لگ جائیں گے"...... نادر خان
نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم ان کی فکر نہ کرو۔ میں کوبرا ہوں۔ اس سے پہلے کہ
وہ میرا شکار کریں۔ میں الٹا ان کا ہی شکار کر ڈالوں گا"...... ٹائیگر
نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی۔ تمہارا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے تم چلے
جاؤ۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے یہاں سے چلے جاؤ اسی میں تمہاری
بھلائی ہے"...... نادر خان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کہتے ہو تو چلا جاؤں گا لیکن میں یہاں ایک
ضروری کام سے آیا ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ تم گریس کے بارے میں
کچھ جانتے ہو۔ گریس جو گرین کلب کا مالک ہے"...... ٹائیگر نے
اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گرین کلب کا مالک گریس۔ ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ کیوں

تمہیں اس سے کیا کام ہے"...... نادر خان نے چونک کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ شو۔ کون ہے وہ اور کہاں رہتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ اپنے کلب میں ہی ہوتا ہے"...... نادر خان نے کہا۔

"اس کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن میں گرین کلب میں اس کے خفیہ آفس کے بارے میں جانتا ہوں"...... نادر خان نے کہا۔

"اوہ۔ تم کیسے جانتے ہو"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اکثر میرے ہی ہوٹل میں اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ٹھہرتا تھا۔ چونکہ وہ میرے ہوٹل کے مالک کا خاص دوست تھا اس لئے اس کی ہر ضرورت مجھے ہی پوری کرنی پڑتی تھی۔ ایک روز میں اس کے کمرے میں جانے کے لئے اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچا جو کچھ کھلا ہوا تھا۔ وہ فون پر اپنی کسی دوسری گرل فرینڈ کو اپنے کلب میں اپنے سیکرٹ آفس کا پتہ بتا رہا تھا۔ میں اس کی باتیں سن کر خاموشی سے وہاں سے واپس آ گیا۔ اسے پتہ نہیں چلا تھا کہ میں نے اس کی باتیں سن لی ہیں ورنہ وہ وہیں مجھے گولی مار دیتا۔ آج پہلی بار میں تمہیں اس کے بارے میں بتا رہا ہوں"...... نادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اب تم اپنا علاج کراؤ اور میں یہاں رک کر گریس کو ختم کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن کیوں۔ تم اسے ہلاک کیوں کرنا چاہتے ہو"...... نادر خان نے کہا۔

"تمہاری طرح یہاں میرا ایک دوست رہتا تھا جس کا نام بلیکی ہے۔ اس کے پاس میرے لئے ایک خصوصی اطلاع تھی جو پاکیشیا سے متعلق تھی۔ میں یہاں پہنچا تو اس کے کلب سے معلوم ہوا ہے کہ اسے گریٹ کلب کے فلیک کے آدمی اٹھا کر لے گئے ہیں۔ میں فوری طور پر فلیک کے پاس پہنچا۔ فلیک آسانی سے زبان نہیں کھول رہا تھا۔ میں نے اس پر تشدد کیا تو اس نے بتایا کہ اس نے یہ سب اپنے چیف کے کہنے پر کیا ہے اور اس کے آدمیوں نے بلیکی کو چیف کے حوالے کر دیا ہے اور اس کا چیف گریس ہے جو گرین کلب کا مالک ہے۔ بلیکی کی جان خطرے میں ہو سکتی ہے اس لئے میں اس کی مدد کرنے ضرور جاؤں گا۔ اگر گریس اور اس کے آدمیوں نے اسے معمولی سا بھی نقصان پہنچایا تو میں ان سب کا بھیانک حشر کروں گا۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم اپنی فیملی کے ساتھ اطمینان سے زندگی گزار سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا اور اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور نادر خان کی جانب بڑھا دی۔

"یہ کیا ہے"...... نادر خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے دوست کا تحفہ سمجھو اور اگر تم نے تحفہ ٹھکرانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میں خود تمہیں گولی مار دوں گا......" ٹائیگر نے کہا اور نوٹوں کی گڈی زبردستی نادر خان کے ہاتھ پر رکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"رکو۔ میری بات تو سنو۔ رضوان۔ رضوان"...... نادر خان نے اسے آوازیں دیتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر جیسے بہرہ ہو گیا تھا وہ تیزی سے کمرے سے باہر آیا اور پھر رکے بغیر بیرونی گیٹ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

"ارے ارے۔ آہستہ چلاؤ۔ ابھی میں کنوارا ہوں۔ ابھی میرا مرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے"...... عمران نے مارتھا کی انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ پر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو مارتھا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ڈرو نہیں۔ میرے ہوتے ہوئے تم نہیں مر سکتے"...... مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا ملک الموت سے تمہاری رشتہ داری ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کون ملک الموت"...... مارتھا نے چونک کر کہا۔

"موت کا فرشتہ جو انسانی جان نکال کر لے جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو اور خاموش بیٹھو"...... مارتھا نے منہ بنا کر کہا۔

"تم کار کی رفتار کم کرو تو میں خاموش ہو جاؤں گا ورنہ میرے منہ سے ڈری ڈری آوازیں سن کر تم نے خود بھی ڈر جانا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے کسی سے ڈر نہیں لگتا۔ سمجھے تم"...... مارتھا نے منہ بنا کر کہا۔ وہ واقعی مشاق ڈرائیور تھی۔ وہ جس انداز میں کار چلا رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے باقاعدہ راکٹ اُڑانے کی ٹریننگ لی ہو۔

"مجھے اس بات کا تو پتہ چل گیا تھا کہ تم ایئر پورٹ اپنے کسی دوست کو چھوڑنے آئے تھے۔ واپسی پر تم کہاں جا رہے تھے"۔ چند لمحے توقف کے بعد مارتھا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں جہاں جا رہا تھا وہاں تو شاید تم جانا پسند ہی نہ کرتی"۔ عمران نے کہا۔

کیا مطلب۔ ایسی کون سی جگہ ہو سکتی ہے جہاں میں جانا پسند نہ کرتی"...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دور بہت دور۔ اتنی دور جہاں سے کوئی لوٹ کر کبھی واپس نہیں آتا"...... عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد مایوسی تھی جیسے وہ دنیا سے اکتا چکا ہو۔

"اوہ۔ ایسی کون سی جگہ ہو سکتی ہے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آ سکتا"...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنے سر میں گولی مار کر دیکھو۔ تمہاری روح اسی وقت ایسے

سفر پر روانہ ہو جائے گی جہاں سے واپسی کا ٹکٹ ملنا ناممکن ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو مارتھا چونک کر اور غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"کہیں تم خودکشی کرنے تو نہیں جا رہے"...... مارتھا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ خودکشی کرنی ہوتی تو مجھے اتنی دور جانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہیں کہیں کار کسی پہاڑی چٹان سے ٹکرا دیتا یا پھر ڈیش بورڈ میں پڑا ہوا ریوالور نکال کر اپنے سر میں ایک گولی اتار لیتا جس سے فوراً کام تمام ہو جاتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تمہارے پاس ریوالور بھی ہے"...... مارتھا نے سہم کر کہا۔

"ہاں۔ تم جیسی حسین ڈاکو مجھ سے کار چھین کر نہ لے جائے اس لئے حفاظت کے لئے رکھا ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو مارتھا کے چہرے پر فوراً مسکراہٹ آ گئی۔

"سچ بولو جا کہاں رہے تھے"...... مارتھا نے کہا۔

"قبرستان کا سنا ہے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"قبرستان۔ جہاں مردوں کو دفن کیا جاتا ہے"...... مارتھا نے چونک کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن تم قبرستان کیوں جا رہے ہو۔ اوہ کہیں تمہاری بیوی ہلاک تو نہیں ہو گئی جس کی قبر پر تم پھول چڑھانے جا رہے ہو"...... مارتھا نے کہا۔

"ایسی قسمت کہاں۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی پھر کیسی بیوی۔ کیسی قبر اور کیسے پھول"...... عمران نے کہا تو مارتھا کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات پھیل گئے۔

"اوہ سوری۔ میں نے غلط اندازہ لگایا تھا لیکن تم وہاں کیوں جا رہے ہو۔ کیا وہاں تمہارا کوئی بزرگ دفن ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"نہیں۔ میں قبرستان میں دفن کرنے جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو مارتھا یکلخت اچھل پڑی اور قدرے سکڑ سی گئی۔

"دو۔ دو۔ دفن کرنے۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے کسی کو قتل کیا ہے اور اس کی لاش اپنی کار کی ڈگی میں ڈال کر اسے دفنانے لے جا رہے ہو"...... مارتھا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کون سی سپورٹس کار ہے جس کی ڈگی ہوتی ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ پھر تم نے کہاں رکھی ہے لاش۔ ارے کہیں پچھلی سیٹ کے نیچے تو نہیں رکھی"...... مارتھا نے اسی انداز میں کہا۔

"ابھی وہ زندہ ہے لیکن بہت جلد لاش بننے والی ہے"۔ عمران نے کہا تو مارتھا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"لاش بننے والی ہے۔ تم۔ تم۔ کیا تم مجھے قتل کرنے کے لئے لے جا رہے ہو"...... مارتھا نے کہا۔

"نہیں۔ تم جیسی حسین لڑکی کو قتل کرنے سے مجھے کیا ملے گا۔ میں تو خود کو قتل کرنے جا رہا ہوں اور جس رفتار سے تم کار دوڑا رہی

ہو اس سے مجھے خود کو قتل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے یہ کام تو اپنے آپ ہی ہو جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو میرا اندازہ درست تھا کہ تم خودکشی کرنے جا رہے ہو لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم نے اس بات سے انکار کر دیا تھا کہ تم خودکشی کرنے نہیں جا رہے"...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارادوں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کب بدل جائیں"...... عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

"لیکن تم خودکشی کیوں کرنا چاہتے ہو۔ اچھے بھلے انسان ہو۔ شکل و صورت اور لباس بھی اچھا ہے اور قیمتی کار میں ہو پھر کس سے اتنا خوفزدہ ہو جو خودکشی کرنے کا سوچ رہے ہو"...... مارتھا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں وہاں خودکشی کرنے نہیں بلکہ اپنی ذات اپنے احساسات اور اپنے ضمیر کو قبرستان میں دفن کرنے جا رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"میں کچھ سمجھی نہیں۔ ذات، احساسات اور ضمیر کو قبرستان میں دفن کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے"...... مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب کوئی انسان برائی کی طرف راغب ہوتا ہے اور بڑا گناہ کرنے جا رہا ہوتا ہے تو اسے پہلے یقینی طور پر اپنی ذات،

احساسات اور ضمیر کو دفن کرنا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن تم کون سا گناہ کرنے جا رہے ہو جو تمہیں اپنے احساسات اور ضمیر کو قبرستان میں دفن کرنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے''...... مارتھا نے اسی انداز میں کہا۔

''گناہ تو گناہ ہوتا ہے چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور ہر انسان گناہ کرنے سے پہلے اپنے ضمیر کو مارتا ہے۔ جب تک اس کے اندر سے انسانیت کے احساسات ختم نہ ہوں اس وقت تک اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا اور میں نے تم سے خودکشی کرنے کا نہیں کہا بس یہ کہا ہے کہ میں قبرستان جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیوں جا رہے ہو تم قبرستان۔ بتاؤ تو سہی''...... مارتھا نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ عمران کی ایک ہی بات سن سن کر تنگ آ گئی ہو۔

''کیوں۔ کیا میرا قبرستان جانا منع ہے یا قبرستان جانے والا مجرم ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا۔ تم ہر بات خود ہی الجھا رہے ہو۔ کبھی کچھ کہہ رہے ہو اور کبھی کچھ۔ سیدھی طرح بتا دو کہ قبرستان تم کیوں جا رہے ہو۔ وہاں کیا کام ہے تمہیں''...... مارتھا نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''کاروبار کرنے کے لئے جا رہا ہوں وہاں۔ اب ٹھیک ہے''۔ عمران نے کہا جیسے وہ یہ بتا کر مارتھا کی سات نسلوں پر احسان عظیم

کر رہا ہو۔

''قبرستان میں کاروبار۔ کیسا کاروبار''...... مارتھا کے چہرے پر ایک بار پھر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''میں قبرستان سے قدیم کھوپڑیاں اور قدیم ڈھانچے تلاش کرتا ہوں جنہیں عالمی منڈی میں فروخت کر کے مجھے کروڑوں ڈالرز مل جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ تو تم قدیم کھوپڑیوں اور ہڈیوں کو قبروں سے نکال کر فروخت کرتے ہو''...... مارتھا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اور اگر مجھے کوئی قدیم کھوپڑی یا ڈھانچہ نہ ملے تو میں زندہ انسانوں کو ہلاک کر کے ان کی کھوپڑیوں اور ڈھانچوں کو قدیم بنا دیتا ہوں اور انہیں فروخت کر کے بھی مجھے کافی دولت مل جاتی ہے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھی نہیں''...... مارتھا نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

''فرض کرو اگر مجھے قبرستان میں کوئی قدیم ڈھانچہ اور کھوپڑی نہ ملے تو میں کسی بھی زندہ انسان کو ہلاک کر کے اس کی لاش چونے کی دلدل میں ڈال دیتا ہوں اس طرح لاش کا سارا گوشت گل سڑ جاتا ہے اور باقی رہ جاتا ہے ڈھانچہ اور کھوپڑی تو میں اسے کیمیکلز لگا کر اتنا پرانا بنا دیتا ہوں جیسے وہ آج کی نہیں بلکہ ہزاروں سال پہلے کی ہو اور اب میں نے ایک ڈھانچہ اور کھوپڑی دریافت

کی ہے۔ اب مجھے اس قدیم کھوپڑی اور اس کے ڈھانچے کو عالمی منڈی تک لے جانے کی دیر ہے اور دولت مجھ پر برسنا شروع ہو جائے گی“..... عمران نے کہا تو مارتھا کا جسم خوف سے کانپنا شروع ہو گیا۔

”تک تک۔ کیا تم اس کے لئے مجھے ہلاک کرنے کا سوچ رہے ہو“..... مارتھا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”سوچ رہا تھا لیکن اب سٹیرنگ وہیل تمہارے ہاتھوں میں ہے ایسی حالت میں بھلا میں اپنے خیالات کو عملی جامہ کیسے پہنا سکتا ہوں“..... عمران نے کراہ کر کہا۔

”ہونہہ۔ اب بھی۔ تم مجھے قتل کرنے کے لئے لے جا رہے تھے تاکہ میری لاش کو قدیم ڈھانچے میں تبدیل کر سکو اور اس سے کروڑوں ڈالرز کما سکو“..... مارتھا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے واقعی اب خوف سے اس کی روح پرواز کر جائے گی ۔ اس کے ہاتھ بہک رہے تھے جس کی وجہ سے کار بری طرح سے لہرانا شروع ہو گئی تھی۔ یہ تو شکر تھا کہ سڑک دور تک متوازی اور خالی تھی ورنہ کار جس بری طرح سے لہرا رہی تھی سائیڈ پر موجود کسی بھی گاڑی سے ٹکرا سکتی تھی۔

”ارے ارے۔ میں تو تمہیں یہ سب مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تم ہر بار میری باتیں خود پر کیوں لے جاتی ہو۔ میں تم جیسی حسین لڑکیوں کو قتل نہیں کرتا“..... عمران نے اس کی

حالت دیکھ کر کہا اور مارتھا ایک بار پھر زور زور سے سانس لینا شروع ہو گئی جیسے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔

”تم۔ تم واقعی انتہائی خطرناک انسان ہو اور اب مجھے واقعی تم سے ڈر لگنے لگا ہے۔ تمہاری ہر بات سے میرا خون خشک ہو جاتا ہے۔ کاش کہ میں تمہاری کار میں نہ بیٹھی ہوتی“..... مارتھا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

”چلو۔ اب اپنا خوف ختم کرو۔ راج گڑھ آنے والا ہے۔ تم نے کار واقعی راکٹ کی طرح اڑائی ہے ہم چار گھنٹوں سے بھی کم وقت میں یہاں پہنچ گئے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چچ چچ۔ چار گھنٹے۔ اوہ گاڈ۔ کیا ہمیں سفر کرتے چار گھنٹے ہو گئے ہیں“..... مارتھا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ یہ انتہائی تیز رفتار کار ہے۔ میں دو گھنٹوں میں وہاں پہنچ جاؤں گی لیکن.....“ مارتھا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”اتنی جلدی کیا ہے تمہیں وہاں پہنچنے کی“..... عمران نے کہا۔

”میں تمہیں نہیں بتا سکتی“..... مارتھا نے کہا۔

”کیوں نہیں بتا سکتی“..... عمران نے کہا۔

”کہا ہے نا کہ نہیں بتا سکتی۔ اب تم خاموش رہو۔ میں بھی کس احمق کی بیل گاڑی میں بیٹھ گئی تھی“..... مارتھا نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے کار کی رفتار مزید بڑھا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ راج گڑھ پہنچ گئے۔ قصبے میں داخل ہوتے ہی مارتھا نے کار روک دی۔

"ارے۔ کار کیوں روک دی تم نے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"میں قصبے میں پہنچ چکی ہوں۔ اب مجھے جہاں جانا ہے میں پیدل ہی چلی جاؤں گی۔ مجھے تم جیسے خطرناک انسان کے ساتھ مزید سفر نہیں کرنا"...... مارتھا نے کہا اور تیزی سے کار سے نکل گئی۔ عمران بھی کار سے نکل آیا۔

"ڈرو نہیں۔ تم جہاں کہو گی میں تمہیں پہنچا دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ شکریہ"...... مارتھا نے کہا اور اس نے کار کی عقبی سیٹ سے اپنا سفری بیگ اٹھانے کے لئے کار کا پچھلا دروازہ کھول لیا۔ وہ ایک چوراہے پر کھڑے تھے جہاں چند خالی ٹیکسیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ مارتھا نے اپنا سفری بیگ اٹھایا اور عمران کو ٹاٹا کرتی ہوئی ٹیکسیوں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"بڑی حیرت انگیز لڑکی ہے یہ۔ نہ کرایہ دیا ہے اور نہ یہاں تک چھوڑنے پر میرا شکریہ ادا کیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور گھوم کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ مارتھا نے

ایک ٹیکسی ہائر کی۔ اس میں اپنا بیگ رکھا اور پھر وہ ٹیکسی میں سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہو گئی۔ عمران کو نجانے کیوں اس لڑکی پر شک ہو رہا تھا۔ شک کیا تھا اس کے بارے میں اس کے ذہن میں کچھ بھی واضح نہیں تھا لیکن مارتھا کی پریشانی اور انتہائی تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کر کے راج گڑھ پہنچنے کا کہنا اور دیر ہونے پر اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے تاثرات دیکھ کر عمران سمجھ گیا تھا کہ مارتھا کسی انتہائی پریشانی میں ہے۔ اس کی پریشانی کی وجہ کیا تھی عمران کے دل میں یہ جاننے کا تجسس پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے کار موڑنے کی بجائے چند لمحے انتظار کیا اور پھر اس نے کار قصبے کی طرف بڑھا دی۔ وہ مناسب فاصلہ رکھ کر اس ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا جس میں مارتھا گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹیکسی مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی ایک بڑی اور وسیع حویلی میں داخل ہو گئی۔ عمران کار حویلی کے قریب سے گزار کر آگے لے گیا۔ اس نے سائیڈ دیوار پر لگی ہوئی نواب حاکم علی کی نیم پلیٹ دیکھ لی تھی۔ پہلے اس نے سوچا کہ وہ مارتھا کے پیچھے اس حویلی میں جائے پھر کچھ سوچ کر اس نے سر جھٹکا اور کار واپس موڑ لی اور دوبارہ دارالحکومت کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس نے مارتھا کی طرح انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ تو نہیں کی تھی لیکن خالی سڑک دیکھ کر وہ مناسب رفتار سے کار دوڑاتا ہوا لے جا رہا تھا اور پھر پانچ گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد وہ دارالحکومت پہنچ گیا۔

سلیمان ان دنوں چونکہ اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران نے دوسری چابی سے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور سیدھا بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس طویل اور بے وجہ کے سفر نے اسے بری طرح سے تھکا دیا تھا۔ جوتے اتار کر وہ بیڈ پر لیٹا ہی تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر دانش منزل کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''یس۔ علی عمران، ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ بذبان خود بلکہ بدہان خود لیکن انتہائی تھکا ماندہ بول رہا ہوں''...... عمران نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''تو میں نے کب کہا کہ تم خلیل جبران بول رہے ہو۔ تمہارے نمبر سے تمہارا ہی فون آتا ہے۔ کسی شہر بدر لیلیٰ کا تو نہیں جو صحراؤں اور ویرانوں میں مجنوں کی تلاش میں سیل فون کی بیٹری چارج کرانے کے لئے چیخ و چلا رہی ہو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر آپ مصروف نہیں ہیں تو کیا تھوڑی دیر کے لئے دانش منزل آ سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے فوراً سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تھوڑی دیر سے تمہاری کیا مراد ہے اور تم سے کس نے کہہ دیا

کہ میں مصروف نہیں ہوں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تھوڑی دیر سے مراد ایک گھنٹے کے لئے اور اگر آپ مصروف ہیں تو رہنے دیں۔ جب آپ فارغ ہوں تب آ جائیں۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر جلدی نہیں تھی تو پھر فون ملانے کی جلدی کیوں کی تھی بھلے آدمی۔ میں ابھی سینکڑوں کلو میٹر کا سفر طے کر واپس لوٹا ہوں۔ اس وقت نازک اندام حسینہ کی طرح میرا انگ انگ دکھ رہا ہے''۔ عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔

''سینکڑوں کلو میٹر کا سفر۔ کیا مطلب۔ کہاں گئے تھے آپ''۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''ایک حسینہ تھی۔ وہ مجھے عالم بالا کے سفر پر لے گئی تھی۔ یہ تو بھلا ہو میری کار کا جسے عالم بالا کا راستہ ہی معلوم نہیں تھا ورنہ تمہیں مجھ سے بات کرنے کے لئے عالم بالا میں ہی کال کرنا پڑتی اور جہاں تک مجھے علم ہے عالم بالا میں ابھی سیل فون سروس شروع نہیں ہوئی ہے''...... عمران نے کی زبان چل پڑی۔

''میں کچھ سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر تم میں سمجھ ہوتی تو تم دانش منزل میں نہ بیٹھے رہتے اب تک تم چاند کے ساتھ سورج کو بھی تسخیر کر چکے ہوتے۔ بہرحال بتاؤ۔ اگر ایمرجنسی ہے تو میں آ جاتا ہوں ورنہ کچھ دیر آرام کرنے

کے بعد ہی آؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"ایمرجنسی تو خیر نہیں ہے لیکن ایک اہم اطلاع ہے جو شاید آپ کے لئے کسی ایمرجنسی سے کم نہ ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیسی اطلاع"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا کے جنوبی علاقے وادی واران میں جہاں پاکیشیا کا ایک جدید اور سپیشل سٹور ہے جسے زیرو بنک کہا جاتا ہے وہاں پاکیشیا کا خصوصی اسلحہ سٹور کیا گیا ہے۔ زیرو بنک میں ایک سپیشل سیل بنایا گیا تھا۔ اس سیل میں یورینیم سمیت، پلاٹینم اور ایسی ہی دوسری کئی قیمتی دھاتیں بھی سٹور کی گئی تھیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ آگے کہو"...... عمران نے کہا۔

"زیرو بنک میں پاکیشیا نے حال ہی میں دریافت ہونے والی ایک قیمتی دھات سٹار ون بھی سٹور کی تھی۔ یہ دھات پاؤڈر کی شکل میں تھی جس کا وزن دس ہزار گرام تھا۔ دھات جسے ایس ون کہا جاتا ہے یورینیم اور پلاٹینم کا متبادل ہے۔ دس ہزار گرام یورینیم اور اتنی ہی مقدار میں پلاٹینم کی طاقت ایک گرام ایس ون کی طاقت کے برابر ہے۔ اور......" بلیک زیرو نے کہا۔

"ان سب باتوں کو مجھے علم ہے۔ یہ دھات حال ہی میں پاکیشیا کی جنوبی پہاڑیوں کی گہرائیوں سے ملی تھی جو پاکیشیا کے لئے کسی عظیم سرمائے سے کم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہوا کیا ہے اور تم یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہو"...... عمران نے جھلائے ہوئے لہجے

میں کہا جیسے اسے بلیک زیرو کا تمہیدی انداز پسند نہ آیا ہو۔

"زیرو بنک سے ایس ون چوری ہو گئی ہے جناب"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کو ایک جھٹکا سا لگا۔

"ایس ون چوری ہو گئی ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے چوری ہو گئی ہے یہ دھات"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے زیرو بنک کے سیکورٹی چیف کرنل شفقت مرزا کی کال آئی تھی۔ وہ چونکہ ڈائریکٹ مجھے جواب دہ ہے اس لئے اس نے مجھے صورتحال سے آگاہ کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"زیرو بنک میں ایس ون رکھی گئی ہے یہ بات سوائے کرنل شفقت مرزا کے کوئی نہیں جانتا تھا اور کرنل شفقت مرزا نے ہی زیرو بنک کا سپیشل سیل ایس ون سٹور کرنے کے لئے چنا تھا اس لئے اس کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری اسی کی تھی۔ جب اس کے سوا کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ زیرو بنک کے سیکرٹ سیل میں ایس ون موجود ہے تو پھر ایس ون وہاں سے چوری کیسے ہو گئی"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ خود بھی حیران ہے عمران صاحب۔ آج سرداور نے اسے کال کر کے ٹیسٹنگ کے لئے ایس ون کی کچھ مقدار منگوائی تھی۔ کرنل شفقت مرزا کے کہنے کے مطابق جب وہ سیکرٹ سیل میں گیا تو ایس ون وہاں موجود نہیں تھی"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"وہاں نہیں تھی تو کہاں ہے ایس ون۔ کرنل شفقت مرزا نے ایس ون کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے تھے اور ایس ون وہاں کس چیز میں رکھی گئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"کرنل شفقت مرزا نے ایس ون ایک ہارڈ باکس میں رکھی تھی۔ یہ ہارڈ باکس ایک خاص میٹل کا بنا ہوا تھا۔ کرنل شفقت مرزا نے زیرو ہنک کے سیکرٹ سیل میں ایک سیکرٹ لاکر بنایا تھا اور اس نے باکس اسی لاکر میں رکھا تھا۔ سیکرٹ سیل کا بھی اسی کو علم تھا۔ اسے کھولنے کا کوڈ اور لاکر کا کوڈ اسے ہی معلوم تھا لیکن اس کا کہنا ہے کہ جب وہ سیل میں گیا تو سیل بھی کھلا ہوا تھا اور لاکر بھی اور میٹل باکس غائب تھا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"پھر تم نے کرنل شفقت مرزا سے کیا کہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ میں نے اس کی بہت سرزنش کی ہے۔ وہ خود پاگل پن کی حد تک حیران ہے کہ میٹل باکس کہاں گیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میٹل باکس کے غائب ہونے کے بارے میں اس نے اور کسے بتایا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف مجھے اور میں نے اسے سختی سے منع کر دیا ہے کہ ابھی وہ اس بارے میں کسی سے بات نہ کرے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن سرداور نے اس سے جو سیمپل منگوایا ہے اس کا کیا ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا مسئلہ نہیں ہے۔ کرنل شفقت مرزا نے احتیاطاً پہلے سے ہی میٹل باکس سے چند گرام ایس ون کا ایک چھوٹا پیکٹ بنا کر سیف کے ایک اور خفیہ خانے میں رکھا ہوا تھا تاکہ جب کسی لیبارٹری سے اس کا سیمپل منگوایا جائے تو اسے میٹل باکس کھولنے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ پیکٹ سے سیمپل بھیج دے۔ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ سرداور کو سیمپل پہنچانے کے بعد اس نے مجھے کال کی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب کہاں ہے کرنل شفقت مرزا"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"سرداور کو سیمپل دینے کے بعد وہ واپس زیرو ہنک پہنچ گیا ہے اور اپنے طور پر تحقیقات کر رہا ہے کہ میٹل باکس کیسے چوری ہوا اور اس چوری میں کون ملوث ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے خود وہاں جانا پڑے گا۔ ایس ون انتہائی قیمتی دھات ہے جس سے پاکیشیا کی تقدیر بدل جاسکتی ہے۔ اس دھات کا اس طرح چوری ہو جانا نیک شگون نہیں ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دھات ایسی جگہ سے چوری کی گئی ہے جو انتہائی فول پروف اور سیکرٹ زیرو بنک کے ایسے سیل میں تھی جس کے بارے میں کرنل شفقت مرزا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا اور پھر کرنل شفقت مرزا نے اس دھات کو اپنی مرضی سے سیکرٹ لاکر میں رکھا تھا جس کے پاس ورڈز وہی جانتا تھا۔ اس کے باوجود میٹل باکس کا غائب ہو جانا انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کرنل شفقت مرزا نے خود ہی سیکرٹ سیل میں جا کر سیکرٹ لاکر کھولا اور میٹل باکس نکال کر کسی کو دے دیا ہو اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کرنل شفقت مرزا جیسا محب وطن اور نیک انسان ملک سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر وہاں سے میٹل باکس کیسے غائب ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جیسے بھی ہوا ہے۔ اسے تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ میں پاکیشیا کا سرمایہ کسی اور کے ہاتھ نہیں لگنے دوں گا۔ یہ ملک وقوم کی امانت ہے اور میں کسی کو بھی اس امانت میں خیانت نہیں کرنے دوں گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''تو کیا آپ اب زیرو بنک جائیں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں کرنل شفقت مرزا سے جا کر بات کروں گا اور دیکھوں گا کہ اس نے حفاظت کے جو انتظامات کئے تھے وہ کس حد

تک فول پروف تھے اور ان انتظامات کے باوجود ایس ون کیسے چوری ہو گئی''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا میں کرنل شفقت مرزا کو بتا دوں کہ آپ ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے وہاں پہنچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ بتا دو اور جولیا کو بھی فون کر کے میرے فلیٹ میں بھیج دو۔ تحقیقات کرنے کے لئے وہ بھی میرے ساتھ ہی جائے گی''۔ عمران نے کہا۔

''اوکے''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا۔ وہ انتہائی الجھا ہوا تھا۔ کرنل شفقت مرزا کو وہ ذاتی طور پر جانتا تھا۔ وہ واقعی انتہائی ایماندار، نیک اور محب وطن انسان تھا جو ملک وقوم کے لئے اپنی جان تو دے سکتا تھا لیکن کسی غداری کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا۔ اس کی حب وطنی اور فرض شناسی کو مدنظر رکھ کر ہی اسے زیرو بنک کی سیکورٹی کا چیف بنایا گیا تھا اور زیرو بنک کی سیکورٹی کی مکمل ذمہ داری اسی کو سونپ دی گئی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ زیرو بنک کی تعمیر میں کرنل شفقت مرزا کا بھرپور ہاتھ تھا تو بے جا نہ ہو گا۔ اس نے اپنی نگرانی میں زیرو بنک کی ڈیزائننگ کرائی تھی اور اس کی تعمیر میں بھی بھرپور انداز میں حصہ لیا تھا اور اس نے زیرو بنک کی حفاظت کے تمام انتظامات بھی خود اپنی نگرانی اور اپنی پسند کے مطابق ایڈجسٹ کرائے تھے۔

زیرو بنک کے بارے میں سوائے چند اعلیٰ حکام کے کرنل شفقت مرزا اور اس کے گروپ کے کسی کے علم میں نہ تھا۔ زیرو بنک کو مکمل طور پر کیموفلاج کر کے پوری دنیا سے سیکرٹ رکھا گیا تھا اور سوائے ان چند مخصوص افراد کے کسی کو زیرو بنک اور زیرو بنک میں رکھے جانے والے اسلحے کا علم نہیں تھا۔ ان چند افراد میں پاکیشیائی پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر اور فوج کے چند اعلیٰ آفیسرز کے علاوہ ایکسٹو اور وزارت دفاع کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان شامل تھے۔ یہ تمام وہ افراد تھے جن سے کسی بھی صورت میں یہ سیکرٹ لیک آؤٹ نہیں ہو سکتا تھا کہ زیرو بنک کہاں ہے۔ اس کے سیکورٹی کے انتظامات کیا ہیں اور وہاں کیا رکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود زیرو بنک کے ایک ایسے سیکرٹ سیل کے سیکرٹ لاکر سے جہاں تک سوائے کرنل شفقت مرزا کے کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا پاکیشیا کی انتہائی قیمتی اور نایاب دھات چوری کر لی گئی تھی۔

عمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور بیڈ روم سے نکل کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ جولیا کے آنے سے پہلے وہ تیار ہو جائے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

مارشل ایجنسی کا چیف مارشل ڈریلے اپنے آفس میں بیٹھا روز مرہ کے کاموں میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مارشل ڈریلے نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"گارج بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں فون کیا ہے"...... مارشل ڈریلے نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ایم بی کے بارے میں آپ کو اطلاع دینی ہے چیف"۔ گارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیسی اطلاع"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ایک اور ایم بی پہنچا ہے چیف"...... گارج نے کہا۔

"گڈ شو۔ کتنے ایم بی جمع ہو چکے ہیں اب تک"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"چھ چیف"...... گارج نے جواب دیا۔

"کتنے باقی ہیں"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"ابھی چار اور آنا باقی ہیں چیف۔ جن میں سے تین راستے میں ہیں اور ایک کی تلاش ابھی جاری ہے۔ جلد ہی وہ بھی مل جائے گا اور یہاں پہنچا دیا جائے گا"...... گارج نے کہا۔

"کیا تم نے آنے والی ایم بی سے ریڈ پاؤڈر نکال لیا ہے"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ چھ باکس سے پاؤڈر نکالا جا چکا ہے اب نئے آنے والے باکس سے پاؤڈر نکالا جا رہا ہے"...... گارج نے کہا۔

"اس پاؤڈر کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں تم نے"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"تمام پاؤڈر نکال کر ایک بیگ اور ہارڈ میٹل باکس میں جمع کیا جا رہا ہے چیف اور چونکہ ابھی مزید پاؤڈر آنا ہے اس لئے اسے میں نے اپنے پاس ماسٹر سٹور میں ہی رکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی پاؤڈر کی ساری کھیپ یہاں پہنچ جائے گی میں اسے فوری طور پر سپریم لیبارٹری کے ڈاکٹر ہرڈ کے حوالے کر دوں گا۔ اس کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ پھر اس پاؤڈر کی حفاظت کی ساری ذمہ داری

ڈاکٹر ہرڈ کی ہی ہو گی"...... گارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باقی پاؤڈر کب تک آنے کی امید ہے"۔ مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"تین تو آج رات ہی یہاں پہنچ جائیں گی البتہ ایک میٹل باکس کو سمندر میں ڈھونڈنے میں مسئلہ ہو رہا ہے۔ جیسے ہی آخری باکس مل جائے گا اسے یہاں لانے میں دیر نہیں لگے گی"...... گارج نے کہا۔

"آخری باکس کو ڈھونڈنے میں کیا مسئلہ ہو رہا ہے۔ کون گیا ہے اسے ڈھونڈنے کے لئے"...... مارشل ڈریلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اے نائن"...... گارج نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے ایملی"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"یس چیف"...... گارج نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں۔ اسے میں نے ہی بھیجا تھا۔ تو کیا اس کی طرف سے ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی ہے"...... مارشل ڈریلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نو چیف۔ میں نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس سے رابطہ ہی نہیں ہو رہا ہے۔ نجانے وہ کہاں غائب ہو گئی ہے"...... گارج نے کہا

"اس کی تلاش کے لئے کیا کیا ہے تم نے"...... مارشل ڈریلے

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے سمندر کے کنارے پر موجود چند مچھیروں کو اسے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے لیکن ان کی طرف سے بھی ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے"...... گارج نے کہا۔

"ہونہہ۔ کہاں رہ گئی ہے یہ ایملی"...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اسے ٹریس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں چیف۔ جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا"...... گارج نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے پتہ چلے گا نانسنس۔ اگر وہ سمندر میں کسی شارک کے شکار بن گئی تو"...... مارشل ڈریلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ مجھے بھی یہی خدشہ ہو رہا ہے"...... گارج نے کہا۔

"ایملی کے جسم میں آر ایس لگا ہوا ہے۔ اس سے سرچ کیا ہے تم نے اسے کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے"...... مارشل ڈریلے نے چند لمحے توقف کے بعد گارج سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اوہ۔ نو چیف۔ میں بھول گیا تھا۔ سوری چیف۔ رئیلی سوری"...... گارج نے بوکھلا کر کہا۔

"نانسنس۔ اتنا ضروری کام تم کیسے بھول سکتے ہو۔ اگر تمہارا اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا تو تم اسے ٹریک کرتے۔ وہ شارکس کا شکار

بھی بن گئی ہوتی تو اس کا آر ایس سے پتہ لگایا جا سکتا تھا اور تم اتنا ضروری اور اہم کام کرنا بھول گئے۔ نانسنس"...... مارشل ڈریلے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"س۔ س۔ سوری چیف۔ آنے والے میٹل باس سے پاؤڈر نکالنے کے چکر میں مجھ سے یہ بھول ہو گئی اور میرے ذہن سے آر ایس نکل گیا تھا"...... گارج نے خفت اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو اور سب کام چھوڑ کر پہلے اسے ٹریک کرو اور معلوم کرو کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ اگر وہ زندہ ہے اور کسی شارک کے جبڑوں میں پھنسی ہوئی ہے تو اسے جلد سے جلد اس شارک سے بچاؤ اگر وہ بچ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ اسے اذیت سے بچانے کے لئے آف کر دو"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ میں ابھی ماسٹر روم میں جا کر چیکنگ کرتا ہوں۔ وہ جہاں اور جس حال میں ہو گی میں اسے ٹریک کر لوں گا اور پھر وہی کروں گا جو آپ کا حکم ہے"۔ گارج نے کہا۔

"مجھے جلد سے جلد اس کے بارے میں رپورٹ دینا"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف"...... گارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مارشل ڈریلے نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تو عام ایجنٹ پاکیشیا سے منی میٹل باکس لانے میں کامیاب ہو
گئے ہیں پھر یہ ایملی کہاں غائب ہو گئی۔ آخری باکس لانے کے
لئے اسے میں نے ہی پاکیشیا بھیجا تھا۔ کہیں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کی نظروں میں تو نہیں آ گئی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس شارکس سے کم
نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے ایملی کو اپنے جبڑوں میں پکڑ لیا تو وہ
اس کے ٹکڑے اُڑا دیں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اگر اس
کی زبان کھلوا لی تو انہیں علم ہو جائے گا کہ پاکیشیائی زیرو بنک کے
سیکرٹ سیل کے سیکرٹ لاکر سے ایس ون ہم نے حاصل کیا ہے جو
سپیشل منی میٹل باکس میں چھپا کر ون بائے ون یہاں لایا جا رہا
ہے''...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ
اسی اُدھیڑ بن میں رہا پھر اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل اسسٹنٹ کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گارج کو بلاؤ فوری''...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں
کہا۔

''یس چیف''...... پرسنل سیکرٹری نے کہا تو مارشل ڈریلے نے
انٹرکام آف کر دیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بجی تو
مارشل ڈریلے نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''گارج آ گیا ہے چیف''...... پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

''میرے پاس بھیج دو''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''...... پرسنل سیکرٹری نے کہا تو مارشل ڈریلے نے
انٹرکام آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھولا اور ایک لمبا
تڑنگا اور مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے نیوی کلر کا
تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا اور شکل و صورت سے وہ مار دھاڑ
سے بھرپور انگریزی فلموں کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی
آنکھوں میں تیز چمک تھی جو اس کی ذہانت کی بھرپور عکاس تھی۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا چیف''...... نوجوان نے اندر داخل
ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں آؤ''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا
آگے بڑھا اور اس کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو نوجوان شکریہ کہہ کر اس
کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پاکیشیا کے زیرو بنک سے ایس ون تم نے ہی حاصل کیا تھا
گارج''...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

''یس چیف''...... گارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے تفصیل بتاؤ۔ تمہیں زیرو بنک کا کیسے علم ہوا تھا اور تم نے
وہاں سے ایس ون کیسے حاصل کیا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''جیسا کہ آپ نے کہا تھا کہ اسپائی سیٹلائٹ سے پتہ چلا تھا

کہ پاکیشیا میں ایک نئی اور انتہائی طاقتور دھات دریافت ہوئی ہے
جو ایس ون کہلاتی ہے۔ ایکریمیا کے پاس بھی چند سو گرام یہ
دھات موجود ہے جس سے ایکریمیا بہت فائدہ اٹھا رہا ہے اور
ایکریمیا نے خصوصی طور پر اس دھات کی تلاش کے لئے جدید
سیٹلائٹ خلاء میں بھیجے ہیں۔ سیٹلائٹ سسٹم سے ایس ون کی تلاش
کی جا رہی تھی کہ سیٹلائٹ سے ایکریمین سائنس دانوں کو کاشن ملا
کہ پاکیشیا کے ایک علاقے میں ایس ون کی بڑی مقدار موجود
ہے۔ سائنس دانوں نے اس علاقے کو مارک کیا اور پھر سیٹلائٹ
سے دھات کی اصل لوکیشن ٹریس کرنی شروع کر دی۔ سیٹلائٹ کے
ذریعے ہی اس بات کا علم ہوا تھا کہ یہ دھات پاکیشیا نے اس مقام
سے نکالنی شروع کر دی تھی۔ دھات پہاڑیوں کی گہرائیوں میں تھی
جسے پاکیشیائیوں نے تلاش کر لیا تھا۔ پہاڑیوں کے نیچے سے نکلتے
ہی سیٹلائٹ نے ایس ون کو مارک کیا تھا۔ اس کے بعد سیٹلائٹ
نے ہی وہ جگہ ٹریس کی جہاں ایس ون پہنچائی جا رہی تھی۔
سیٹلائٹ کی پوائنٹ مارکنگ کے تحت پاکیشیا دس ہزار گرام ایس ون
حاصل ہوئی تھی جسے انہوں نے غائب کر دیا تھا۔ جب آپ نے
مجھے ایس ون کی تلاش کا حکم دیا تو میں خصوصی طور پر اسی سیٹلائٹ
سرچنگ سنٹر پہنچا اور پھر میں نے ایس ون ٹریس کرنے کے لئے
ان سے مزید مدد مانگ لی۔ سرچنگ سنٹر سے مجھے اس مقام کا پتہ
چلا جہاں جانے کے بعد ایس ون کا سیٹلائٹ سسٹم پر کاشن ملنا بند

ہو گیا تھا۔ میں نے وہ علاقہ مارک کیا اور پاکیشیا پہنچ گیا۔ پاکیشیا جا
کر میں نے اس علاقے کی سرچنگ کی اور خصوصی سائنسی آلات
سے جب میں نے اس علاقے میں ریڈ ریز سے چیکنگ کی تو مجھے
اس علاقے میں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں زمین دوز ایک
خفیہ سٹور کا علم ہوا۔ میں نے بھرپور انداز میں اس سٹور کی تلاش
شروع کر دی۔ پہاڑیوں کے پیچھے رہنے والے چند افراد سے
معلومات حاصل کرنے کے بعد مجھے زیرو بنک کا علم ہوا تھا اور پھر
جب میں نے اپنی معلومات کا دائرہ وسیع کیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ
وہاں زیرو بنک کس مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ زیرو بنک کی
سیکورٹی کے بارے میں بھی میں نے معلومات حاصل کیں اور پھر
میں نے سیکورٹی انچارج کرنل شفقت مرزا کی تلاش شروع کر دی۔
جلد ہی مجھے کرنل شفقت مرزا کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا۔ میں نے
کرنل شفقت مرزا کی رہائش گاہ میں ایک گارڈ کی نوکری حاصل کی
اور پھر اس وقت کا انتظار کرنے لگا جب کرنل شفقت مرزا ڈیوٹی
آف کر کے واپس گھر آتا تھا۔ کرنل شفقت مرزا ہفتے میں ایک بار
ہی اپنی رہائش گاہ آتا تھا۔ جب وہ آیا تو میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ میں
کرنل شفقت مرزا سے ملنے کے بہانے اس کے پاس گیا اور پھر
میں نے اس پر اپنی مائنڈ پاور کا استعمال کیا اور اس سے زیرو بنک
کے بارے میں ہر بات اگلوا لی۔ اسی سے مجھے معلوم ہوا کہ اس
نے زیرو بنک میں ایس ون کہاں رکھا ہوا ہے۔ میں نے اپنی مائنڈ

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاور کا استعمال کرتے ہوئے کرنل شفقت مرزا کے ذریعے زیرو بنک سے ایس ون نکلوائی اور پھر میں فوری طور پر وہاں سے نکل گیا۔ مجھے چونکہ فوری طور پر ایس ون ٹھکانے لگانا تھا اس لئے میں زیادہ دیر وہاں نہیں رکا تھا۔ میں پہاڑی راستے سے ہوتا ہوا ایک پہاڑی کے قریب اپنے ایک ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ ایس ون زیرو بنک کے حفاظتی حصار سے باہر آ چکا ہے اور ممکن ہے کہ پاکیشیا کے پاس بھی کوئی ایسا سسٹم ہو جس سے ایس ون کو ٹریس کیا جا سکے اس لئے مجھے اسے کسی ایسی جگہ چھپانا تھا جہاں کسی بھی سائنسی آلے یا سیٹلائٹ سسٹم سے اسے تلاش نہ کیا جا سکے اور ایسا تب ہی ممکن تھا کہ میں ایس ون میٹل باکس سے نکال کر اپنے ساتھ لائے ہوئے سپیشل منی میٹل باکس میں چھپا دیتا۔ پہاڑی علاقے میں موجود ایک غار میں جا کر میں نے میٹل باکس کھولا اور اس میں موجود ایس ون نکال کر منی میٹل باکسز میں ڈال دیے۔ ایس ون پاکیشیا نے جس میٹل باکس میں چھپائی تھی اسے کسی بھی وقت سیٹلائٹ سسٹم سے ٹریس کیا جا سکتا تھا اس لئے مجھے فوری طور پر اس میٹل باکس کو اس علاقے سے دور لے جا کر ضائع کرنا تھا۔ میں نے ایس ون منی میٹل باکسز میں چھپائی ۔۔ پاکیشیا کا میٹل باکس لے کر وہاں سے نکل گیا اور پھر میں نے میٹل باکس کو دریا برد کر دیا۔ میں نے دس منی میٹل باکسز میں ایس ون چھپائی تھی۔ چونکہ میں تمام منی میٹل باکسز اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا اور نہ ہی

انہیں میں لے کر پاکیشیا سے نکل سکتا تھا اس لئے احتیاط کے پیش نظر میں نے منی میٹل باکسز کو انہی پہاڑیوں میں مختلف مقامات پر چھپا دیا تاکہ کسی بھی طرح پاکیشیائی سیٹلائٹ کو ان منی باکسز کا پتہ نہ لگ سکے۔ اس کام میں مجھے وقت تو لگا تھا لیکن میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا اور پھر آپ کا حکم ملتے ہی میں ایک منی باکس لے کر لوٹ آیا۔ میں نے آپ کو وہ نقشہ فراہم کر دیا تھا جو اسی پہاڑی علاقے کا ہے جہاں میں نے نو مختلف مقامات پر وہ منی میٹل باکس چھپائے ہیں"...... گارج نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان جگہوں پر ایسی نشانیاں لگا دی تھیں کہ شناخت آسان ہو سکے جہاں ایس ون کے منی میٹل باکسز موجود ہیں"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ میں نے ان جگہوں پر ڈی فلام ریز سے نمبرز لگا دیئے تھے۔ ان نمبروں کو عام انسانی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ ان نمبروں کو کلارز فلام اور بلیک کرسٹل کے بنے شیشوں کے چشموں سے ہی دیکھا جا سکتا تھا"...... گارج نے کہا۔

"میں چونکہ رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے ان نو میٹل باکسز کو کسی ایک ایجنٹ کے ہاتھ یہاں منگوانے کی بجائے میں نے تمہارے کہنے پر ایک ایک کر کے ایجنٹوں کو وہاں بھیجا تھا جنہوں نے تمہاری مارک کی ہوئی جگہوں کو تلاش کیا اور پھر وہاں سے میٹل باکس نکال کر یہاں لے آئے۔ اب تک چھ منی میٹل باکس یہاں

پہنچ چکے ہیں۔ تین راستے میں ہیں جو آج رات تک یہاں پہنچ جائیں گے۔ صرف ایک میٹل باکس باقی ہے جسے لینے کے لئے میں نے الگ سے ایک لیڈی ایجنٹ ایملی کو بھیجا تھا لیکن اب اس سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ ایس ون ایسی دھات ہے جو میں ساری کی ساری ایکریمیا لانا چاہتا ہوں۔ نو ہزار گرام دھات ہمارے قبضے میں آ چکی ہے اب ایک ہزار گرام دھات باقی ہے جو بدستور پاکیشیا میں منی میٹل باکس میں ہے جس میں تم نے چھپایا تھا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''کس نمبر کا میٹل باکس ہے وہ''...... گارج نے پوچھا۔

''میں نے احتیاط کی خاطر جن ایجنٹس کو پاکیشیا بھیجا تھا انہیں میں نے خصوصی ہدایات دی تھیں کہ وہ منی میٹل باکسز کو نمبروں کی ترتیب سے ون بائے ون نکالیں۔ اب آخری دس نمبر کا میٹل باکس باقی ہے جسے میرے حکم پر راج گڑھ کے سپیشل ایجنٹ نے نکال کر اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ پھر میں نے ایملی کو اسی ایجنٹ کے پاس بھیج دیا۔ ایملی سے پہلے ایک اور ایجنٹ ہارلی پاکیشیا گیا تھا میں نے اسے بھی کال کر کے راج گڑھ کے سپیشل ایجنٹ سے منی میٹل باکس حاصل کرنے کا کہہ دیا تھا۔ اس بات کا مجھے خیال نہ رہا تو میں نے ایملی کو وہاں بھیج دیا۔ بعد میں جب مجھے یاد آیا تو میں نے ایملی سے بات کی کہ اسے پاکیشیا جانے سے روک سکوں لیکن اس وقت تک وہ پاکیشیا پہنچ چکی تھی۔ میں نے ایملی کو بتا دیا کہ ہارلی بھی

پاکیشیا میں موجود ہمارے سپیشل ایجنٹ سے میٹل باکس لینے جا چکا ہے۔ ایملی نے کہا کہ اب وہ چونکہ پاکیشیا پہنچ چکی ہے اس لئے پاکیشیا کے فارن ایجنٹ سے وہ خود میٹل باکس لے آئے گی۔ اس نے ہارلی سے رابطہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ اگلے چند گھنٹوں تک ہارلی پاکیشیا کے فارن ایجنٹ سے میٹل باکس لینے جا رہا ہے تو وہ فوری طور پر راج گڑھ روانہ ہو گئی تاکہ وہ ہارلی سے پہلے وہاں پہنچ سکے اور پاکیشیائی فارن ایجنٹ سے میٹل باکس حاصل کر سکے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ جب وہ پاکیشیا سے میٹل باکس لائے گی تو میں اسے دس ہزار ڈالرز انعام دوں گا۔ اسی لئے وہ جلد سے جلد راج گڑھ پہنچ کر پاکیشیائی فارن ایجنٹ سے ہارلی سے پہلے میٹل باکس حاصل کر لینا چاہتی تھی۔ میری جب اس سے بات ہوئی تھی تب وہ ایئر پورٹ پر تھی اور وہ ایئر پورٹ سے ہی راج گڑھ جانے والی تھی۔ اس کے بعد وہ کہاں گئی میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہوا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''تو آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں چیف''...... گارج نے کہا۔

''ہم ایملی سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اگلے دس گھنٹوں تک اس سے رابطہ ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ تمہیں ایک بار پھر پاکیشیا جانا پڑے گا تاکہ آخری میٹل باکس تم خود وہاں سے نکال کر لے آؤ''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''مجھے وہاں بھیجنے کی کوئی خاص وجہ''...... گارج نے مارشل

ڈریلے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک وجہ ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"وہ کیا چیف"...... گارج نے چونک کر کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم پاکیشیا پہنچ کر زیرو بنک کے چیف سیکورٹی انچارج کرنل شفقت مرزا کو ہلاک کر دو اور اس کے ساتھ زیرو بنک بھی تباہ کر دو"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے چیف"...... گارج نے حیران ہو کر کہا۔

"ایس ون کی چوری زیادہ عرصہ چھپی نہیں رہے گی۔ اس بات کی بھنک اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران کو لگ گئی تو وہ اس بات کی کھوج نکال لے گا کہ ایس ون کی چوری میں کس کا ہاتھ ہے اور ایس ون کہاں ہے۔ وہ اس کی تلاش میں یہاں پہنچ جائے گا اور میں مارشل ایجنسی کو کسی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا"۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

"کیسا خطرہ چیف۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی اگر یہاں آ گئے تو وہ مارشل ایجنسی کو ختم کر دیں گے"...... گارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ عمران جیسا شیطان کچھ بھی کر سکتا ہے۔ حال ہی میں یہ ایجنسی قائم کی گئی ہے اور ہم نے ابھی تک ایکریمیا کے اعلیٰ حکام پر اس ایجنسی کی صلاحیتوں اور کارکردگی کو شو نہیں کیا۔ ایسا نہ ہو کہ

کارکردگی شو کرنے سے پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھی یہاں آ کر ایجنسی کو تباہ و برباد کر دیں"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"مارشل ایجنسی نئی ضرور ہے چیف لیکن یہ ایکریمیا کی سب سے بڑی، فعال اور انتہائی باوسائل ایجنسی بن چکی ہے۔ اس ایجنسی سے ٹکرانا دنیا کے کسی بھی ایجنٹ کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس ایجنسی میں آپ نے مجھ سمیت ایسے ایجنٹوں کو شامل کیا ہے جو ناقابل شکست حد تک صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ تو پھر آپ کو کس بات کا ڈر ہے"...... گارج نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بات ڈرنے کی نہیں ہے نانسنس۔ تم بات کہاں سے کہاں لے جا رہے ہو"...... مارشل ڈریلے نے غرا کر کہا۔

"یس چیف۔ سوری چیف۔ لیکن......" گارج نے خود کو فوراً سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مارشل ایجنسی ابھی صرف ایکریمیا تک محدود ہے۔ مجھے اس ایجنسی کا نیٹ ورک وسیع کرنا ہے۔ میں پوری دنیا میں مارشل ایجنسی کے ایجنٹ پھیلانا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ دنیا میں مارشل ایجنسی سے بڑھ کر دوسری کوئی ایجنسی نہ ہو۔ میں جس منصوبے پر کام کر رہا ہوں اگر یہ کامیاب ہو گیا تو ایکریمیا اور اسرائیل کی ایجنسیاں، مارشل ایجنسیوں میں ضم ہو جائیں گی یا ان تمام ایجنسیوں کو مارشل ایجنسی کے تابع رہ کر کام کرنا پڑے گا جس کے لئے مجھے ابھی بہت ورک کرنا ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف"...... گارج نے کہا۔

"جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا اس وقت تک میں کسی بھی سروس یا ایجنسی سے ٹکراؤ نہیں چاہتا خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس شیطان علی عمران سے جو دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے اور ناممکن کو بھی ممکن کرنا جانتا ہے۔ اگر وہ یہاں آ گیا اور اس نے ہمارے خلاف کام کرنا شروع کر دیا تو وہ نہ صرف ہم سے ایس ون چھین کر لے جا سکتا ہے بلکہ مارشل ایجنسی کے بخیے بھی ادھیڑ سکتا ہے۔ اس لئے فی الحال ہم اس سے جتنا دور رہیں گے اسی میں ہماری بھلائی ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اگر آپ کے خیال میں عمران اتنا ہی خطرناک ہے تو پھر آپ اس کا خاتمہ کیوں نہیں کرا دیتے"...... گارج نے کہا تو مارشل ڈریلے چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب"...... مارشل ڈریلے نے چونک کر کہا۔

"میرا کہنے کا مطلب صاف ہے چیف۔ اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس، مارشل ایجنسی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں تو پھر ایسے خطرے کو جڑ سے ہی کیوں نہ اکھاڑ پھینکا جائے تاکہ یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے"...... گارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونا تو یہی چاہئے لیکن اس وقت جو پوزیشن ہے اس کے تحت

ہم انہیں چھیڑنے کا بھی رسک نہیں لے سکتے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر یہ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کے مترادف ہو گا"...... مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن چیف۔ یہ ضروری تو نہیں کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے مارشل ایجنسی کے ایجنٹوں کو ہی بھیجیں"...... گارج نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہم کسی کرمنل گروپ کو بھی تو ہائر کر سکتے ہیں اور یہاں کلرز گروپ کی بھی کوئی کمی نہیں ہے"...... گارج نے کہا۔

"ہونہہ۔ تاکہ عمران اس گروپ کو اپنی گرفت میں لے کر ان کا منہ کھلوا لے کہ انہیں کس نے ہائر کیا ہے۔ کوئی بھی راستہ اختیار کر لو گھوم پھر کر بات یہیں آ جائے گی۔ عمران کو پتہ چل جائے گا کہ اس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے"...... مارشل ڈریلے نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں یہ کام مارشل ایجنسی سے ہٹ کر کروں گا"...... گارج نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"وہ کیسے"...... مارشل ڈریلے نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ذاتی حیثیت سے کسی گروپ کو ہائر کروں گا اور انہیں

پاکیشیا، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کرنے کے لئے بھیج دوں گا۔ اگر اس گروپ کا کوئی آدمی پکڑا بھی گیا تو عمران کو اس سے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ انہیں کس نے ہائر کیا ہے۔ اس طرح عمران کے سامنے کسی بھی صورت میں مارشل ایجنسی کا نام نہیں آئے گا"...... گارچ نے کہا۔

"نہیں۔ تم عمران کو نہیں جانتے۔ اس جیسے ذہین انسان سے کچھ بھی چھپانا ناممکن ہے۔ آج نہیں تو کل وہ تانے بانے جوڑتا ہوا اس حقیقت تک پہنچ جائے گا کہ اس کا دشمن کون ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اگر وہ اتنا ہی ذہین ہے تو پھر اسے آج نہیں تو کل اس بات کا بھی پتہ چل جائے گا کہ ایس ون کس نے چوری کی ہے اور اب وہ کہاں ہے تب کیا وہ مارشل ایجنسی کے خلاف کام نہیں کریں گے"...... گارچ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ طنز کر رہا ہو لیکن اس نے بڑے تحمل سے یہ بات کی تھی تاکہ مارشل ڈریلے کو طنز محسوس نہ ہو۔

"ہاں۔ مجھے بھی اس بات کا خدشہ ہے کہ عمران سے یہ بات چھپی نہیں رہ سکے گی اور اسے جلد یا بدیر اس بات کا علم ہو جائے گا کہ پاکیشیا سے ایس ون چوری کرنے میں ہمارا ہاتھ ہے اور وہ ہمارے خلاف حرکت میں بھی جائے گا لیکن میں نے اس کا پہلے سے ہی متبادل انتظام کر دیا ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"متبادل انتظام۔ کیا مطلب"...... گارچ نے چونک کر کہا۔

"یہ سمجھ لو کہ عمران اور اس کے ساتھی ایکریمیا آئے تو ان کا مقابلہ مارشل ایجنسی اور اس کے ایجنٹوں سے ہی ہو گا لیکن نہ تو وہ مارشل ایجنسی ہو گی اور نہ ہی اس کا کوئی ایجنٹ اور تم یہ سن کر اور زیادہ حیران ہو گے کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں سے ایس ون واپس لے جانے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے لیکن ایس ون بھی مارشل ایجنسی کی طرح جعلی ہو گی جسے وہ کسی بھی صورت میں پہچان نہیں سکیں گے"...... مارشل ڈریلے نے اس بار زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ نے یہاں کوئی ایسی ایجنسی بھی بنا رکھی ہے جو مارشل ایجنسی نہ ہوتے ہوئے بھی مارشل ایجنسی ہی ہے"۔ گارچ نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اور میں نے یہ سب عمران کو ڈاج دینے کے لئے ہی کیا ہے لیکن میں اس وقت تک کچھ نہیں کرنا چاہتا جب تک عمران کو اس بات کا علم نہیں ہو جاتا کہ ایس ون کی چوری میں مارشل ایجنسی کا ہاتھ ہے۔ جب عمران کو اس بات کا پتہ چلے گا اور وہ یہاں ایس ون حاصل کرنے آئے گا تب سیکنڈ مارشل ایجنسی اوپن ہو گی اور فرسٹ ایجنسی انڈر گراؤنڈ ہو جائے گی"...... مارشل ڈریلے نے کہا تو گارچ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ شو چیف۔ آپ واقعی جینئس ہیں۔ آپ نے عمران اور

اس کے ساتھیوں کے لئے جو نیا سیٹ اپ بنایا ہے وہ واقعی آپ کی ذہانت کا ثبوت ہے جو عمران جیسے انسان کو بھی چکرا کر رکھ دے گا''..... گارج نے کہا۔

''میں تمہاری طرح جذباتی ہو کر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ میں سوچ سمجھ کر اور انتہائی راز داری سے منصوبے بناتا ہوں۔ ایسے منصوبے جس کا نتیجہ سو فیصد میرے حق میں نکلتا ہو''..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو جینیس کہا ہے اور مجھے فخر ہے کہ میں آپ جیسے جینیس چیف کے لئے کام کرتا ہوں''..... گارج نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''اب تم ان باتوں کو چھوڑو اور میں نے تمہیں جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرو۔ پاکیشیا جاؤ اور جا کر کرنل شفقت مرزا سمیت زیرو بنک کو تباہ کر دو۔ ہماری پہلی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ عمران کو ایس ون کے چوری ہونے کی کوئی خبر نہ ملے اور وہ ہماری تلاش میں یہاں نہ آئے۔ وہاں سے تمہیں آخری منی میٹل باکس بھی لانا ہے''..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف۔ میں آج ہی پاکیشیا کے لئے روانہ ہو جاتا ہوں اور جاتے ہی اپنا کام شروع کر دوں گا اور جلد ہی آپ کو خوش خبری سناؤں گا''..... گارج نے کہا۔

''ہم اے نائن سے مسلسل رابطے میں ہیں۔ اگر اس سے رابطہ

ہو گیا اور وہ آخری منی میٹل باکس لانے میں کامیاب ہو گئی تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ پھر تمہارا کام صرف زیرو بنک کو تباہ اور کرنل شفقت مرزا کو ہلاک کرنا ہے اور اپنا کام پورا ہوتے ہی تمہیں واپس لوٹ آنا ہے''..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف۔ اور چیف کیا میں اپنے ساتھ نینسی کو لے جا سکتا ہوں۔ اس نے پہلے بھی میرا خاصا ساتھ دیا تھا۔ اب بھی وہ زیرو بنک کی تباہی میں میرا ساتھ دے سکتی ہے''..... گارج نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے بلیک فیری''..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''..... گارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے لے جاؤ۔ وہ واقعی ذہین لیڈی ایجنٹ ہے۔ اس کے ساتھ تمہاری کامیابی یقینی ہو گی''..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''..... گارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب تم جا سکتے ہو''..... مارشل ڈریلے نے کہا تو گارج سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے مؤدبانہ انداز میں مارشل ڈریلے کو سلام کیا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گریس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ آج صبح سے ہی اسے مسلسل بری خبریں سننے کو مل رہی تھیں۔ پہلے اسے اطلاع دی گئی تھی کہ گریٹ کلب میں فلیک اور اس کے دو ساتھیوں کو اس کے آفس میں کسی نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس نے فوری طور پر خود وہاں پہنچ کر معلومات حاصل کیں تو اسے کاؤنٹر مین نے بتایا کہ ایک معزز آدمی کاؤنٹر پر آیا تھا اس نے اپنا نام کوبرا بتایا تھا۔ وہ چونکہ انتہائی معزز شخصیت تھی اس لئے کاؤنٹر گرل نے اسے فلیک کے آفس کی طرف بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد اس آدمی کو کسی نے واپس جاتے ہوئے چیک نہیں کیا تھا۔

کاؤنٹر گرل سے کوبرا نامی آدمی کا حلیہ پوچھنے پر گریس کو وہ عام سا آدمی معلوم ہوا تھا۔ گریس کے شہر کے پولیس کمشنر سے اچھے تعلقات تھے۔ اس نے فوری طور پر پولیس کمشنر کو بلایا اور اسے

فلیک اور اس کے ساتھ ہلاک ہونے والے دو افراد کے قاتل کو تلاش کرنے کا کہا۔

کمشنر نے فوری طور پر قاتل کو تلاش کرنے کے لئے تفتیش شروع کر دی لیکن چونکہ کوبرا کا حلیہ عام سا تھا اس لئے تفتیش کی گاڑی آگے نہیں بڑھ سکی تھی اور پھر شام ہوتے ہی گریس کو اور بری بری خبریں ملنی شروع ہو گئیں۔ اطلاع کے مطابق شہر میں پانچ مزید افراد کو ان کے آفسز اور رہائش گاہوں میں جا کر گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا۔ یہ پانچوں افراد شہر کے نامی بدمعاش تھے اور ان کا تعلق اس گروہ سے تھا جس کا باس گریس تھا۔ پانچوں افراد میں کوئی کلب کا مالک تھا تو کوئی گیم روم چلاتا تھا۔ ان سب کو ان کے آفسز میں اور ان کے گھروں میں گھس کر نشانہ بنایا گیا تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ ان سب کو ہلاک کرنے والے کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ ایک ہی آدمی تھا اور اس کا وہی حلیہ تھا جو اسے گریٹ کلب کی کاؤنٹر گرل نے بتایا تھا جس کا مطلب واضح تھا کہ کوئی کوبرا نامی شخص ہی ان سب کا شکار کر رہا تھا۔

جن پانچ افراد کو ہلاک کیا گیا تھا وہ گریس کے اہم اور سرکردہ رکن تھے جن کی ہلاکت سے گریس کے پاور گروپ کا تقریباً خاتمہ ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے گریس شدید مشکل میں آ گیا تھا کیونکہ نیا پاور گروپ بنانا گریس کے لئے کافی مشکل ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے گریس کمرے میں سر پکڑے بیٹھا ہوا تھا اور مسلسل کوبرا کے

بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور اس کی اس سے کیا دشمنی ہے۔

"ہونہہ۔ آخر کون ہے یہ کوبرا۔ ایک بار وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا"۔ گریس نے غصے اور پریشانی سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ملازم اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا۔

"ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... ملازم نے کارڈ گریس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو گریس نے اس سے کارڈ لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ اوہ۔ یہ یہاں کیوں آیا ہے"...... کارڈ دیکھ کر گریس نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا کیونکہ کارڈ پر سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا نام لکھا ہوا تھا۔

"نو سر سپرنٹنڈنٹ صاحب خود نہیں آئے ہیں۔ ان کے محکمے کا ایک انسپکٹر ہے۔ انسپکٹر رضوان۔ یہی نام بتایا تھا اس نے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی طرف سے آپ کے لئے ایک خصوصی پیغام لایا ہے"...... ملازم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے گیسٹ روم میں بٹھاؤ۔ میں آ رہا ہوں"۔ گریس نے کہا تو ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا معاملہ ہو سکتا ہے۔ میرے پاس سنٹرل انٹیلی جنس کے سپیشل آفیسر کی آمد کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... گریس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرے سے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر جدید تراش کا قیمتی سوٹ تھا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ گیسٹ روم میں داخل ہوتے ہی اسے ایک معزز آدمی صوفے پر بیٹھا دکھائی دیا جس نے قیمتی اور جدید تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ جسمانی لحاظ سے وہ بے حد طاقتور اور مضبوط آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

"میرا نام گریس ہے"...... گریس نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"میں انسپکٹر رضوان ہوں"...... نوجوان نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جی فرمائیں۔ کیسے آئے ہیں یہاں"...... گریس نے رسمی انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر قدرے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"میں جی گروپ کے سلسلے میں آیا ہوں"...... انسپکٹر رضوان نے کہا تو گریس بے اختیار چونک پڑا۔ جی گروپ اسی کا گروپ تھا جس کے پانچ آدمیوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔

"جی گروپ۔ کون سا جی گروپ۔ میں سمجھا نہیں"...... گریس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سنو گریس۔ سنٹرل انٹیلی جنس نے یہاں کلبوں اور بار رومز پر نظر رکھنے کے لئے اپنے مخبر پھیلا رکھے ہیں۔ یہ مخبر صرف ایسی معلومات آگے فراہم کرتے ہیں جو ملک کے خلاف ہوں یا اس علاقے میں کسی غیر ملکی ایجنٹ کو دیکھا جائے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا ایک خاص آدمی بلیکی تھا جو ہمارے لئے مخبری کا کام کرتا تھا۔ اس نے چیف ڈائریکٹر کو ایک اہم اطلاع دی تھی۔ اس اطلاع کی تصدیق کے لئے میں یہاں آیا تو مجھے پتہ چلا کہ بلیکی کو گریٹ کلب کے مالک فلیک نے اپنے آدمیوں کے ذریعے اٹھوا لیا ہے۔ جب میں نے فلیک سے بات کی تو اس نے تمہارا نام لیا تھا کہ اس کے آدمیوں نے فلیکی کو تمہارے کہنے پر اٹھوایا ہے اور اس کے آدمیوں نے فلیکی کو تمہارے حوالے کر دیا ہے۔ بولو۔ یہ سچ ہے یا نہیں"...... انسپکٹر رضوان نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ لیکن میرا بلیکی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اسے اٹھوایا ہے"...... گریس نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"جی گروپ کے پانچ افراد کی ہلاکت کی تو تمہیں خبر مل ہو گی"...... انسپکٹر رضوان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سنا ہے لیکن جی گروپ کون ہے اور کس کے لئے کام

کرتا ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... گریس نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ وہی گروپ ہے جو فلیک کے آدمیوں سے بلیکی کو لے گیا تھا۔ ان پانچوں کو تو ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن ابھی اس گروپ کا باس زندہ ہے جس کا نام گریس ہے"...... انسپکٹر رضوان نے کہا تو گریس کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"میں۔ گگ۔ کیا مطلب"...... گریس نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور وہ تم ہو گریس"...... انسپکٹر رضوان نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن......" گریس نے کچھ کہنا چاہا۔

"اب بتاؤ کہاں ہے بلیکی۔ کہاں رکھا ہے تم نے اسے۔ جلدی منہ کھولو ورنہ......" انسپکٹر رضوان نے اچانک سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کا رخ گریس کی طرف کر دیا۔

"مم مم۔ میں نہیں جانتا۔ مجھے نہیں معلوم"...... گریس نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ یہ سن کر ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا کہ اس کے جن پانچ ساتھیوں کو کوبرا نے قتل کیا تھا وہ انسپکٹر رضوان کے روپ میں اس کے سامنے موجود تھا اور اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کے ساتھیوں کی طرح وہ اسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیتا۔

"ہونہہ۔ پھر تم میرے کسی کام کے نہیں ہو اس لئے چھٹی کرو"۔

انسپکٹر رضوان نے کرخت لہجے میں کہا اور ریوالور کے ٹریگر پر دباؤ بڑھایا تو گریس حلق کے بل چیخ اٹھا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ"..... گریس نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ جب تمہارے پاس میرے مطلب کی کوئی معلومات ہی نہیں ہیں تو میں تمہیں زندہ کیوں چھوڑوں"..... انسپکٹر رضوان نے منہ بنا کر کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں"..... گریس نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا جانتے ہو"..... انسپکٹر رضوان نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یہی کہ بلیکی کس کے پاس ہے"..... گریس نے کہا۔

"تو بتاؤ۔ کس کے پاس ہے"..... انسپکٹر رضوان نے کہا۔

"ایرک۔ وہ ایرک کے پاس ہے۔ اس کے کہنے پر میں نے بلیکی کو اٹھوایا تھا"..... گریس نے کہا۔

"کون ہے یہ ایرک اور کہاں ملے گا"..... انسپکٹر رضوان نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ اس نے مجھے فون کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اگر میں اس کا کام کر دوں تو وہ مجھے اس کام کا بھاری معاوضہ دے گا۔ مجھے معاوضے سے مطلب تھا اور بلیکی اس علاقے کا ایک عام

سا غنڈہ تھا اس لئے میں نے اس کا کام کر دیا"..... گریس نے کہا۔

"پھر اس نے تم سے بلیکی کو کیسے حاصل کیا تھا"..... انسپکٹر رضوان نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"اس نے کہا تھا کہ ہم بلیکی کو رسیوں سے باندھ کر یہاں سے بیس کلو میٹر دور جنوب میں موجود ایک چھوٹے جنگل میں چھوڑ دیں۔ وہاں سے وہ اسے خود وصول کر لے گا۔ میرے حکم پر میرے آدمی بلیکی کو رسیوں سے باندھ کر اسی جنگل میں چھوڑ آئے تھے۔ اس کے بعد ایرک نے اسے وہاں سے اٹھایا یا نہیں۔ یہ سب مجھے معلوم نہیں ہے"..... گریس نے کہا۔

"اس نے جس نمبر سے تمہیں کال کی تھی وہ نمبر بتاؤ"..... انسپکٹر رضوان نے کہا۔

"اس کا نمبر میرے سیل فون میں فیڈ ہے"..... گریس نے جواب دیا۔

"کس نام سے"..... انسپکٹر رضوان نے پوچھا۔

"ایرک کے نام سے ہی ہے"..... گریس نے جواب دیا۔

"کہاں ہے تمہارا سیل فون"..... انسپکٹر رضوان نے پوچھا۔

"میری میز کی دراز میں"..... گریس نے جواب دیا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"خبردار۔ اگر کوئی غلط حرکت کی تو گولیوں سے تمہارا سر اڑا

دوں گا"...... انسپکٹر رضوان نے غرا کر کہا۔

"تت تت۔ تم۔ تم"...... گریس نے انتہائی خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے انسپکٹر رضوان اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے اس کے قریب آیا اور پھر اس سے پہلے کہ گریس کچھ سمجھتا اچانک اس کے سر پر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ گریس کی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے سورج روشن ہو گیا۔ اس نے صرف اتنا دیکھا تھا کہ انسپکٹر رضوان کا ریوالور والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کے سر کی طرف بڑھا تھا۔ اس سے پہلے کہ گریس چیختا اس کے سر پر ایک اور دھماکہ ہوا اور یہ دھماکہ پہلے دھماکے سے شدید تھا جس سے گریس کے دماغ میں روشن ہونے والا سورج فوراً تاریک ہو گیا اور اسے اپنے تمام احساسات فنا ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مل آئے آپ کرنل شفقت مرزا سے"...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی اور وہ انتہائی الجھا ہوا بھی دکھائی دے رہا تھا۔

"پھر کیا پتہ چلا اس سے۔ زیرو بنک سے ایس ون کیسے چوری ہوا ہے۔ اس کا کوئی سراغ ملا آپ کو"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ایس ون، کرنل شفقت مرزا نے خود ہی سیکرٹ روم کے سیکرٹ لاکر سے نکال کر ایک غیر ملکی کے حوالے کیا تھا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کرنل شفقت مرزا نے۔ اس نے خود ایس ون کسی غیر ملکی کو دیا ہے۔ کیوں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل شفقت مرزا مجبور تھا''...... عمران نے کہا۔

''مجبور تھا۔ کیا مطلب۔ کیا مجبوری تھی اسے''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

''اسے ٹریپ کیا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ٹریپ۔ وہ کیسے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''ہپناٹائز کر کے اسے اپنے کنٹرول میں کیا گیا تھا اور پھر کرنل شفقت مرزا نے وہی کیا جو کرنے کا اسے حکم دیا گیا تھا اور اسے یہی حکم ملا تھا کہ وہ زیرو بنک کا سیکرٹ لاکر کھول کر اس میں موجود ایس ون کا میٹل باکس نکال کر لائے اور اس کے حوالے کر دے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اور زیادہ گہرے ہو گئے۔

''اوہ۔ کون تھا وہ جس نے کرنل شفقت مرزا کو ہپناٹائز کر کے اپنے کنٹرول میں لے لیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم لیکن وہ جو کوئی بھی تھا انتہائی ماہر اور طاقتور دماغ کا مالک تھا۔ اس نے کرنل شفقت مرزا کو مکمل طور پر اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا اور کرنل شفقت مرزا نے اسے آسانی سے ایس ون لے جا کر دے دیا تھا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ کرنل شفقت مرزا کو ہپناٹائز کیا گیا تھا اور اس نے ہی زیرو بنک کے سیکرٹ لاکر سے ایس ون

نکالا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں نے کرنل شفقت مرزا کا مائنڈ چیک کیا تھا۔ جب میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور اس کے مائنڈ میموری کو چیک کیا تو مجھے فوراً علم ہو گیا کہ کرنل شفقت مرزا کو ہپناٹائزڈ کیا گیا تھا۔ میں نے اس کے مائنڈ میں جھانک کر وہ سب کچھ دیکھ لیا تھا کہ اس نے کس طرح زیرو بنک کے سیکرٹ لاکر سے ایس ون کا میٹل باکس نکالا تھا اور کیسے اسے زیرو بنک سے نکال کر باہر لے گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اب یہ کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کون تھا جس نے کرنل شفقت مرزا کو ٹرانس میں لیا تھا اور اسے اپنا تابع کر کے زیرو بنک سے ایس ون لے گیا ہے''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے کرنل شفقت مرزا کے دماغ میں موجود اس کی آواز سنی ہے۔ آواز بدلی ہوئی لیکن مجھے کچھ کچھ سمجھ آ رہا ہے کہ یہ آواز کس کی ہو سکتی ہے''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کس کی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ابھی نہیں۔ میں لیبارٹری میں جا کر ساؤنڈ سسٹم پر اس آواز کو ریکارڈ کروں گا پھر اس آواز کو مختلف انداز میں بدل بدل کر بول کر دیکھوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے میں اس نامعلوم شخص کی آواز نکالنے میں کامیاب ہو جاؤں اور اس طرح پتہ چل جائے کہ

وہ کون تھا''...... عمران نے کہا۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ کسی کی دماغ میں بسی ہوئی آواز کو اس طرح چیک کیا جا سکے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ممکن تو نہیں ہے لیکن کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ وہ آواز میری جانی پہچانی سی ہے۔ بس اب اس آواز کو اصل ڈھب پر لانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ آخر ایس ون اس قدر حفاظت کے باوجود زیرو بنک سے باہر کیسے نکل گئی۔ کرنل شفقت مرزا نے اسے اپنی حفاظت میں ضرور رکھا ہوا تھا لیکن یہ اختیار اسے بھی نہیں ہے کہ وہ ایس ون زیرو بنک سے باہر لے جا سکے۔ اسے وہاں کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کرنل شفقت مرزا زیرو بنک کا سیکورٹی چیف ہے۔ زیرو بنک کے ایمرجنسی سیکرٹ وے کی وہ وقتاً فوقتاً چیکنگ کرتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کن راستوں پر چیکنگ پوائنٹ ہیں اور کون سے راستے اوپن ہیں۔ ٹرانس میں آنے کے بعد اس نے زیرو بنک سے نکلنے کے لئے اوپن وے ہی استعمال کیا تھا اور جس نے اسے ٹرانس میں لیا تھا اس نے کرنل شفقت مرزا کو بلیک فوائل پلس پیپر بھی دیا تھا۔ کرنل شفقت مرزا نے میٹل باکس کو اس پیپر میں لپیٹ لیا تھا۔ اس پیپر سے کوئی ریز نہیں گزر سکتی۔ اس لئے کرنل شفقت مرزا کے لئے

اسے وہاں سے لے کر نکلنا مشکل نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو یہ سارا کھیل جامع پلاننگ سے کیا گیا ہے''۔ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ کام کسی عام انسان کا نہیں ہے۔ وہ جو کوئی بھی ہے انتہائی تربیت یافتہ اور ذہین ایجنٹ ہے جس نے یہ سارا چکر چلایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس علاقے میں بلیور ریز بھی پھیلائی گئی تھیں تاکہ اگر ایس ون یا زیرو بنک میں موجود کوئی بھی چیز باہر آئے تو فوراً اس کا پتہ چل جاتا اور مانیٹر ہو جاتا کہ زیرو بنک سے کیا نکالا گیا ہے اور کس نے نکالا ہے جس کا رسیونگ سسٹم اس علاقے سے دور بھرن پور میں لگایا گیا ہے۔ کیا اس سرچنگ سسٹم آپریٹر کو بھی زیرو بنک سے ایس ون نکلنے کا کوئی کاشن نہیں ملا''...... بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''نہیں۔ ایس ون لے جانے والے نے شاید پہلے سے ہی اس بات کا خیال رکھا ہوا تھا کہ کسی ریز یا سیٹلائٹ سسٹم سے یہ چیک نہ کیا جا سکے کہ ایس ون زیرو بنک سے نکال کر کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے میٹل باکس کے باہر آتے ہی اس پر بلیک فوائل پلس کے پیپر لپیٹ لئے ہوں اس لئے سرچنگ سنٹر کو اس کا کوئی کاشن نہیں ملا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس طرح تو کوئی بھی ایس ون آسانی سے پاکیشیا سے نکال

کر لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس نے زیرو بنک سے تو ایس ون نکلوا کر وقتی طور پر چھپا لی ہے لیکن وہ ایس ون پاکیشیا سے باہر نہیں نکال سکے گا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"حال ہی میں پاکیشیائی سرحدوں پر اور پاکیشیا آنے جانے تمام راستوں پر ماسٹر ایکس ریز کا جال پھیلایا گیا ہے تاکہ حساس اسلحے کی اسمگلنگ کو روکا جا سکے۔ یہ ایسی ریز ہیں جو بلیک فوائل پلس کے پیپروں میں لپٹے ہوئے حساس اسلحہ کو اور اس کے میگزین کو بھی ٹریس کر سکتی ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی اس نامعلوم شخص نے ایس ون پاکیشیا سے باہر لے جانے کی کوشش کی تو وہ پکڑا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ کوئی تو اچھی بات سننے کو ملی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں لیبارٹری میں جا رہا ہوں تاکہ کرنل شفقت مرزا کے مائنڈ سے سنی ہوئی آواز کی نقل کر سکوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران اٹھ کر آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بجی تو ٹائیگر نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر موجود ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر اس کے ایک مخبر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا یہ دیکھ کر ٹائیگر نے ایک بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"کوبرا بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"چنگیزی بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس چنگیزی۔ کیا رپورٹ ہے"...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

"ایرک کا سراغ مل گیا ہے باس"...... چنگیزی نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ کہاں ہے وہ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ نواحی قصبے گورچن میں ایک چھوٹی سی بار کا مالک ہے"۔

چنگیزی نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ کیا تم نے اس بات کی تصدیق کر لی ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے گریس کے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرائی تھی"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یس باس۔ جیسے ہی مجھے اس کا سراغ ملا میں نے فوری طور پر اس کی انکوائری شروع کر دی۔ جس بنک سے اس نے گریس کے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کی تھی۔ وہاں سے اس کی سی سی کیمرے کی تصویر اور اس کی تحریر ملی ہے جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اسی نے رقم ٹرانسفر کی تھی اور گریس کے ذریعے بلیکی کو اغوا کرایا تھا"...... چنگیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا تعلق کس گروپ سے ہے یہ پتہ کرایا ہے تم نے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نو باس۔ ابھی تک اس کے بارے میں یہ سب پتہ نہیں چل سکا ہے۔ یہ سب تو اس کا منہ کھلوانے کے بعد ہی معلوم ہو گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے اٹھا کر اس کا منہ کھلواؤں"...... چنگیزی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام میں خود کروں گا۔ تم اسے اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر لے آؤ۔ میں تھوڑی دیر تک وہیں پہنچ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس باس۔ میں دو گھنٹوں تک اسے لے کر سپیشل پوائنٹ پر

جاؤں گا"...... چنگیزی نے کہا اور ٹائیگر نے مزید کچھ کہے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر بدستور سنجیدگی کے تاثرات تھے۔

گریس کو اس نے انسپکٹر رضوان کے روپ میں ٹریپ کیا تھا اور اس سے ہی اسے ایرک کا معلوم ہوا تھا۔ ٹائیگر نے گریس کے بتائے ہوئے پتے کی بھی جا کر چیکنگ کی تھی جہاں اس کے آدمیوں نے بلیکی کو بے ہوش کر کے اور رسیوں سے باندھ کر چھوڑا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا جنگل تھا جہاں ٹائیگر کو ایک جگہ چند ایسے نشان ملے تھے جن سے پتہ چلتا تھا کہ وہاں واقعی کسی آدمی کو رسیوں سے باندھ کر ڈالا گیا تھا۔ اس جگہ پر چند دوسرے انسانی قدموں کے بھی نشان تھے۔ ٹائیگر نے جنگل کے ارد گرد کا تمام علاقہ چیک کیا لیکن اسے بلیکی وہاں نہیں ملا تھا تو ٹائیگر نے انڈر ورلڈ کے ایک آدمی چنگیزی کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ گریس کے بنکوں کے اکاؤنٹس کی چھان بین کرے اور چیک کرے کہ حال ہی میں اس کے کس بنک کے اکاؤنٹ میں بھاری رقم جمع کرائی گئی تھی۔ جس کے نتیجے میں چنگیزی نے ایرک کا نام بتایا تھا اور ٹائیگر نے چنگیزی کو ایرک کی تلاش کا کام سونپ دیا تھا۔ اور اب چنگیزی نے اسے ایرک کے مل جانے کی رپورٹ دی تھی۔

بلیکی نے اسے پاکیشیا کی سلامتی کے حوالے سے کوئی خبر دینی تھی اور جس طرح وہ غائب ہوا تھا اس سے ٹائیگر کو اور زیادہ یقین ہوتا جا رہا تھا کہ یقیناً بلیکی کے پاس کوئی انتہائی اہم خبر ہے۔ وہ خبر

کیا ہے اسے جاننے کے لئے ٹائیگر کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔
وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور تیز تیز چلتا ہوا فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کار میں بیٹھا شہر کی وسیع و عریض اور فراخ سڑکوں پر اُڑا جا رہا تھا۔

ٹائیگر کی انڈر ورلڈ میں جن مخصوص افراد سے دوستی تھی وہ ان سے عموماً ایک خفیہ ٹھکانے پر ملاقات کرتا تھا جو اس کا سپیشل پوائنٹ تھا۔ سپیشل پوائنٹ پر وہ اپنے مخبروں کے ذریعے اڑیل قسم کے غنڈوں اور بدمعاشوں کو لا کر ان کی زبانیں کھلواتا تھا جس کے لئے وہ ان پر تشدد یا مختلف حربے استعمال کرتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے جیسے ہی کار عمارت میں پارک کی سائیڈ سے ایک درمیانے قد کا لیکن پھرتیلا نوجوان نکل کر تیزی سے اس کے سامنے آ گیا۔

"لے آئے ایرک کو"...... ٹائیگر نے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو چنگیزی تھا۔

"یس باس"...... چنگیزی نے مسکرا کر کہا۔

"کہاں ہے وہ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نے اسے ڈارک روم میں پہنچا دیا ہے"...... چنگیزی نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ چنگیزی کے ساتھ ڈارک روم کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں تشدد کے جدید ترین آلات کے ساتھ ساتھ ایذا رسانی کے قدیم

ہتھیار بھی موجود تھے۔ کمرے کے درمیان فرش میں نصب لوہے کی مخصوص کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا جسم راڈز میں جکڑا ہوا تھا اور اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔

"ہوش میں لاؤ اسے"...... ٹائیگر نے چنگیزی سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... چنگیزی نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کرسی کی طرف بڑھا اور اس نے بے ہوش آدمی کے ایک ہاتھ سے بال پکڑ کر سر اوپر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس آدمی کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع کر دی۔ چند تھپڑ کھانے کے بعد بے ہوش آدمی کے منہ سے کراہ کی آواز نکلی تو چنگیزی اس کے سر کے بال چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ بندھے ہوئے آدمی کا چہرہ کافی بھاری تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کی آنکھوں کی بناوٹ سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ انتہائی لالچی آدمی ہو اور دولت کے حصول کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہو۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ مجھے یہاں کیوں باندھا گیا ہے"...... نوجوان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام ایرک ہے"...... ٹائیگر نے نوجوان کے سامنے آتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ایرک ہوں۔ لیکن تم کون ہو اور میں کہاں ہوں"۔ ایرک نے اسی انداز میں کہا۔

"تم اس وقت موت کے شکنجے میں ہو اور اگر تم اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتے تو پھر تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ میں تم سے جو پوچھوں اس کا صحیح صحیح جواب دے دو"..... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن تم ہو کون اور تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو"..... ایرک نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں کوبرا ہوں اور کوبرا موت کا دوسرا نام ہے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھ سے کیا چاہتے ہو"..... کوبرا کا سن کر ایرک نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"چنگیزی"..... ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھی چنگیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"..... چنگیزی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جاؤ۔ سیف سے ایک لاکھ روپے نکال کر لے آؤ"..... ٹائیگر نے کہا تو چنگیزی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈارک روم سے نکلتا چلا گیا۔

"ایک لاکھ۔ کیا مطلب۔ تم نے اس سے ایک لاکھ کیوں منگوائے ہیں"..... ایرک نے حیرانی سے کہا۔

"تمہارے لئے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"میرے لئے۔ کیا مطلب"..... ایرک نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر تم مجھے چند معلومات دے دو۔ بالکل درست معلومات تو میں اس کے عوض تمہیں ایک لاکھ روپے دوں گا اور تم یہاں سے زندہ واپس بھی چلے جاؤ گے۔ دوسری صورت میں تم یہاں ایذا رسانی کے جو آلات دیکھ رہے ہو۔ اگر میں نے ان آلات کا تم پر استعمال کیا تو پھر تمہاری روح بھی سچ بولنے پر مجبور ہو جائے گی اور تم زندہ بھی نہیں رہو گے"..... ٹائیگر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو ایرک اس کا لہجہ سن کر کانپ کر رہ گیا۔ اسی لمحے چنگیزی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی تھی۔

"دکھاؤ اسے تاکہ یہ نہ سمجھے کہ تم اس کے لئے نقلی نوٹ لائے ہو"..... ٹائیگر نے کہا تو چنگیزی سر ہلا کر ایرک کے قریب آ گیا اور اسے نوٹوں کی گڈی دکھانے لگا۔ نوٹ دیکھ کر ایرک کی آنکھوں میں لالچ کی تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"ہاں۔ یہ اصلی ہیں سو فیصد اصلی نوٹ۔ بولو تم مجھ سے کیا معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ایک لاکھ روپے کے لئے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں"..... ایرک نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ میں اپنا

وقت بچانے کے لئے تمہیں رقم دے رہا ہوں۔ اس لئے میرے
سامنے عیاری کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ مجھ سے فضول سوالات مت
کرنا اور جو پوچھوں اس کا سوچ سمجھ کر اور ٹھیک ٹھیک جواب دینا
ورنہ ایک لاکھ والی آفر ختم اور پھر میں تم پر تشدد کرنا شروع کر دوں
گا''...... ٹائیگر نے ایرک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی
سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''ایک لاکھ روپے کے لئے میں کوئی غلط بات نہیں کروں گا
لیکن میں تمہیں وہی کچھ بتاؤں گا جو مجھے معلوم ہو گا اور تمہیں میری
باتوں پر یقین کرنا پڑے گا''...... ایرک نے لالچ بھری نظروں سے
چنگیزی کے ہاتھوں میں گڈی دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں سچ اور جھوٹ پرکھنے کا ماہر ہوں۔ تمہارا چہرہ دیکھ کر مجھے
معلوم ہو جائے گا کہ تم مجھ سے سچ بول رہے ہو یا نہیں۔ تمہارے
ہر صحیح جواب پر میرے اشارے پر دس ہزار روپے تمہاری جیب میں
ڈال دیئے جائیں گے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ سچ کے ذریعے
ایک لاکھ روپے کماؤ یا اس سے کم''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مم مم۔ میں سچ بولوں گا۔ بالکل سچ''...... ایرک نے بدستور
نوٹوں کی طرف دیکھ کر للچائی ہوئی آواز میں کہا۔

''تم نے چند روز پہلے گرین کلب کے مالک گریس کے بنک
میں دس لاکھ روپے جمع کرائے تھے۔ بولو یہ سچ ہے یا نہیں''۔ ٹائیگر
نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس کی

بات سن کر ایرک کا رنگ بدل گیا۔

''وہ میں۔ وہ وہ''...... ایرک نے بری طرح سے ہکلاتے
ہوئے کہا۔

''ہکلاؤ مت۔ جواب دو مجھے''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے
کہا۔

''ہاں۔ میں نے دس لاکھ گریس کے خفیہ اکاؤنٹ میں جمع
کرائے تھے''...... ایرک نے کہا تو ٹائیگر کی آنکھوں میں چمک آ
گئی۔

''چنگیزی اس کی جیب میں دس نوٹ ڈال دو''...... ٹائیگر نے
کہا تو چنگیزی نے اثبات میں سر ہلا کر گڈی سے دس نوٹ گن کر
الگ کئے اور ایرک کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں ڈال دیئے۔
نوٹ جیب میں جاتے دیکھ کر ایرک کی آنکھوں کی چمک میں اور
زیادہ اضافہ ہو گیا۔

''کس نے دی تھی تمہیں یہ رقم''...... ٹائیگر نے اس کی طرف
غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''پارکر نے''...... ایرک نے جواب دیا۔

''کون ہے یہ پارکر''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہ دارالحکومت کی ایک تنظیم کا چیف ہے۔ اسی نے مجھے رقم
گریس کے خفیہ اکاؤنٹ میں جمع کرانے کے لئے کہا تھا''۔ ایرک
نے جواب دیا تو ٹائیگر کے اشارے پر چنگیزی نے مزید دس ہزار

اس کی جیب میں ڈال دیئے۔

"تنظیم کا نام اور پارکر کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ اور یہ بھی کہ پارکر نے یہ رقم کس مقصد کے لئے گریس کے اکاؤنٹ میں جمع کرائی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ رقم پارکر نے گریس سے بلیکی کلب مالک بلیکی کو اغوا کرانے کے لئے میرے ذریعے گریس کے اکاؤنٹ میں جمع کرائی تھی۔ وہ خود اس معاملے میں سامنے نہیں آنا چاہتا تھا اس لئے میں نے گریس سے بات کی اور اس کے ذریعے بلیکی کو اغوا کرایا تھا"...... ایرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بلیکی کو کیوں اغوا کرانا چاہتا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ اس نے مجھے جو حکم دیا تھا میں نے اسی پر عمل کیا تھا"...... ایرک نے جواب دیا۔ ٹائیگر کے اشارے پر چنگیزی اس کی کوٹ کی جیب میں ہر جواب پر دس ہزار ڈالتا جا رہا تھا۔

"گریس کے آدمیوں نے بلیکی کو باندھ کر جس جنگل میں پہنچایا تھا وہاں سے اسے کون اٹھا کر لے گیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میں اور میرے ساتھ دو آدمی اور تھے"...... ایرک نے کہا۔

"کہاں لے گئے تھے تم بلیکی کو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"پارکر کے پاس۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اسے پارکر کے حوالے کیا تھا اور پھر ہم واپس آ گئے۔ اس کے بعد پارکر نے بلیکی کے ساتھ کیا کیا یہ مجھے معلوم نہیں ہے"...... ایرک نے جواب

دیا۔

"تم نے پارکر کے بارے میں بتایا نہیں کہ اس کا کس تنظیم سے تعلق ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کا تعلق بلیک روز تنظیم سے ہے جو ایکریمیا کے لئے کام کرتی ہے۔ پاکیشیا میں اس تنظیم کا سربراہ پارکر ہے جو میرا دوست ہے۔ اس کا ایک سائیڈ بزنس بھی ہے وہ پارکر شپنگ کمپنی کا مالک ہے اور کراس روڈ پر واٹر پلازہ کے چوتھے فلور پر اس کی شپنگ کمپنی کا آفس ہے لیکن اس کا زیادہ تر اٹھنا بیٹھنا وائٹ کلب میں ہے۔ یہ کلب بھی اسی کی ملکیت ہے"...... ایرک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کہاں مل سکتا ہے پارکر"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وائٹ کلب میں"...... ایرک نے جواب دیا۔

"اس کا رابطہ نمبر بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا تو ایرک نے اسے فون نمبر بتانا شروع کر دیا۔

"اوکے۔ سارے نوٹ اس کی جیب میں ڈال دو اور ایک لاکھ روپے اور لے آؤ اور اس کے ساتھ سیٹلائٹ فون سیٹ بھی لے آؤ"...... ٹائیگر نے چنگیزی سے کہا تو چنگیزی نے باقی ماندہ نوٹ ایرک کی جیب میں ڈالے اور ایک بار پھر وہاں سے چلا گیا۔

"کیا تم مجھے واقعی زندہ چھوڑ دو گے اور یہ دولت لے کر نکلنے کا موقع دے دو گے"...... ایرک نے پوچھا۔

"اس کا انحصار تمہاری سچائی پر ہو گا"...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں تم سے کوئی غلط بیانی نہیں کروں گا"۔ ایرک نے کہا۔ چند لمحوں کے بعد چنگیزی ایک سٹلائٹ فون اور مزید ایک لاکھ روپے کی گڈی لے آیا۔

"سنو۔ تم نے پارکر سے بات کرنی ہے اور کسی طرح سے اس سے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس نے بلیکی کو کیوں اغوا کرایا ہے۔ وہ زندہ ہے یا نہیں۔ اگر زندہ ہے تو اس نے اسے کہاں رکھا ہوا ہے۔ ان سب باتوں کے بدلے میں تمہیں یہ ایک لاکھ روپے بھی دوں گا اور یہاں سے زندہ بھی جانے دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے"...... ایرک نے کہا تو ٹائیگر نے چنگیزی سے سٹلائٹ فون لے کر ایرک کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"وائٹ کلب"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ آواز سنتے ہی ٹائیگر نے فون کا لاؤڈر آن کر کے ایرک کے منہ کے پاس کر دیا۔

"ایرک بول رہا ہوں۔ میری پارکر سے بات کراؤ"...... ایرک نے کرخت آواز میں کہا۔

"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے آواز آئی اور چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"پارکر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کے بعد ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"پارکر۔ ایرک بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کسی نے گریس کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا پورا گروپ ختم ہو گیا ہے۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جس نے گریس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے وہ بلیک کلب کے بلیکی کی تلاش میں ہے۔ بلیکی کو میں نے تم تک پہنچایا ہے۔ کیا وہ اب بھی تمہارے پاس ہے"...... ایرک نے کہا۔

"مجھے بھی گریس اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کی اطلاع مل چکی ہے۔ تم فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ اور بلیکی کو بھول جاؤ"...... دوسری طرف سے پارکر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کیا اور اسے چنگیزی کی طرف اچھال دیا۔ جسے اس نے ہوا میں دبوچ لیا۔

"تم نے چونکہ ہم سے تعاون کیا ہے اس لئے یہ رقم تمہاری اور تمہاری زندگی بھی محفوظ ہو گئی ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ پارکر کو یہ مشن کس پارٹی نے دیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے"......ایرک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تمہیں کچھ دیر یہیں رکنا پڑے گا۔ میں ایک دو کام نپٹا

لوں پھر میں واپس آ کر تمہیں آزاد کر دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن کب تک''...... ایرک نے انتہائی پریشانی سے کہا۔

''زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ بے فکر رہو۔ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ تم یہاں سے زندہ واپس جاؤ گے اور یہ رقم لے کر جاؤ گے۔ کوبرا وعدے کا پکا ہے۔ کوئی وعدہ نہیں توڑتا۔ تم سے بھی کیا ہوا وعدہ نہیں ٹوٹے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری زبان پر اعتماد ہے''...... ایرک نے ایک طویل سانس لے کر کہا تو ٹائیگر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا ڈارک روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چنگیزی بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا باہر آ گیا۔

''اسے میں گولی سے اُڑا دوں''...... چنگیزی نے باہر آ کر پوچھا۔

''نہیں۔ یہ میرے وعدے کے مطابق یہاں سے زندہ جائے گا اور رقم لے کر جائے گا۔ سپیشل پوائنٹ سے نکلنے کے بعد تم جانو اور تمہارا کام''...... ٹائیگر نے کہا تو چنگیزی نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ ٹائیگر کی بات سمجھ گیا ہو۔

''کیا اب آپ پارکر سے ملیں گے''...... چنگیزی نے پوچھا۔

''ہاں۔ اب مزید معلومات اسی سے ملیں گی''...... ٹائیگر نے کہا تو چنگیزی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر اسے چند مزید ہدایات دیتا ہوا سپیشل پوائنٹ سے نکلتا چلا گیا۔

عمران لیبارٹری سے نکل کر جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا اور وہ بے حد تھکا تھکا سا دکھائی دے رہا تھا۔

''کچھ پتہ چلا''...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے اس آواز کو ذہن میں رکھ کر آوازیں نکال نکال کر ریکارڈنگ کی تھی لیکن ان میں سے کوئی بھی آواز ایسی نہیں ہے جس سے میں اندازہ لگا سکتا کہ یہ کس کی آواز ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا اور اپنی مخصوص نشست پر بیٹھ گیا۔

''تو کیا ان آوازوں سے آپ کو تھوڑا سا بھی اندازہ نہیں ہوا کہ یہ کس کی آواز ہو سکتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ وہ جو کوئی بھی ہے انتہائی ذہین ہے۔ اس نے جس

طرح آواز بدل کر بات کی تھی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنی اصل آواز مکمل طور پر کور اپ کر لی تھی۔ شاید اسے اس بات کا اندازہ تھا کہ اگر کوئی ماہر کرنل شفقت مرزا کے دماغ میں جھانکنے کی کوشش کرے گا تو وہ کرنل شفقت مرزا کے دماغ میں موجود اس کی آواز چیک کر سکتا ہے اس لئے اس نے انتہائی احتیاط سے کام لیا تھا''...... عمران نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''تب کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کون ہے اور وہ ایس ون لے کر کہاں گیا ہے''...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''اب مجھے زیرو بنک اور اس کے ارد گرد کے علاقے کی چیکنگ کرنی پڑے گی اور ایسے کلیوز حاصل کرنے پڑیں گے جن سے اس نامعلوم شخص کی نشاندہی ہو سکتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''اس دوران اگر وہ ایس ون لے کر یہاں سے نکل گیا تو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اول تو ایسا ناممکن ہے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ایس ون پاکیشیا سے نکال کر لے جانا آسان نہیں ہے لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا تو ہمیں اس آدمی کو ہر صورت میں ٹریس کرنا پڑے گا۔ وہ ایس ون جہاں بھی لے کر جائے گا ہمیں اس کے پیچھے جانا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے آپ کو نجانے کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑے گی''...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''خاک چھاننی نہیں کھانا پڑے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے الجھن اور پریشانی کے تاثرات یکلخت غائب ہو گئے تھے اور اب وہ پہلے جیسا فریش اور کھلنڈرا دکھائی دینے لگا تھا جیسے کوئی پریشانی اور الجھن اسے چھو کر بھی نہ گزری ہو۔

''خاک چھاننا تو محاورا ہے لیکن یہ خاک کھانا۔ اس کا کیا مطلب ہے''...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''مطلب یہ کہ تم بھی خاک کھاتے ہو۔ میں بھی اور دنیا میں لاکھوں کروڑوں انسان ہیں جو روزانہ ہی خاک کھاتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اگر آپ اس مثال کو دھول مٹی اور گرد سے تشبیہ دے رہے ہیں تو پھر میں آپ کی بات مان سکتا ہوں کہ ہم سب ہی خاک کھاتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں دھول مٹی اور گرد کی بات نہیں کر رہا۔ میں باقاعدہ خاک کھانے کی بات کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''خاک باقاعدہ کھائی جاتی ہے۔ یہ میں پہلی بار سن رہا ہوں''۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیوں جھوٹ بول رہے ہو میں نے تمہیں اکثر خاک کھاتے دیکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اور خاک کھاتا ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو

نے کہا۔

''کیوں تم گوشت نہیں کھاتے کیا''...... عمران نے کہا۔

''گوشت۔ خاک سے گوشت کا کیا تعلق''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''بہت گہرا تعلق ہے۔ دانش منزل میں رہتے ہوئے بھی تمہاری عقل پر پردے پڑے ہوئے ہوں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''تو یہ پردے آپ ہٹا دیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تم گوشت اور خاک میں فرق سمجھتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ واضح فرق ہے۔ کہاں گوشت اور کہاں خاک''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''بھلے آدمی۔ خاک کا مطلب بھی گوشت ہی ہوتا ہے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''خاک کا مطلب گوشت ہوتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو کبھی نہیں سنا کہ خاک کا مطلب گوشت ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خاک کو الٹا پڑھو تو کیا بنتا ہے''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی استاد بچے کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہو۔

''کاخ''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''کاخ کے لغوی معنی جانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کے لغوی معنی محل کے ہوتے ہیں''...... بلیک زیرو نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

''جس طرح تم نے خاک کو الٹا پڑھا تھا اب اسی طرح محل کو الٹا پڑھو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''محل کو الٹا پڑھو تو لحم بنتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''گڈ شو۔ ذہین شاگرد ہو۔ اب بتاؤ لحم کے لغوی معنی کیا ہوتے ہیں''...... عمران نے استاد کے انداز میں کہا۔

''لحم کے لغوی معنی گوشت کے ہوتے ہیں اور......'' بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ بولتے بولتے رک گیا۔ دوسرے لمحے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تو آپ خاک کو الٹا پلٹا کر اور اس کے لغوی معنی بنا کر گوشت کہنا چاہتے تھے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ۔ تم خاک کھاتے ہو یا نہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''جی ہاں۔ کھاتا ہوں۔ بالکل کھاتا ہوں جناب۔ آپ سے باتوں میں بھلا کوئی جیت سکا ہے جو میں جیتوں گا''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جیتنے کے لئے دماغ کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو تمہارے پاس ہے اور میرے پاس نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا کہا آپ نے۔ میرے پاس دماغ ہے آپ کے پاس نہیں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اگر میرے پاس دماغ ہوتا تو لوگ مجھے احمق کیوں کہتے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا۔ اب کیا کرنا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جو مرضی کرو۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ چاہے تو رمبا سمبا ڈانس شروع کر دو یا بے ہنگم آواز میں گانا شروع کر دو۔ تمہیں کون یہاں دیکھ رہا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں ایس ون کے حوالے سے بات کر رہا ہوں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایس ون کا پتہ تو اب ایک ہی طریقے سے چل سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کس طریقے سے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہ پتہ کرنا پڑے گا کہ اس دھات کو تلاش کس نے کیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہ دھات آثار قدیمہ تلاش کرنے والی ایک ٹیم نے تلاش کی تھی اور اس ٹیم میں ایک ایکریمین بھی شامل تھا

جو سائنسی آلات سے زمین کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے خزانے بھی ڈھونڈ سکتا تھا۔ پتہ لگاؤ اس کا نام کیا ہے اور وہ اس وقت کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل سر اشفاق حسین سے بات کرتا ہوں۔ اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے اوکے کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کس چڑیا گھر سے بول رہے ہو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں اس وقت اپنے سپیشل پوائنٹ پر ہوں باس۔ کیا آپ یہاں کچھ دیر کے لئے آ سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو اس کا لہجہ سن کر عمران چونک پڑا۔ ٹائیگر کے لہجے میں قدرے پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کوئی خاص بات"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں یہاں ایک آدمی کو لایا ہوں۔ اس سے مجھے کچھ ایسی باتوں کا علم ہوا ہے جنہیں سن کر میں پریشان ہو گیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں پہلے سے ہی پریشان ہوں۔ مزید پریشانی کا کہہ کر کیوں مجھے ڈرا رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"بات ہی ایسی ہے باس جسے آپ کے علم میں لانا ضروری ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"فون پر ہی بتا دو۔ میں ایک کان بند کر لیتا ہوں تاکہ مجھے پریشانی کم محسوس ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ راحت نگر میں میرا ایک دوست رہتا تھا بلیکی جس نے مجھے اطلاع دی تھی کہ اس کے پاس ایک اہم اطلاع ہے جو پاکیشیا کی سلامتی سے متعلق ہے۔ میں اس کی تلاش میں راحت نگر گیا تو مجھے پتہ چلا کہ میرے پہنچنے سے قبل اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں نے اس کے اغوا کنندگان کا پتہ لگایا تو پتہ چلا کہ بلیکی کے اغوا میں کئی افراد کے ہاتھ تھے۔ میں ایک ایک کر کے بلیکی کے اغوا میں ملوث افراد تک پہنچ رہا تھا۔ آخر میں مجھے اس کا سراغ مل گیا۔ وہ وائٹ کلب کے پارکر کے پاس تھا۔ پارکر نے آسانی سے زبان نہ کھولی تو میں نے انگلیاں ٹیڑھی کیں تب اس نے مجھے بتایا کہ اس نے بلیکی کو اپنی قید میں رکھا ہوا ہے۔ اس کے ذریعے میں بلیکی تک پہنچا تو اس نے مجھے بتایا کہ ایک غیر ملکی تنظیم پاکیشیا سے اسلحہ

اور منشیات کے ساتھ انسانی اسمگلنگ میں ملوث ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ کسی خاص دھات کے بنے ہوئے میٹل باکس میں ایک خاص قسم کا پاؤڈر خفیہ طور پر اسمگل کیا جا رہا تھا"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے بلیکی تک پہنچنے کی ساری تفصیل عمران کو بتا دی۔

"کس قسم کا پاؤڈر ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"بلیکی کے کہنے کے مطابق وہ سرخ رنگ کا پاؤڈر ہے جس میں تیز چمک بھی ہے۔ بلیکی چونکہ ہر قسم کی منشیات پہچانتا ہے اس لئے اس کے کہنے کے مطابق یہ ریڈ پاؤڈر کوئی منشیات نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی دھات ہے جو کسی لیبارٹری سے چوری کی گئی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"دھات۔ کیا مطلب۔ بلیکی کو یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ کوئی خاص دھات ہے جسے کسی لیبارٹری سے چوری کیا گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ بلیکی کے پاس ایک غیر ملکی لڑکی ایک منی میٹل باکس لے کر آئی تھی۔ دیکھنے میں وہ باکس عام سا تھا۔ بلیکی کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ یہ چھوٹا سا باکس ایکریمین لڑکی آسانی سے اپنے ساتھ لے جا سکتی تھی پھر اسے ایسی کیا ضرورت آن پڑی تھی کہ وہ اس باکس کو انتہائی خفیہ طور پر ایکریمیا اسمگل کرانا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ میٹل باکس خاموشی سے ایکریمیا اسمگل کر دیا جائے۔ اس کے لئے اس لڑکی نے بلیکی کو بھاری رقم دی تھی۔ بلیکی کے

چونکہ اسمگلرز سے تعلقات تھے اس لئے اس نے اس لڑکی کی بات مان لی تھی۔ میٹل باکس کے ساتھ غیر ملکی لڑکی بھی خفیہ طور پر پاکیشیا سے ایکریمیا جانا چاہتی تھی اس لئے وہ بلیکی کے ایک گیسٹ روم میں رک گئی تھی۔ بلیکی نے اسے میٹل باکس سمیت دو روز میں پاکیشیا سے نکالنے کا وعدہ کیا تھا۔ لڑکی کو گیسٹ روم پہنچا کر بلیکی نے واپس آ کر احتیاطاً میٹل باکس کھولا تو یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس میں سرخ رنگ کا چمکدار پاؤڈر بھرا ہوا تھا۔ اس نے فوری طور پر سیمپل لیا اور اسے چیک کرنے لگا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ ایک خاص قسم کا ڈرگ ہو سکتا تھا۔ لیکن چیکنگ کے فوراً بعد اسے معلوم ہو گیا کہ یہ ڈرگ نہیں بلکہ ایک خاص دھات ہے اور غیر ملکی لڑکی یہ دھات ایکریمیا پہنچانا چاہتی ہے۔ اس نے گیسٹ روم میں جا کر غیر ملکی لڑکی سے بات کی تو غیر ملکی لڑکی اس کی جان کی دشمن بن گئی اس نے بلیکی کو ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن الٹا وہ بلیکی کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی۔ اس کے بعد بلیکی نے منی میٹل باکس اپنے پاس چھپا لیا اور پھر اس نے مجھے کال کیا تو میں فوراً اس کے پاس پہنچ گیا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے اسے اغوا کر لیا گیا تھا اور اسے اغوا کرنے والے اس سے میٹل باکس حاصل کرنا چاہتے تھے جس میں ریڈ پاؤڈر تھا۔ بلیکی پر تشدد کیا گیا تھا لیکن بلیکی نے منہ نہیں کھولا تھا۔ اب جب میں نے اسے پارکر سے آزاد کرایا تو وہ مجھے اپنے کلب لے آیا۔ کلب آ کر اس نے اپنے خفیہ تہہ خانے

سے وہ میٹل باکس نکال کر مجھے دکھایا۔ میں نے میٹل باکس لے کر دارالحکومت آ گیا۔ یہاں آ کر میں نے جب ریڈ پاؤڈر کو اپنی لیبارٹری میں لے جا کر چیک کیا تو مجھے پتہ چلا کہ یہ ریڈ پاؤڈر واقعی ایک جدید دھات ہے جسے کوڈ میں ایس ون کہا جاتا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا تو ایس ون کا سن کر عمران کے ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"ایس ون۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ ریڈ پاؤڈر ایس ون ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں نے کنفرم کرنے کے بعد ہی آپ کو کال کیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"منی میٹل باکس میں ایس ون کتنی مقدار میں ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے میٹل باکس سے سارا پاؤڈر نکال لیا ہے۔ یہ کم از کم ایک ہزار گرام ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں سپیشل پوائنٹ پر ہوں باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے۔ میں آ رہا ہوں۔ ایک بار میں خود بھی اس پاؤڈر کو چیک کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے سیل فون بند کر دیا۔

"یہ کیا چکر ہے۔ منی میٹل باکس۔ ایس ون"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر آن نہیں کیا تھا اس لئے بلیک زیرو ٹائیگر کی باتیں نہ سن سکا تھا۔ وہ عمران کے الفاظ سن کر چونکا تھا۔ عمران نے اسے ٹائیگر سے ہونے والی باتیں بتائیں تو بلیک زیرو بھی حیران رہ گیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ زیرو بنک سے نکالنے کے بعد ایس ون کو میٹل باکسز میں چھپایا گیا تھا۔ اسی لئے اس کا کاشن نہیں مل رہا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ خاص قسم کا میٹل باکس ہے جس میں چھپائے گئے ریڈ پاؤڈر کو کسی بھی سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کوشش کے باوجود یہ معلوم کرنے میں ناکام ہو رہے تھے کہ ایس ون کہاں ہے"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا

"اور وہ لڑکی، بلیکی کی مدد سے منی میٹل باکس کو اسمگل کرانا چاہتی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"لیکن وہ لڑکی تھی کون اور اسے ایس ون سے بھرا میٹل باکس کہاں سے ملا تھا"...... بلیک زیرو نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لڑکی ہلاک ہو چکی ہے۔ اس سوال کا جواب وہی دے سکتی تھی"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے بتایا ہے کہ ٹائیگر کو میٹل باکس سے ایک ہزار گرام ایس ون ملا ہے جبکہ زیرو بنک سے دس ہزار گرام ایس ون غائب کرایا گیا ہے۔ تو کیا باقی ایس ون بھی ایسے ہی میٹل باکسز میں چھپایا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے اور اب تو مجھے فکر لاحق ہو رہی ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کس بات کی فکر"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ایس ون اگر اسی طرح سپیشل منی میٹل باکسز میں چھپایا گیا ہے تو پھر اب تک یقیناً سارا ایس ون یہاں سے نکل چکا ہوگا۔ چونکہ میٹل باکسز میں چھپا ہوا ایس ون ٹریس نہیں کیا جا سکتا اس لئے ایس ون شاید ہی یہاں ہو"...... عمران نے کہا۔

"لڑکی منی میٹل باکس ایکریمیا لے جانا چاہتی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایس ون چوری کرنے میں ایکریمین ایجنٹوں کا ہاتھ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"شاید"...... عمران نے کہا۔

"شاید کیوں۔ جب لڑکی کا تعلق ایکریمیا سے ہے اور وہ بلیکی کے ذریعے منی میٹل باکس ایکریمیا لے جانا چاہتی تھی تو ظاہر سی بات ہے کہ وہ ایکریمین لیڈی ایجنٹ تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایکریمیا کا نام استعمال کر کے میٹل باکس کہیں اور بھی تو لے جایا جا سکتا ہے۔ دنیا بھر میں کی جانے والی اسی سے نوے فیصد

اسمگلنگ سمندری راستے سے کی جاتی ہے اور پاکیشیا سے ایکریمیا جانے والے راستے میں بے شمار ممالک پڑتے ہیں"۔عمران نے کہا

"تو اب کیسے پتہ چلے گا کہ اس لڑکی کا تعلق کس ملک سے تھا اور وہ کس کے لئے کام کر رہی تھی"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس لڑکی کو بلیکی نے ہلاک کر دیا ہے۔ اگر اس کی لاش محفوظ ہوئی تو اسے دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا کس ملک سے تعلق تھا یا پھر ہو سکتا ہے کہ بلیکی سے اس لڑکی کے کاغذات مل جائیں۔ وہ اسی کے پاس اس کے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہری تھی"۔ عمران نے کہا۔

"کاغذات جعلی بھی تو ہو سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"جعلی کاغذات بھی کہیں سے تو بنوائے گئے ہوں گے۔ وہ کاغذات جہاں سے بھی بنوائے گئے ہوں گے ان کا پتہ چل جائے گا تو لڑکی کی اصلیت بھی سامنے آ جائے گی"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب آپ ٹائیگر کے پاس جا رہے ہیں"...... عمران کو اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اس کے ساتھ راحت نگر جا کر ایک بار خود بھی بلیکی سے ملنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ بلیکی سے کچھ اور معلومات مل جائیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جنرل سر اشفاق حسین سے

بات کر لی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ کیا بتایا ہے انہوں نے۔ کون غیر ملکی تھا اس ٹیم میں جس نے ایس ون دریافت کیا تھا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ ایکریمین ماہر آثار قدیمہ۔ ڈاکٹر ولمر تھا۔ اسی نے ایس ون دریافت کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک لیڈی اسسٹنٹ کیتھرین بھی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کہاں ہیں دونوں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ دونوں پچھلے ماہ ہی اپنا کام مکمل کر کے ایکریمیا واپس جا چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو ان دونوں نے ہی ایس ون کا راز لیک آؤٹ کیا ہوگا۔ ان حالات میں تو واقعی ایس ون کی چوری میں ایکریمین ایجنٹوں کے ہی ہاتھ معلوم ہو رہے ہیں"۔عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تب تو منی میٹل باکسز کے ذریعے اب تک سارا ایس ون ایکریمیا پہنچ گیا ہوگا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایس ون ایکریمیا پہنچا ہے یا کہیں اور اسے واپس لانا ہماری ذمہ داری ہے اور ہم اپنی ذمہ داری ضرور پوری کریں گے چاہے اس کے لئے ہمیں پوری دنیا کیوں نہ کھنگالنی پڑے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی سپورٹس کار میں دانش منزل سے نکل کر ٹائیگر کے سپیشل پوائنٹ کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے

بعد وہ سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گیا۔ ٹائیگر باہر کھڑا اس کا منتظر تھا۔
عمران نے کار عمارت کی پورچ میں روکی اور کار سے نکل کر باہر آ
گیا۔

"کہاں ہے ایس ون"...... سلام و دعا کے بعد عمران نے ٹائیگر
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"لیبارٹری میں ہے۔ آئیں"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران کے
ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک جدید سائنسی ساز و سامان
سے آراستہ زیر زمین لیبارٹری میں تھے۔ ٹائیگر نے یہ لیبارٹری
خصوصی طور پر تجربات کے لئے بنائی تھی جہاں وہ فارغ اوقات میں
کام کرتا تھا۔ ٹائیگر نے ایک باکس لا کر عمران کو دیا تو عمران نے
باکس کھول لیا۔ باکس میں سرخ رنگ کا پاؤڈر بھرا ہوا تھا جس میں
ہلکی ہلکی چمک بھی موجود تھی۔ عمران نے پاؤڈر چٹکی میں لے کر
چیک کیا، اسے سونگھا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"یہ ایس ون ہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے تجربات کئے ہیں۔ یہ سو فیصد خالص ایس
ون ہے۔ اس میں ایک پوائنٹ بھی ملاوٹ نہیں ہے"...... ٹائیگر
نے جواب دیا۔

"وہ منی میٹل باکس دکھاؤ جس سے تم نے ایس ون نکالا
ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور لیبارٹری
کے ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے

ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس میں ایک سلور کلر کا چھوٹا سا میٹل
باکس رکھا ہوا تھا۔ ٹرے میں سفید رنگ کے دستانے بھی رکھے
ہوئے تھے۔ عمران نے دستانے پہنے اور پھر وہ میٹل باکس کو اٹھا کر
اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"میٹل باکس زیادہ پرانا نہیں ہے۔ اسے حال ہی میں بنایا گیا
ہے اور اسے واقعی ایسے میٹل سے بنایا گیا ہے کہ اس میں رکھی گئی
کسی بھی چیز کو سائنسی آلات سے چیک نہیں کیا جا سکتا"...... عمران
نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"بلیکی کہاں ہے"...... عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا میٹل باکس
واپس ٹرے میں رکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اپنے کلب میں ہی ہو گا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس نے لڑکی کا نام کیا بتایا تھا جو اس کے پاس میٹل باکس
اسمگل کرانے کے لئے آئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے اس سے لڑکی کا نام نہیں پوچھا تھا"...... ٹائیگر نے
جواب دیا۔

"میری اس سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے
اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس پر بلیکی کے
نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ بلیکی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی مردانہ آواز سنائی

دی۔

"کوبرا بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔ انڈر ورلڈ میں وہ کوبرا کے نام سے ہی مشہور تھا اس لئے سب اسے کوبرا کے نام سے ہی جانتے تھے۔

"یس کوبرا۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... بلیکی نے کہا۔

"میرا باس تم سے ریڈ پاؤڈر اور اس لڑکی کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ باس سے بات کرو اور یہ تم سے جو پوچھیں انہیں صحیح صحیح جواب دینا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر وہ تمہارا باس ہے تو پھر وہ میرا بھی باس ہے۔ کراؤ بات"...... بلیکی نے کہا تو ٹائیگر نے سیل فون عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ بلیکی بول رہا ہوں"...... بلیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بلیکی مجھے تم سے اس غیر ملکی لڑکی کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں۔ تمہیں غیر ملکی لڑکی نے اپنا نام کیا بتایا تھا"...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اس نے اپنا نام مارتھا ہوزی بتایا تھا باس"...... بلیکی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"مارتھا ہوزی۔ کہاں سے آئی تھی وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کہاں سے آئی ہے لیکن وہ جس جیپ میں آئی تھی میں اس جیپ کو پہچانتا ہوں"...... بلیکی نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم جانتے ہو کہ وہ جیپ کس کی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس باس"...... بلیکی نے جواب دیا۔

"کس کی تھی جیپ۔ بولو"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ راج گڑھ کے نواب حاکم علی کی جیپ تھی باس۔ جیپ نواب حاکم علی کا ڈرائیور گل خان لایا تھا۔ میں اسے پہچانتا ہوں۔ وہ نواب صاحب کے لئے خصوصی برانڈ کی شراب میرے کلب سے ہی لے جاتا ہے"...... بلیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے وہ غیر ملکی لڑکی مارتھا یاد آ گئی جو چند روز پہلے ایئر پورٹ کی پارکنگ میں اس کی کار میں آ بیٹھی تھی اور اس نے تیز رفتار ڈرائیونگ کر کے جیٹ پائلٹوں کو بھی مات دے دی تھی اور انتہائی تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کر کے راج گڑھ پہنچی تھی۔ راج گڑھ داخل ہوتے ہی وہ عمران کی کار سے نکل کر ایک ٹیکسی میں سوار ہو گئی تھی۔ عمران نے اس ٹیکسی کا تعاقب کیا تھا۔ مارتھا نامی غیر ملکی لڑکی کو اس نے نواب حاکم علی کی حویلی میں ہی جاتے دیکھا تھا اور پھر وہ وہیں سے واپس لوٹ آیا تھا۔

"نواب حاکم علی کی جیپ میں صرف لڑکی آئی تھی یا مینٹل باکس بھی اسی جیپ میں لایا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

''جیب میں صرف لڑکی آئی تھی اور میٹل باکس اسی کے پاس تھا''...... بلیکی نے جواب دیا۔

''میں تمہیں ایک حلیہ بتاتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ کیا یہ اسی لڑکی کا حلیہ ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے بلیکی کو مارتھا کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

''قد کاٹھ تو اسی لڑکی جیسا ہے باس لیکن حلیہ مختلف ہے''۔ بلیکی نے کہا اور اس نے لڑکی کا حلیہ بتایا تو عمران کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ وہی لڑکی مارتھا تھی اور بلیکی نے اسے جو حلیہ بتایا تھا وہ ایسا تھا جیسے مارتھا میک اپ میں ہو۔

''وہ ہلاک کیسے ہوئی تھی۔ مجھے ساری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''مجھے میٹل باکس پر شک ہوا تھا باس۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اس چھوٹے سے باکس میں یا تو بے شمار قیمتی ہیرے ہوں گے یا پھر خاص قسم کا ڈرگ جو لڑکی خفیہ طور پر ایکریمیا اسمگل کرانا چاہتی ہے۔ اس نے چھوٹے سے باکس کو ایکریمیا اسمگل کرانے کے لئے مجھے بہت بڑی رقم دی تھی۔ اس رقم میں تو میں راج گڑھ کے سینکڑوں افراد کو ایکریمیا اسمگل کیا جا سکتا تھا۔ میں نے باکس انتہائی احتیاط سے کھولا اور جب باکس کھلا تو اس میں مجھے سرخ چمک والا عجیب سا پاؤڈر دکھائی دیا تو میں چونک پڑا۔ مجھے پہلے تو ایسا لگا جیسے سرخ پاؤڈر خون ہے جو خشک ہو کر باکس میں پاؤڈر

جیسا بن گیا ہے لیکن پھر مجھے اپنی سوچ پر ہنسی آ گئی کہ لڑکی کو خون کا پاؤڈر اسمگل کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے ریڈ پاؤڈر کو چیک کیا۔ میں ہر قسم کے ڈرگز چیک کرنے کا ماہر ہوں۔ مجھے وہ کسی بھی قسم کا ڈرگ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے فوری طور پر کوبرا سے رابطہ کیا اور اسے اپنے پاس بلا لیا۔ کوبرا کے آنے میں وقت لگ سکتا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ کوبرا کے آنے سے پہلے میں اس غیر ملکی لڑکی سے پوچھوں کہ وہ کون ہے اور اس نے ریڈ پاؤڈر کہاں سے چوری کیا ہے۔ میں ریڈ پاؤڈر کا سیمپل لے کر گیسٹ روم میں گیا اور جب میں نے غیر ملکی لڑکی کو بتایا کہ مجھے میٹل باکس سے ریڈ پاؤڈر ملا ہے تو وہ غصے میں آ گئی۔ اس نے مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ میں نے اپنے بچاؤ میں ریوالور نکالا اور اس پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہو گئی''...... بلیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کی لاش کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے اس کی لاش گیسٹ روم میں ہی چھوڑ دی تھی باس۔ میں واپس اپنے آفس میں آیا تو تھوڑی دیر بعد میرے پاس دو آدمی آ گئے۔ ان دونوں نے بتایا تھا کہ وہ گریس کے آدمی ہیں اور مجھ سے شراب کی ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی میں ان سے بات کر ہی رہا تھا کہ اچانک ان میں سے ایک نے عجیب ساخت کی گن نکالی اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ گن سے دھوئیں کا غبار سا نکل کر

میری ناک سے ٹکرایا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے ایک تہہ خانے میں ہوش آیا جہاں مجھے راڈز والی کرسی پر جکڑا گیا تھا۔ وہاں پارکر نامی شخص نے مجھ پر تشدد کیا۔ وہ مجھ سے مارتھا ہوزی اور ریڈ پاؤڈر کا پوچھ رہا تھا۔ میں نے اسے یہ تو بتا دیا کہ مارتھا ہوزی میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکی ہے لیکن میں نے اسے ریڈ پاؤڈر کے بارے میں کچھ نہ بتایا"...... بلیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے ریڈ پاؤڈر والا میٹل باکس اپنے آفس میں ہی رکھا ہوا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے واپس آتے ہی میٹل باکس ایک خفیہ تہہ خانے میں چھپا دیا تھا۔ میرے جانے کے بعد یہاں مزید افراد آئے تھے جنہوں نے میرے کلب کے ایک ایک حصے کو کھنگالا تھا۔ وہ شاید اسی میٹل باکس کی تلاش میں تھے لیکن وہ میرے خفیہ تہہ خانے تک نہ پہنچ سکے تھے"...... بلیکی نے کہا۔

"میں نے مارتھا ہوزی کی لاش کے بارے میں پوچھا تھا۔ کیا اب بھی لاش گیسٹ روم میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے واپس آ کر گیسٹ روم میں دیکھا تو غیر ملکی لڑکی کی لاش وہاں سے غائب تھی چونکہ میرا گیسٹ ہاؤس کلب سے کافی دور تھا جہاں صرف ایک چوکیدار ہوتا تھا۔ وہاں چند افراد پہنچے تھے جنہوں نے چوکیدار کو گولی مار دی تھی اور مارتھا ہوزی کی لاش

اٹھا کر لے گئے تھے۔ انہوں نے میٹل باکس تلاش کرانے کے لئے گیسٹ ہاؤس کو بھی کھنگالا تھا"...... بلیکی نے جواب دیا۔

"اس کے بعد نواب حاکم علی اور اس کا کوئی آدمی تو نہیں آیا تمہارے پاس"...... عمران نے پوچھا۔

"نو باس۔ کوئی نہیں آیا"...... بلیکی نے کہا۔

"کیا تمہارے پاس لڑکی ایک ہی میٹل باکس لائی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"یس باس"...... بلیکی نے کہا۔

"اگر ایسے ہی میٹل باکس کسی ملک میں مزید اسمگل کئے جانے ہوتے تو تمہارے علاوہ اور کون ہے جو یہ کام کر سکتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"انسانی اسمگلنگ تو یہاں بہت سے افراد کرتے ہیں باس لیکن گریس کی طرح یہاں فیروز دادا ہے جو ایک بڑی شپنگ کمپنی کا مالک ہے۔ ایسے کام زیادہ تر وہی کرتا ہے۔ نواب حاکم علی کے اس سے خاصے تعلقات ہیں۔ میں تو خود حیران ہوں کہ نواب حاکم علی نے غیر ملکی لڑکی کو میرے پاس کیوں بھیجا تھا اگر اس معمولی نظر آنے والے میٹل باکس کو وہ اسمگل کرانا چاہتا تھا تو پھر اس نے لڑکی کو فیروز دادا کے پاس کیوں نہیں بھیجا"...... بلیکی نے کہا۔

"کہاں ہوتا ہے یہ فیروز دادا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"وہ زیادہ تر اپنے کلب میں ہوتا ہے"...... بلیکی نے کہا۔

"کلب کا نام بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہارڈ کلب۔ وہ اس کلب کا مالک اور جنرل منیجر ہے"۔ بلیکی نے جواب دیا۔ تو عمران نے اس سے چند مزید معلومات لیں اور پھر فون بند کر دیا۔

"ہمیں اب نواب حاکم علی کو ٹٹولنا ہو گا باس۔ اس معاملے میں مجھے اسی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے"...... ٹائیگر نے عمران سے سیل فون لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"نواب حاکم علی کو میں خود دیکھ لوں گا۔ تم جا کر فیروز دادا کو چیک کرو۔ اگر ایس ون پاکیشیا سے باہر نکالا گیا ہے تو اسی طرح منی میٹل باکسز میں ہی چھپا کر نکالا گیا ہو گا اور زیرو بنک سے دس ہزار گرام ایس ون غائب ہوا ہے۔ ایک منی میٹل باکس میں ایک ہزار گرام ایس ون سما سکتا ہے اس حساب سے ایس ون دس میٹل باکسز میں چھپایا گیا ہو گا۔ جنہیں اسی طرح باہر بھیجا گیا ہے جس طرح بلیکی کو اسمگل کرنے کا کہا گیا تھا"...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ اس نے ٹائیگر کو زیرو بنک سے غائب ہونے والے ایس ون کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی تھی۔

"یس باس۔ مجھے بھی اس بات پر شک ہے کہ باقی کے میٹل باکس فیروز دادا نے ہی پاکیشیا سے باہر نکالے ہوں گے۔ وہ واقعی اس علاقے کا خطرناک اور با اثر بدمعاش ہے اور وہ ایک بڑی

شپنگ کمپنی کا مالک بھی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر تم نے اس کے خلاف اب تک کارروائی کیوں نہیں کی"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اس کا نام پہلے سامنے نہیں آیا تھا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ زیرو بنک سے کتنی مقدار میں ایس ون نکالا گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے جا کر چیک کرو اور اس کا منہ کھلواؤ۔ ہمیں ہر حال میں معلومات لینی ہیں کہ اگر ایس ون پاکیشیا سے نکل گیا ہے تو اسے کہاں پہنچایا گیا ہے اور اس سارے کھیل کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔ نواب حاکم علی کو میں خود دیکھ لوں گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایس ون کو ابھی اپنے پاس ہی محفوظ رکھو۔ جب ضرورت ہو گی تو میں تم سے لے لوں گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور میٹل باکس اٹھا کر اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ انہیں لایا تھا۔ عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اب نواب حاکم علی سے ملنے کا ارادہ کر لیا تھا اور وہ نواب حاکم علی سے ملنے کے لئے جوزف اور جوانا کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سپیشل پوائنٹ سے نکل کر رانا ہاؤس کی جانب اڑا جا رہا تھا۔

نواب حاکم علی ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود انتہائی مضبوط اور بھاری جسامت کا مالک تھا۔ اس کے جسم پر مقامی لباس تھا۔ سر کے بال آدھے سے زیادہ غائب تھے، چہرہ خاصا بارعب تھا۔ اس کی آنکھوں میں سانپ کی سی چمک تھی۔

نواب حاکم علی نے حویلی میں اپنا ایک آفس بھی بنایا تھا۔ وہ ساری ملاقاتیں اسی آفس میں کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے میں بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نواب حاکم علی چونک پڑا۔ اس نے اخبار سمیٹ کر ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''نواب حاکم علی بول رہا ہوں''...... اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''حیدر بول رہا ہوں نواب صاحب''...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

''بولو۔ کس کے لئے فون کیا ہے''...... نواب حاکم علی نے اس بار کرخت لہجے میں کہا۔

''مہمان پہنچ گئے ہیں۔ انہیں کہاں لے جانا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ جب میں انہیں ایئر پورٹ سے رسیو کر لوں تو آپ کو فون کروں۔ تب آپ بتائیں گے کہ ان دونوں کو کہاں پہنچانا ہے''۔ حیدر نے کہا۔

''ان کے ساتھ کتنا سامان ہے''...... نواب حاکم علی نے پوچھا۔

''زیادہ نہیں ہے۔ تھوڑا سا ہی سفری سامان ہے دو بیگوں میں''...... حیدر نے کہا۔

''انہیں راج گڑھ میں نواب ہاؤس لے جاؤ۔ میں نے ان کی رہائش کا وہیں انتظام کیا ہے''...... نواب حاکم علی نے کہا۔

''مسٹر گارج آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... حیدر نے کہا۔

''ان سے کہو کہ وہ نواب ہاؤس آ جائیں میں وہیں ان سے مل لوں گا اور تم سے کتنی بار کہا ہے کہ ان کے نام فون پر مت لیا کرو۔ نانسنس''...... نواب حاکم علی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''سس سس۔ سوری سرکار۔ آئندہ غلطی نہیں ہو گی۔ میں انہیں لا رہا ہوں''...... حیدر نے خوف بھرے لہجے میں کہا تو نواب حاکم علی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر کے رسیور کان

سے لگا لیا۔

"کرم داد بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

"نواب حاکم علی بول رہا ہوں"...... نواب حاکم علی نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ سرکار آپ۔ حکم"...... کرم داد نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مہمان پہنچ گئے ہیں۔ نواب ہاؤس میں ان کی رہائش کا کیا انتظام ہے"...... نواب حاکم علی نے اسی انداز میں پوچھا۔

"تمام انتظامات مکمل ہیں سرکار۔ وہ جب چاہیں اور جب تک چاہیں وہاں آرام سے رہ سکتے ہیں۔ انہیں وہاں کسی بھی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہو گی"...... کرم داد نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم بھی ان کے ساتھ رہنا اور انہیں جس چیز کی ضرورت ہو اسے پورا کرنا تمہاری ذمہ داری ہو گی۔ سمجھے تم"...... نواب حاکم علی نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سرکار"...... کرم داد نے کہا۔

"ان دونوں کی یہاں آمد کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہئے اور ان کی سیکورٹی کا بھی تمہیں خیال رکھنا ہے"...... نواب حاکم علی نے کہا۔

"ٹھیک ہے سرکار۔ میں خیال رکھوں گا"...... کرم داد نے کہا تو نواب حاکم علی نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے

ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو نواب حاکم علی چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

"آ جاؤ"...... نواب حاکم علی نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سیاہ شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی اس کے گلے میں سرخ رنگ کا رومال بندھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے جا بجا نشان تھے۔ شکل و صورت سے وہ پرلے درجے کا بدمعاش دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر نواب حاکم علی کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"آؤ جیدے۔ بیٹھو"...... نواب حاکم علی نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو بدمعاش آگے بڑھا اور نواب حاکم علی کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا نواب صاحب"...... جیدے نے نواب حاکم علی کی طرف دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم سے ایک کام تھا"...... نواب حاکم علی نے کہا۔

"حکم کریں سرکار۔ میں آپ کا تابعدار ہوں"...... جیدے نے اسی انداز میں کہا۔

"تمہارے گروپ میں کتنے آدمی ہیں"...... نواب حاکم علی نے پوچھا۔

"دس افراد ہیں جناب۔ آپ حکم کریں تو میں تعداد بڑھا بھی سکتا ہوں"...... جیدے نے کہا۔

''نہیں۔ دس آدمیوں کا گروپ کافی ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے آدمی کون کون سا اسلحہ استعمال کر سکتے ہیں''...... نواب حاکم علی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے اپنے گروپ میں چن چن کر اور انتہائی تربیت یافتہ آدمیوں کو رکھا ہوا ہے نواب صاحب جو ہر قسم کا اسلحہ چلانا جانتے ہیں''...... جیدے نے کہا۔

''میزائل لانچر کا استعمال جانتے ہیں وہ''...... نواب حاکم علی نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میزائل لانچر تو کیا اگر آپ انہیں توپ چلانے کا بھی حکم دیں گے تو وہ بھی چلا لیں گے''...... جیدے نے مسکرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کون کون سا اسلحہ ذخیرہ ہے''...... نواب حاکم علی نے سنجیدگی سے کہا تو جیدا اسے اپنے پاس موجود اسلحے کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

''نہیں۔ اس اسلحے سے کام نہیں چلے گا''...... نواب حاکم علی نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر۔ آپ کو کون سا اسلحہ چاہئے''...... جیدے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ نواب حاکم علی نے اپنی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کاغذ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ جیدے نے کاغذ لیا اور اس پر موجود تحریر پڑھنے لگا۔

''یہ تو انتہائی طاقتور اور خطرناک اسلحہ ہے نواب صاحب۔ اس اسلحے کے استعمال سے تو سارا شہر اڑایا جا سکتا ہے''...... جیدے نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے ایسا ہی اسلحہ چاہئے''...... نواب حاکم علی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''مگر آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے''...... جیدے نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

''مجھ سے یہ سوال کرنے تمہیں جرأت کیسے ہوئی''۔ نواب حاکم علی نے غرا کر کہا۔

''میں سوال نہیں کر رہا نواب صاحب۔ میں......'' جیدے نے بوکھلا کر کہنا چاہا۔

''بتاؤ۔ یہ اسلحہ تم حاصل کر سکتے ہو یا نہیں''...... نواب حاکم علی نے اس کی بات کاٹ کر انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ کر سکتا ہوں لیکن......'' جیدا کہتے کہتے ایک بار پھر رک گیا۔

''پھر لیکن۔ نانسنس۔ اگر اسلحہ حاصل کر سکتے ہو تو پھر لیکن کیوں بول رہے ہو''...... نواب حاکم علی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ کافی مہنگا اسلحہ ہے سرکار''...... جیدے نے قدرے دھیمی آواز میں کہا۔

''ہونہہ۔ میں نے تم سے قیمت پوچھی ہے۔ نانسنس''......

نواب حاکم علی نے غرا کر کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نواب صاحب''...... جیدے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ نواب حاکم علی نے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے بڑے نوٹوں کی دس گڈیاں نکال کر جیدے کے سامنے رکھ دیں۔

''یہ پچاس لاکھ ہیں۔ میرا خیال ہے اس میں کام ہو جائے گا اور اگر یہ کم پڑیں تو جس سے اسلحے کی ڈیل کرو اس سے میری بات کرا دینا میں اسے باقی پے منٹ کر دوں گا''...... نواب حاکم علی نے کہا تو جیدے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ سب کب چاہئے آپ کو''...... جیدے نے پوچھا۔

''مجھے کل صبح تک یہ سارا اسلحہ چاہئے''...... نواب حاکم علی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوشش کروں گا''...... جیدے نے کہا۔

''کوشش نہیں۔ مجھے ہر صورت میں کل صبح دس بجے تک یہ سب چاہئے اور اپنے آدمیوں کو بھی تیار رکھنا۔ مجھے ان کی بھی فوری ضرورت پڑ سکتی ہے''...... نواب حاکم علی نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی نواب صاحب''...... جیدے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ نواب حاکم علی نے میز کی نچلی دراز سے دو اور بڑے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں۔

''یہ تمہارے لئے اور تمہارے آدمیوں کے لئے ہیں۔ باقی کام

ہو جانے کے بعد دوں گا''...... نواب حاکم علی نے کہا اور اپنے سامنے پڑے ہوئے دس لاکھ دیکھ کر جیدے کی آنکھوں میں پہلی بار تیز چمک ابھر آئی۔ اس نے جھپٹ کر نوٹوں کی گڈیاں اٹھائیں اور اپنی جیبوں میں منتقل کرنے لگا۔

''کام کیا ہے نواب صاحب''...... جیدے نے کہا۔

''یہ تمہیں وقت آنے پر بتایا جائے گا۔ بس یہ سمجھ لو کہ کام میرے مطلب کا ہے اور معاوضہ تمہارے مطلب کا''...... نواب حاکم علی نے کہا تو جیدے کی آنکھوں میں مسرت انگیز چمک ابھر آئی۔

''اپنے مطلب کے معاوضے کے لئے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں نواب صاحب۔ آپ حکم دیں گے تو میں پورے شہر کو ہی اڑا دوں گا''...... جیدے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور میں نے تمہیں جس سامان کی لسٹ دی ہے اسے حاصل کرو۔ جب سارا سامان مل جائے تو مجھے کال کر کے بتا دینا پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں وہ سامان کہاں پہنچانا ہے''...... نواب حاکم علی نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جیدا سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے نواب حاکم علی کو سلام کیا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آفس سے نکلتا چلا گیا۔ نواب حاکم علی نے ایک بار پھر اخبار اٹھایا اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو نواب حاکم علی چونک کر ایک بار پھر

دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازہ کھلا اور ایک ملازم ٹائپ کا آدمی اندر داخل ہوا۔

''سلام سرکار''...... ملازم نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ انداز میں نواب حاکم علی کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

''کیا بات ہے شیدے۔ کیسے آئے ہو''...... نواب حاکم علی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بڑے شہر سے ایک شہری بابو آیا ہے سرکار''...... شیدے نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''شہری بابو۔ کون ہے وہ''...... نواب حاکم علی نے چونک کر کہا تو شیدا آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک وزیٹنگ کارڈ نواب حاکم علی کی طرف بڑھا دیا۔ نواب حاکم علی نے اس سے کارڈ لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''جم کارٹر۔ کون ہے یہ جم کارٹر''...... نواب حاکم علی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں۔ ان صاحب کا کہنا ہے کہ ایکریمیا سے آپ کے دوست نے انہیں بھیجا ہے''...... شیدے نے کہا۔

''کس دوست نے''...... نواب حاکم علی نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے دوست کا نام نہیں بتایا''...... شیدے نے جواب دیا۔

''کیا وہ اکیلا ہے''...... نواب حاکم علی نے پوچھا۔

''نہیں سرکار۔ اس کے ساتھ دو سیاہ فام حبشی بھی ہیں جو شکل و صورت سے اس کے باڈی گارڈ معلوم ہو رہے ہیں''...... شیدے نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے مہمان خانے میں لے جاؤ۔ اس کے باڈی گارڈز کو باہر ہی روک لینا۔ میں کچھ دیر تک مہمان خانے میں جا کر اس سے مل لوں گا''...... نواب حاکم علی نے کہا۔

''جو حکم سرکار''...... شیدے نے کہا اور پھر وہ اسے سلام کرتا ہوا اور الٹے قدموں چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

''کون ہے یہ جم کارٹر اور اسے میرے کس دوست نے بھیجا ہے''...... نواب حاکم علی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں تک وہ غور سے کارڈ دیکھتا رہا لیکن کارڈ پر سوائے جم کارٹر کے نام کے اور کچھ نہ لکھا ہوا تھا۔ نواب حاکم علی نے کارڈ ایک طرف رکھا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آفس سے نکل کر وہ باہر آیا اور پھر وہ حویلی کے مختلف راستوں سے ہوتا ہوا مہمان خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مہمان خانے میں ایک وجیہہ نوجوان بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ شکل و صورت سے وہ ایکریمین ہی دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے نیوی کلر کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا جس سے وہ انتہائی وجیہہ دکھائی دے رہا تھا۔

''مجھے نواب حاکم علی کہتے ہیں''...... نواب حاکم علی نے اندر

WWW.PAKSOCIETY.COM

داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر مگر انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔ اس کی
آواز سن کر نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور غور سے اس کی طرف
دیکھنے لگا۔

"اور مجھ حقیر فقیر پر تقصیر بندہ ناداں کو جم کارٹر کہتے ہیں جو سو
فیصد سچ ہے"..... نوجوان نے اٹھ کر نواب حاکم علی سے بڑے
تپاک سے مصافحہ کرتے ہوئے انتہائی معصومانہ لہجے میں کہا تو اس کا
تعارف سن کر نواب حاکم علی حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے
نوجوان صحیح الدماغ نہ ہو۔

"بیٹھو"..... نواب حاکم علی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے
ہوئے کہا تو نوجوان شکریہ کہہ کر بیٹھ گیا اور نواب حاکم علی آگے
بڑھ کر اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ایکریمیا سے آئے ہو"..... نواب حاکم علی نے اس کی طرف
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"..... نوجوان نے شرمانے والے انداز میں کہا جیسے
اس کے سامنے ادھیڑ عمر نواب نہیں بلکہ کوئی نوخیز حسینہ بیٹھی ہوئی ہو
اور وہ اس کے سامنے شرم محسوس کر رہا ہو۔

"کس نے بھیجا ہے تمہیں"..... نواب حاکم علی نے پوچھا۔

"میرے ممی ڈیڈی نے"..... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

"ممی ڈیڈی نے۔ کیا مطلب۔ میرے ملازم نے تو کہا تھا کہ
تمہیں ایکریمیا سے میرے کسی دوست نے بھیجا ہے"..... نواب

حاکم علی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا میرے ڈیڈی آپ کے دوست نہیں ہو سکتے"۔ جم
کارٹر نے کہا۔

"ہاں ہو سکتے ہیں۔ کیا نام ہے تمہارے ڈیڈی کا"..... نواب
حاکم علی نے کہا۔

"ڈیڈی"..... جم کارٹر نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں تمہارے ڈیڈی کا نام پوچھ رہا ہوں"..... نواب
حاکم علی نے سر جھٹک کر کہا۔

"ڈیڈی کہتے ہیں کہ بڑوں کے نام نہیں لینے چاہئیں۔ اس لئے
میں انہیں ڈیڈی ہی کہتا ہوں"..... جم کارٹر نے معصومیت سے کہا تو
نواب حاکم علی اسے گھور کر رہ گیا۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے"..... نواب حاکم علی نے اس بار
قدرے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ اب بالکل ٹھیک ہے۔ چھ ماہ پاگل خانے میں رہنے
کے بعد دو روز قبل پاگل خانے کے ڈاکٹرز نے مجھے دماغ ٹھیک
ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا تھا"..... جم کارٹر نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم پاگل خانے سے آئے ہو"..... نواب حاکم
علی نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن پاکیشیا کے پاگل خانے سے نہیں ایکریمیا کے
پاگل خانے سے"..... جم کارٹر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں

کہا۔

''یہاں کیوں آئے ہو''...... نواب حاکم علی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''آپ سے ملنے''...... جم کارٹر نے کہا۔

''مجھ سے کیوں۔ کیا کام ہے مجھ سے اور تم مجھے کیسے جانتے ہو''......نواب حاکم علی نے کہا۔

''میری ہونے والی تیسری بیوی نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا۔ ہم دونوں ایک ساتھ یہاں آنے والے تھے لیکن مجھے چونکہ پاگل خانے سے کلین ہیلتھ سرٹیفکیٹ حاصل کرنا تھا اس لئے مجھے دو روز لگ گئے اور میری ہونے والی بیوی مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئی۔ اس نے کہا تھا کہ میں کلین ہیلتھ سرٹیفکیٹ لے کر پاکیشیا آؤں تو آپ کے پاس پہنچ جاؤں وہ یہیں رک کر میرا انتظار کرے گی''......جم کارٹر نے کہا۔

''بیوی۔ کون بیوی۔ کیا مطلب''......نواب حاکم علی نے کہا۔

''بیوی نہیں۔ ہونے والی تیسری بیوی''...... جم کارٹر نے کہا۔

''کیا بکواس ہے۔ میرے پاس تمہاری بیوی کا کیا کام''۔ نواب حاکم علی نے سر جھٹک کر کہا۔

''وہ میری اور اپنی شادی کی آپ سے فال نکلوانے کے لئے آئی تھی''...... جم کارٹر نے بڑی معصومیت سے کہا۔

''فال نکلوانے۔ کیا مطلب۔ کیسی فال''......نواب حاکم علی نے

بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''طوطا فال۔ میری ہونے والی منکوحہ نے بتایا تھا کہ پاکیشیا کے ایک نواحی علاقے راج گڑھ میں ایک بڑا جاگیردار رہتا ہے جس کا نام حاکم علی ہے اور اس نے بے شمار طوطے پال رکھے ہیں جو فال نکالنے کا کام کرتے ہیں اور ان کی نکالی ہوئی فال حرف بہ حرف درست ثابت ہوتی ہے''...... جم کارٹر نے کہا تو نواب حاکم علی چند لمحے تو اسے خونخوار نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یو شٹ اپ یو نانسنس۔ اٹھو۔ فوراً اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ''۔ نواب حاکم علی نے چیختے ہوئے کہا۔

''کک۔ کک۔ کیوں اس صوفے میں سانپ ہیں کیا''۔ جم کارٹر نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا اور صوفے کی جانب یوں دیکھنے لگا جیسے اس میں سے واقعی سانپ نکل آئے ہوں۔

''رشید، حمید، جمیل''...... نواب حاکم علی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دروازے کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

''یہ ایک آدمی کا نام ہے یا تین آدمیوں کے''...... جم کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور تین ہٹے کٹے اور مضبوط جسموں کے دیہاتی ٹائپ کے نوجوان اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دو نے بھاری اور بڑی بڑی لاٹھیاں پکڑ رکھی تھیں۔

''حکم سرکار''...... اندر آتے ہی تینوں نے ایک ساتھ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس پاگل کو یہاں کون لایا ہے''...... نواب حاکم علی نے گرجتے ہوئے کہا۔

''میں لایا تھا سرکار۔ آپ نے ہی کہا تھا کہ اسے مہمان خانے پہنچا دیا جائے''...... ایک نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ پاگل ہے۔ اسے اٹھا کر باہر پھنکوا دو اور خبردار اگر اسے دوبارہ کسی نے حویلی میں داخل ہونے دیا تو میں اس کی کھال کھنچوا دوں گا''...... نواب حاکم علی نے اسی طرح گرجدار لہجے میں کہا۔

''ارے۔ آپ طوطا فالی کے ساتھ ساتھ کھال کھنچائی کا بھی کام کرتے ہیں''...... جم کارٹر نے بڑی معصومیت سے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس اینڈ گیٹ آؤٹ فرام مائی ہاؤس''۔ نواب حاکم علی نے جم کارٹر کے ریمارکس پر بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔ اس نے اشارہ کیا تو وہ تینوں آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ جم کارٹر کے نزدیک آتے اچانک ان کے منہ سے زوردار چیخیں نکلیں اور وہ اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ فرش پر گرتے ہی وہ چند لمحے تڑپے اور پھر ساکت ہو گئے اور پھر جب نواب حاکم علی نے ان کے گرد خون پھیلتے دیکھا تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ کیا۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ یہ۔ یہ۔

یہ''...... نواب حاکم علی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس کی نظریں جم کارٹر کے ہاتھ میں موجود ریوالور پر پڑیں تو اس کی آنکھیں اور پھیل گئیں۔ جم کارٹر کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ ریوالور کی نال سے دھواں نکل رہا تھا جس کا مطلب واضح تھا کہ گولیاں اس نے چلائی ہیں۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ان تینوں کو گولیاں مار دی تھیں۔ نواب حاکم علی نے دروازے کی طرف دیکھ کر اپنے مزید ساتھیوں کو آواز دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ جم کارٹر تیزی سے اٹھ کر آگے بڑھا اور اس نے ریوالور کی نال نواب حاکم علی کے سر سے لگا دی۔

''منہ سے آواز نکلی تو یہ تمہاری زندگی کی آخری آواز ہو گی''۔ جم کارٹر نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا تو نواب حاکم علی نے فوراً منہ بند کر لیا۔ اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور اس کے جسم میں یکلخت کپکپی سی طاری ہو گئی تھی۔

''کک۔ کک۔ کون ہو تم''...... نواب حاکم علی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہاری موت''...... جم کارٹر غرایا۔

''مم۔ مم۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''...... نواب حاکم علی نے اسی انداز میں کہا۔

''بیٹھ جاؤ۔ اطمینان سے بات کرتے ہیں''...... جم کارٹر نے کہا

تو نواب حاکم علی خوفزدہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ جم کارٹر نے ریوالور اس کے سر سے ہٹایا اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں نواب حاکم علی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جو واقعی بے حد سہما ہوا تھا اور اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے پھیل گئے تھے۔ جم کارٹر نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔

''جوزف بول رہا ہوں باس''...... رابطہ ملتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''جوانا کہاں ہے''...... جم کارٹر نے پوچھا۔

''میرے ساتھ ہی موجود ہے باس''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اسے وہیں رہنے دو۔ تم فوراً گیسٹ روم کے پاس آ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں کسی کو اندر نہیں آنا چاہئے''...... جم کارٹر نے کہا جو عمران تھا۔

''یس باس''...... جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ عمران نے سیل فون بند کر کے جیب میں رکھا اور ایک بار پھر نواب حاکم علی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''ہاں تو جناب۔ حاکم الدولہ صاحب۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا''...... عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

''کون ہو تم''...... نواب حاکم علی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ کون ہو تم۔ ہائیں۔ لیکن یہ بات تو پوچھنے والی ہے اور مجھے تم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کہ تم کون ہو۔ میں جانتا ہوں تم راج گڑھ کے جاگیردار ہو اور تمہارا نام حاکم علی ہے پھر مجھے تم سے بار بار پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کہ تم کون ہو''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں نانسنس۔ کون ہو تم اور یہ سب کیوں کر رہے ہو''...... نواب حاکم علی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے خود کو حیرت انگیز طور پر سنبھال لیا تھا۔

''ہیری ڈیسوزا نام ہے میرا''...... عمران نے کہا۔

''ہیری ڈیسوزا۔ لیکن تم نے تو اپنا نام جم کارٹر بتایا تھا''۔ نواب حاکم علی نے چونک کر کہا۔

''اوہ ہاں۔ سوری میں بھول گیا تھا۔ ہاں میرا نام جم کٹر ہے''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کٹر یا کارٹر''...... نواب حاکم علی غرایا۔

''تمہیں جو پسند آئے وہ رکھ لو اور باقی مجھے دے دو''...... عمران نے کہا۔

''کیا چاہتے ہو''...... نواب حاکم علی نے غصے سے بل کھاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ

عمران پر جھپٹ پڑے اور اس کے ٹکڑے اُڑا دے۔

"بتایا تو ہے۔ میری بیوی ہماری شادی کے لئے طوطا فال نکلوانے کے لئے تمہارے پاس آئی تھی۔ طوطا فال نکلوانے کے باوجود وہ ابھی تک واپس نہیں پہنچی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے میری نئی نویلی بیوی کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"کس بیوی کی بات کر رہے ہو"...... نواب حاکم علی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مارتھا ہوزی"...... عمران نے کہا تو نواب حاکم علی بری طرح سے چونک پڑا اس کے چہرے کے تاثرات ایک لمحے کے لئے بگڑ گئے لیکن اس نے ایک بار پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں خود کو سنبھال لیا۔

"کون مارتھا ہوزی۔ میں کسی مارتھا ہوزی کو نہیں جانتا"۔ نواب حاکم علی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اسے نہیں جانتے لیکن وہ تمہیں بخوبی جانتی ہے۔ وہ میری ہی کار کو جیٹ طیارے کی طرح اُڑا کر لائی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس نے راج گڑھ میں داخل ہوتے ہی میری کار چھوڑ دی تھی اور ایک ٹیکسی کے ذریعے اس حویلی میں پہنچی تھی۔ میں نے اس کے پیچھے آ کر خود اسے حویلی میں داخل ہوتے دیکھا تھا"...... عمران نے کہا۔

"یہاں تو روز ملکی اور غیر ملکی مجھ سے آ کر ملتے ہیں۔ میں ہر کسی کو یاد نہیں رکھتا"...... نواب حاکم علی نے منہ بنا کر کہا۔

"کیوں۔ تم اس ملک کے صدر ہو یا پرائم منسٹر جو تم سے روزانہ غیر ملکی ملاقات کرتے ہیں"...... عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق ایکریمین فارن منسٹر سے ہے۔ میں نے کئی سال فارن منسٹری کے تحت کام کیا ہے۔ میں حال میں ہی یہاں شفٹ ہوا ہوں اس لئے اکثر دوست اور ان کی فیملیاں مجھ سے ملنے آتی رہتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں ہی وہ لڑکی ہو جسے تم اپنی بیوی کہہ رہے ہو"...... نواب حاکم علی نے کہا۔

"میں اس لڑکی کی بات کر رہا ہوں جسے تم نے ایک منی میٹل باکس دیا تھا۔ لڑکی میٹل باکس لے کر بلیک کلب گئی تھی جس کا مالک بلیکی ہے۔ وہ بلیکی کی مدد سے باکس سمیت خفیہ طریقے سے ایکریمیا جانا چاہتی تھی"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں نہیں جانتا ایسی کسی لڑکی کو"...... نواب حاکم علی نے سر جھٹک کر کہا۔

"تمہارے آدمیوں نے ہی اسے جیپ میں بلیک کلب ڈراپ کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"میرے ساتھ بے شمار آدمی کام کرتے ہیں۔ نجانے تم کس کی

بات کر رہے ہو"...... نواب حاکم علی نے اسی انداز میں کہا۔

"تمہاری یادداشت کافی کمزور معلوم ہوتی ہے۔ مجھے تمہیں یاد دلانے کے لئے کچھ کرنا ہی پڑے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کرو گے تم"...... نواب حاکم علی نے چونک کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس نے ریوالور کا چیمبر کھول لیا۔ ریوالور میں آٹھ گولیاں تھیں جن میں سے عمران تین چلا چکا تھا۔ اب ریوالور میں صرف پانچ گولیاں تھیں۔ عمران نے ایک جھٹکے سے ساری گولیاں نکال لیں۔ اس نے گولیاں سامنے میز پر رکھیں اور پھر ایک گولی اٹھا کر اس نے چیمبر میں ڈال دی۔ چیمبر بند کر کے اس نے ہتھیلی سے چیمبر کو زور زور سے گھمانا شروع کر دیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو"...... نواب حاکم علی نے اس کی طرف تشویش زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ عمران نے ریوالور کا رخ یکلخت اس کی جانب کر دیا۔

"ریوالور میں صرف ایک گولی ہے۔ میں نے تمہارے سامنے چیمبر گھما دیا ہے۔ اب گولی کس خانے میں ہے اس کا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ میں تم سے جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا صحیح جواب دو گے تو ٹھیک ہے۔ غلط جواب پر میں ٹریگر دبا دوں گا۔ اب یہ تمہاری

قسمت کہ تمہیں زندگی کے سات چانس ملتے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نال سے سائیلنسر اتار کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"پہلا سوال۔ مارتھا ہوزی کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... نواب حاکم علی نے سر جھٹک کر کہا ساتھ ہی وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ یکلخت خوف سے زرد ہو گیا تھا۔ عمران نے اس کا جواب سنتے ہی ٹریگر دبا دیا تھا۔ ٹرچ کی تیز آواز کمرے میں ابھری تھی جسے سن کر نواب حاکم علی اچھلا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ اگر گولی چل جاتی تو"...... نواب حاکم علی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تمہاری کھوپڑی اڑ جاتی"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں میں واقعی کسی مارتھا ہوزی کو نہیں جانتا۔ تم میری بات کا یقین کیوں نہیں کر رہے"...... نواب حاکم علی نے خوف بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار نواب حاکم علی اچھل کر ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ ورنہ......" عمران نے سرد لہجے میں کہا تو نواب حاکم علی خوف بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

"تت۔ تت۔ تم تم......" نواب حاکم علی نے ہکلا کر کہا۔

''تمہیں دو چانس مل چکے ہیں۔ اب بھی وقت ہے بول دو ورنہ......'' عمران نے کرخت لہجے میں کہا تو نواب حاکم علی غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

''یہ میری حویلی ہے اور یہاں ہر طرف میرے آدمی موجود ہیں۔ اگر تم نے مجھے نقصان پہنچایا تو تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے'' ......نواب حاکم علی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باہر میرے ساتھ جو دیو نما انسان آئے ہیں۔ وہ تمہارے سو آدمیوں پر بھی بھاری ہیں نواب حاکم علی۔ اگر میں نے انہیں اشارہ دے دیا تو وہ تمہارے آدمیوں سمیت اس حویلی کو جلا کر راکھ بنا دیں گے۔ تم نے میرا بہت وقت برباد کر دیا ہے۔ اب بس۔ اب میرے سوالوں کا سیدھا جواب دو'' ...... عمران نے اس بار اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ نواب حاکم علی کانپ کر رہ گیا۔ عمران کی آنکھیں دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گیا تھا کیونکہ اسے عمران کی آنکھوں میں موت کی سرخی دکھائی دینے لگی تھی۔

''میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا'' ......نواب حاکم علی نے خوف بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''کیوں'' ...... عمران نے چونک کر کہا۔

''پہلے تم بتاؤ۔ تم کون ہو اور اس لڑکی کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو'' ......نواب حاکم علی نے کہا۔

''میں خدائی فوجدار ہوں اور خدائی فوجدار کا کوئی نام نہیں

ہوتا'' ...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے'' ......نواب حاکم علی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ یہ کس چڑیا کا نام ہے'' ...... عمران نے انجان بن کر کہا۔

''جب تک تم مجھے اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے میں بھی تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا چاہے تم مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دو'' ......نواب حاکم علی نے ایک بار پھر اڑیل گھوڑا بنتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میرا نام ٹمبکٹو ہے اور میں ایکریمیا سے آیا ہوں۔ ایملی ابھی تک میٹل باکس لے کر نہیں پہنچی ہے اس لئے چیف نے مجھے اس کی تلاش میں بھیجا ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''کون سے چیف نے'' ......نواب حاکم علی نے چونک کر کہا۔

''کیوں۔ تمہیں چیف کا نام بتانا ضروری ہے'' ...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ بہت ضروری ہے'' ......نواب حاکم علی نے ایک بار پھر خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''کیوں ضروری ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''کیونکہ جس چیف کے لئے تم کام کرتے ہو اس کے لئے میں

بھی کام کرتا ہوں"...... نواب حاکم علی نے جواب دیا۔

"میرا تعلق سیکرٹ سیکشن سے ہے اس لئے میں تمہیں اس بارے میں مزید کچھ نہیں بتا سکتا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تب میں بھی تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ سوری"...... نواب حاکم علی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ تمہارا انکار تمہاری بھیانک موت کا سبب بن سکتا ہے"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"کوئی پرواہ نہیں۔ تم گولی چلا دو"...... نواب حاکم علی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود خوف یکلخت غائب ہو گیا تھا اور اس کا چہرہ یوں نارمل ہو گیا تھا جیسے وہ موت کے سامنے نہ ہو بلکہ اپنے کسی دوست کے سامنے بیٹھا ہو۔ اس کا اس طرح نارمل ہونا عمران کے لئے حیرت کا باعث بن رہا تھا۔ ابھی چند لمحے قبل نواب حاکم علی موت کے خوف سے کانپ رہا تھا اور اب اسے کوئی فکر ہی نہ تھی۔ عمران نے ٹریگر دبایا، ریوالور سے ایک بار پھر ٹرچ کی آواز نکلی لیکن اس بار نواب حاکم علی کے چہرے پر کوئی تردد ظاہر نہ ہوا۔ اس کے چہرے پر بدستور سکون اور اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔

"تم یکلخت اس قدر ڈھیٹ کیسے بن گئے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں پہچان لیا ہے عمران"...... نواب حاکم علی نے

کہا تو عمران چونک پڑا۔

"عمران۔ کون عمران"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ دیر سے ہی سہی لیکن میں نے آخر کار تمہیں پہچان لیا ہے"...... نواب حاکم علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں شاید میرے سر پر سینگ دکھائی دے گئے ہیں"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تم نے اپنا نام ٹمبکٹو بتایا تو مجھے یاد آ گیا کہ پاکیشیا میں ایک ہی احمق ہے جو خود کو ٹمبکٹو کہتا ہے اور وہ عمران کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ دو نیگرو بھی ہیں جو دیو جیسے لمبے تڑنگے اور طاقتور ہیں۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم علی عمران ہو۔ وہی علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے"۔ نواب حاکم علی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے میرے ٹمبکٹو نام نے میرا بھانڈا پھوڑ دیا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں"...... نواب حاکم علی نے کہا۔

"چلو۔ جو بھی ہے اب تم بتاؤ کہ یہ سارا چکر کیا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کون سا چکر"...... نواب حاکم علی نے جان بوجھ کر حیرت کا

اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''مارتھا ہوزی یا ایملی کا تمہارے پاس آنا۔ تمہارا اسے منی مینل باکس دینا اور اسے جیکی کے پاس بھیجنا۔ کیا ہے یہ سب اور منی مینل باکس تمہیں کس نے دیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''سوری۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا''۔ نواب حاکم علی نے سرد لہجے میں کہا۔

''تمہارے انکار پر میں گولی چلا دوں گا''...... عمران نے بھی جواباً سرد لہجے میں کہا۔

''چلا دو۔ ویسے بھی اب میرا آخری وقت آ گیا ہے اس لئے تم مجھے گولی بھی مار دو گے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... نواب حاکم علی نے کہا۔

''کیا مطلب۔ تم پر گولی اثر نہیں کرتی''...... عمران نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ تم مجھ تک پہنچ چکے ہو اور یہ بات میرے لئے اور میری ایجنسی کے لئے سود مند نہیں ہے''...... نواب حاکم علی نے مسکرا کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ایجنسی۔ کیا مطلب۔ کیا تم کسی ایجنسی سے منسلک ہو''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... نواب حاکم علی نے جواب دیا۔

''کس ایجنسی کے لئے کام کرتے ہو تم''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو نواب حاکم علی طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

''میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں۔ جو تمہیں بتا دوں کہ میں کس ایجنسی کے لئے کام کرتا ہوں''...... نواب حاکم علی نے کہا۔

''تم مجھے سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور کر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک بار پھر سختی ابھر آئی تھی۔

''نہیں۔ میں تمہارا کام آسان کر رہا ہوں''...... نواب حاکم علی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''وہ کیسے''...... عمران نے چونک کر کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اچانک نواب حاکم علی نے منہ چلانا شروع کر دیا۔ اس کا منہ چلتے دیکھ کر عمران اچھل پڑا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے نواب حاکم علی کی طرف لپکا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ نواب حاکم علی نے دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول چبا لیا تھا اور اس کیپسول میں شاید سائنائیڈ بھرا ہوا تھا جس کے حلق میں جاتے ہی نواب حاکم علی کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یکلخت بے جان ہو کر صوفے کی سائیڈ پر گرتا چلا گیا۔ نواب حاکم علی کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر عمران ساکت سا ہو کر رہ گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ نواب حاکم علی جیسا انسان اس طرح خودکشی بھی کر سکتا ہے۔

ٹائیگر نے ہارڈ کلب کی پارکنگ میں کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ کلب کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس وقت میک اپ میں تھا۔ اس نے فیروز دادا کا نام تو سنا ہوا تھا لیکن کبھی اس نے اس کی طرف توجہ نہ دی تھی کیونکہ پاکیشیا میں ایسی سینکڑوں تنظیمیں تھیں جو غیر قانونی دھندوں میں مصروف رہتی تھیں۔ ٹائیگر چونکہ بین الاقوامی سطح کی تنظیموں پر نظر رکھتا تھا اس لئے وہ ان چھوٹی موٹی تنظیموں پر زیادہ توجہ نہ دیتا تھا۔ کلب کے ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی جانب بڑھ گیا۔

''یس پلیز''...... کاؤنٹر مین نے اسے کاؤنٹر کے قریب آتے دیکھ کر خوشگوار لہجے میں کہا۔

''مجھے فیروز دادا سے ملنا ہے۔ اس سے کہو کہ دارالحکومت سے کوبرا آیا ہے۔ کوبرا گروپ کا چیف''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس کے لہجے اور کوبرا گروپ کے چیف ہونے کا سن کر انتہائی مرعوب ہو گیا تھا اس نے کاؤنٹر کے نیچے لگے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''باس۔ کاؤنٹر سے راک بول رہا ہوں۔ دارالحکومت سے کوبرا گروپ کے چیف آپ سے ملنا چاہتے ہیں''...... کاؤنٹر مین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے میرے پاس''...... دوسری جانب سے فیروز دادا کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''یس باس''...... کاؤنٹر مین نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے سامنے موجود ایک ویٹر کو اشارے سے بلایا تو ویٹر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

''صاحب کو باس کے آفس پہنچا دو''...... کاؤنٹر مین نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آئیں جناب''...... ویٹر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ کوبرا گروپ دارالحکومت کا خاصا معروف گروپ تھا۔ اسے یقین تھا کہ فیروز دادا، کوبرا سے ملنے کے لئے فوراً تیار ہو جائے گا اور یہی ہوا تھا۔

ویٹر اسے کلب کے نیچے تہہ خانوں میں ایک کمرے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

دروازے پر لے آیا اور اس نے دروازے کی سائیڈ دیوار پر لگا ہوا انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... انٹرکام سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔

"جناب کوبرا صاحب آئے ہیں باس"...... ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... انٹرکام سے فیروز دادا کی کرخت آواز سنائی دی اور کمرے کا دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔

"تشریف لے جائیں جناب۔ باس نے دروازہ کھول دیا ہے"...... ویٹر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ جیسے ہی ٹائیگر اندر داخل ہوا اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی چھت سے یکلخت روشنی کا تیز جھماکا ہوا اور اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ سمجھتا دوسرے لمحے چھت سے نیلے رنگ کی تیز روشنی کی دھار نکل کر ٹائیگر پر پڑنے لگی اور ٹائیگر کو یوں لگا جیسے وہ اندھا ہو گیا ہو۔ ساتھ ہی اسے اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ وہیں گرتا چلا گیا اور پھر جس طرح انتہائی گہرے اور اندھے کنویں میں روشنی کا نقطہ چمکتا ہے اسی طرح ٹائیگر کے دماغ کے تاریک پردے پر روشنی کا نقطہ سا چمکا اور پھر آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ جب اس کا شعور بیدار ہوا تو اس کے ذہن میں پہلا منظر اسی

آفس نما کمرے کا ابھرا لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے ہونٹ بھینچ گئے کہ وہ ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

اس کے دونوں ہاتھ ستون کے عقب میں لے جا کر کلپ کر دیئے گئے تھے۔ اس نے ایک نظر اپنے لباس اور خاص طور پر اپنے جوتوں پر ڈالی اور دوسرے لمحے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو وہ پہن کر آیا تھا اور اس کے جوتے بھی نہیں بدلے گئے تھے۔ اب ٹائیگر کو ستون کے ساتھ بندھے ہونے کی فکر ختم ہو گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

کمرے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ زیر زمین بنا ہوا تہہ خانہ ہے۔ کمرے میں اس کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا بایاں پاؤں اٹھا کر بوٹ کے پچھلے حصے کو مخصوص انداز میں ستون کی جڑ پر مارا تو بوٹ کے اندر سے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر بائیں پیر کو موڑتا ہوا ستون کے عقب کی طرف لے گیا۔ پیر کو عقبی طرف لے جانے کے لئے اسے ایک ٹانگ پر نیچے کی طرف جھکنا پڑا لیکن جیسے ہی پیر عقب کی طرف گیا اس نے ایڑی کو فرش پر مارا تو اس کے بوٹ سے ریز نکل کر عقب میں موجود اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھکڑی کے درمیانی حصے سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ستون کے عقبی

حصے کی طرف اس کے مڑے ہوئے بازوؤں کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے دونوں بازو کھل گئے۔ بوٹ سے نکلنے والی ریز نے ہتھکڑی کے درمیانی حصے کو موم کی طرح کاٹ دیا تھا، ٹائیگر نے ہاتھ آگے کی طرف کئے۔ کلائیوں میں ہتھکڑی کے کلپ موجود تھے اور ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

ٹائیگر نے اپنی خفیہ جیب سے ایک منی پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کی تلاشی کے دوران شاید اس کی جیب سے اس کا مشین پسٹل نکال لیا گیا تھا لیکن اس کی خفیہ جیب میں منی پسٹل محفوظ تھا۔ پسٹل چھپا تھا۔ اسی لمحے ٹائیگر کو دروازے کے باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ ستون کی طرف بڑھا اور اس نے ستون کے ساتھ پہلے جیسی پوزیشن میں کھڑا ہو کر اپنے دونوں ہاتھ عقب کی طرف کر کے ہتھکڑی کے کڑوں کو آپس میں ملا لیا جیسے وہ بدستور وہاں بندھا ہوا ہو۔ وہ چاہتا تو وہاں آنے والوں کو فوری طور پر چھاپ سکتا تھا لیکن وہ پہلے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے فیروز دادا نے اس طرح بے ہوش کر کے یہاں لا کر کیوں باندھا تھا جبکہ اس کا خیال تھا کہ فیروز دادا، کوبرا کا نام سن کر اس سے ملاقات ضرور کرے گا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا کسرتی جسم کا مالک نوجوان اندر آ گیا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کی پتلون اور سیاہ چست شرٹ تھی۔ اس کے چہرے پر زخموں کے پرانے

نشان تھے اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ نوجوان کے ہاتھ میں ایک ہنٹر تھا جبکہ اس کے سائیڈ ہولسٹروں سے بھاری ریوالوروں کے دستے جھانک رہے تھے۔ اس کے پیچھے دو افراد اور اندر آ گئے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کوڑے والے آدمی کو دیکھتے ہی ٹائیگر پہچان گیا تھا یہ فیروز دادا تھا۔

فیروز دادا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ٹائیگر سے کچھ فاصلے پر آ کر رک گیا اور اس کی جانب کینہ توز نظروں سے گھورنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے ہنٹر زور سے چٹخایا جیسے وہ ہنٹر چٹخا کر ٹائیگر پر اپنا رعب ڈالنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”ہونہہ۔ تم کوبرا بن کر آئے تھے مجھ سے ملنے۔ کیوں“۔ فیروز دادا نے کرخت لہجے میں کہا۔

”کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم کوبرا سے ملنے سے انکار نہیں کر سکتے اس لئے“...... ٹائیگر نے مسکرا کر کہا۔

”کون ہو تم اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے“...... فیروز دادا نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”میں ہی کوبرا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”یہاں تم جیسے بے شمار کوبرے گھومتے رہتے ہیں اور فیروز دادا ان کوبروں کا شکار کرتا رہتا ہے“...... فیروز دادا نے منہ بنا کر کہا۔

”میں تم سے یہ معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں کہ تم سے پوچھ

سکوں کہ تمہارے ذریعے خاص وحات کے بنے ہوئے منی میٹل باکس بیرون ملک بھجوائے گئے تھے۔ وہ میٹل باکسز تمہیں کس نے دیئے تھے اور تم نے باکسز کس ملک میں بھیجے ہیں"...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں پوچھا تو فیروز دادا بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ ان باکسز سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... فیروز دادا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے نو منی میٹل باکسز میں پاکیشیا کی ایک اہم وحات چھپا کر باہر لے جائی گئی ہے اور میری معلومات کے مطابق یہ وحات پاکیشیا سے باہر بھیجنے میں تمہارا ہاتھ ہے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ گریس اور اس کے ساتھیوں کو بھی میں نے ہی ہلاک کیا ہے۔ جب مجھے گریس کا پتہ چلا اور گریس کے ذریعے تمہارا تو میں فوراً یہاں آ گیا۔ اس لئے تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس معاملے سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہاری حیثیت دیکھ کر مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ کام تم نے ذاتی طور پر نہیں کیا تھا۔ گریس کی طرح تم بھی مڈل مین ہو۔ اس سارے کھیل کے پیچھے کسی اور کا ہاتھ ہے۔ گریس نے مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ اب اگر تم چاہو تو میں تم سے سودا کر سکتا ہوں۔ رقم تمہارے مطلب کی ہو گی لیکن اس کے بدلے تمہیں ساری حقیقت بتانی ہو گی۔ اگر تم مجھے ساری حقیقت بتا دو گے تو تم زندہ بھی رہو

گے اور مجھ سے دولت بھی حاصل کر لو گے ورنہ تمہارا انجام انتہائی بھیانک ہو گا"...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی سرد اور سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر فیروز دادا کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ نکلیں۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ فیروز دادا کو۔ تمہاری یہ جرأت۔ میں تمہاری بوٹیاں نوچ لوں گا"...... فیروز دادا نے انتہائی خونخوار انداز میں دھاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہنٹر والا ہاتھ اٹھایا جیسے وہ ہنٹر پوری قوت سے ٹائیگر کو مار کر واقعی اس کی کھال اتار دینا چاہتا ہو۔ ابھی فیروز دادا کا ہاتھ اوپر اٹھا ہی تھا کہ یکلخت ٹائیگر کا بایاں ہاتھ آگے کی طرف آیا اور کمرہ کے بعد دیگرے تین دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مشین گن بردار دونوں افراد اچھل اچھل کر نیچے گرے تھے اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گئے تھے۔ ٹائیگر نے ان کے سینوں میں گولیاں ماری تھیں جبکہ اس نے ایک گولی فیروز دادا کے ہنٹر والے ہاتھ پر ماری تھی۔ فیروز دادا کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر دور جا گرا تھا اور فیروز دادا بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور لڑکھڑاتا ہوا پیٹھ کے بل گر گیا۔ مشین گن بردار چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ورنہ سر میں گولی مار دوں گا"۔ ٹائیگر نے منی پسٹل کا رخ فیروز دادا کی طرف کرتے ہوئے کہا اور فیروز

داوا بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اسی لمحے ٹائیگر کا بازو گھوما اور ایک زوردار مکا فیروز داوا کی کنپٹی پر پڑا۔ فیروز داوا کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ پہلو کے بل فرش پر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ ٹائیگر کے ایک ہی مکے نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر ٹائیگر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا جو کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کے باہر سر نکال کر دیکھا۔ سامنے راہداری تھی جو خالی تھی۔ ٹائیگر نے فوراً دروازہ بند کیا اور اسے اندر سے لاک لگا دیا۔ کمرے کی ساخت دیکھ کر وہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے لیکن چونکہ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے دھماکوں اور انسانی چیخوں کی آوازیں باہر جا سکتی تھیں اس لئے ٹائیگر نے فوری طور پر دروازہ بند کر دیا تھا۔

ٹائیگر نے فیروز داوا کے ایک مشین گن بردار ساتھی کی کمر میں ہتھکڑی اڑسی ہوئی دیکھی تو اس نے آگے بڑھ کر ہتھکڑی نکالی اور اسے جیب میں ڈال لیا اور فیروز داوا کی طرف بڑھا۔ فیروز داوا کو ٹانگ سے گھسیٹ کر وہ اسی ستون کے پاس لایا جس کے ساتھ اسے باندھا گیا تھا۔ ٹائیگر نے فیروز داوا کو اٹھا کر ستون کے ساتھ لگا کر کھڑا کیا اور پھر اس نے فیروز داوا کے دونوں ہاتھ ستون کے عقب کی طرف کرتے ہوئے جیب سے ہتھکڑی نکالی اور اس کے بازو عقب میں ہتھکڑی سے کلپ کر دیئے۔

اب فیروز داوا اسی طرح سے بندھا ہوا تھا جس طرح کچھ دیر

پہلے ٹائیگر بندھا ہوا تھا۔ ہتھکڑی میں چابی موجود تھی۔ ٹائیگر نے چابی نکال کر اپنی کلائیوں میں موجود کٹی ہوئی ہتھکڑی کے کلپ نکال کر چابی سمیت ایک طرف پھینک دیئے اور اس نے فیروز داوا کا ہنٹر اٹھایا اور پھر وہ فیروز داوا کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے وہ فیروز داوا کو دیکھتا رہا پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ہنٹر شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ گھومتا ہوا فیروز داوا کے جسم سے ٹکرایا۔ پہلی ہی ضرب اس قدر تیز اور زوردار تھی کہ فیروز داوا کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ فوراً چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے پھڑکنا چاہا لیکن ستون سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ پھڑک نہ سکا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

"تت تت۔ تم۔ تم آزاد کیسے ہو گئے"...... فیروز داوا نے اپنے سامنے کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے تھرڈ کلاس بدمعاش ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اب میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ مجھے اس پارٹی کے بارے میں بتا دو ورنہ اب میرا ہاتھ تب رکے گا جب تمہارے جسم کی ساری کھال گر چکی ہو گی"...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے کوئی میٹل باکس بیرون ملک اسمگل نہیں کیا ہے"...... فیروز داوا نے چیختے ہوئے کہا۔

"گریس نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"گریس نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔ تم اس کی باتوں میں آ کر مجھے خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہو۔ نجانے تم کون ہو"...... فیروز دادا نے خود کو سنبھالتے ہوئے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا تو ٹائیگر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ آئی۔

"اوکے۔ اب میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا۔ اب تم خود مجھے سب کچھ بتاؤ گے"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس کا ہنٹر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہنٹر پوری قوت سے فیروز دادا کے جسم پر پڑا اور فیروز دادا کی قمیض پر ایک سرخ لکیر سی بن گئی۔ فیروز دادا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور پھر اس کی یہ چیخیں کمرے کی چھت اڑانے لگیں۔ ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہا تھا اور فیروز دادا کے جسم پر سرخ لکیروں کا جال سا پھیلتا جا رہا تھا۔ پانچ چھ ضربیں کھاتے ہی فیروز دادا بے ہوش ہو گیا تھا لیکن ٹائیگر کا ہاتھ نہ رک رہا تھا۔ فیروز دادا کے جسم پر مسلسل پڑنے والی ہنٹر کی ضربوں نے اسے پھر ہوش دلا دیا تھا اور وہ حلق کے بل چیخنا شروع ہو گیا تھا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ بتاتا ہوں میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں"...... ہوش میں آتے ہی فیروز دادا نے حلق کے بل ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بس۔ ابھی سے ہمت ختم ہو گئی۔ تم تو بڑے غنڈے ہو۔ بہرحال بولو۔ اب اگر تم نے ہوشیاری کی تو پھر میرا ہاتھ نہیں رکے گا"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"یہ سچ ہے۔ میٹل باکسز کو پاکیشیا سے باہر بھجوانے کا کام مجھے دیا گیا تھا لیکن ان باکسز کی تعداد نو نہیں چار تھی۔ میں نے اپنی شپنگ کمپنی کے ذریعے یہاں سے چار میٹل باکسز ہی باہر بھجوائے ہیں"...... فیروز دادا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کس نے دیا تھا یہ مشن۔ جلدی بولو"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"نواب حاکم علی نے"...... فیروز دادا نے جواب دیا۔

"نواب حاکم علی۔ وہ راج گڑھ کا نواب"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اس کا ایک آدمی حیدر میرا دوست ہے۔ اس کی معرفت ایسے کام مجھے پہلے بھی ملتے رہے ہیں لیکن وہ کام پاکیشیا میں ہی ادھر سے ادھر مال پہنچانا ہوتا تھا۔ جسے میں خود پورا کر لیتا تھا۔ حیدر نے مجھے میٹل باکس غیر ملکیوں کے ہاتھ الگ الگ میرا مطلب ہے ون بائے ون پہنچایا تھا جنہیں میں نے سپیشل لانچوں میں چھپا کر یہاں سے منتقل کر دیا تھا"...... فیروز دادا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور چونکہ اس کے جسم سے مسلسل خون کا اخراج ہو رہا تھا اس لئے اس پر خاصی

نقاہت طاری ہو گئی تھی۔

"کہاں پہنچائے ہیں تم نے باکسز"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرے ذریعے یہ باکسز انٹرنیشنل بارڈر تک پہنچائے گئے تھے۔ وہاں ایک آئل شپ موجود تھا جو ایکریمین تھا۔ باکسز اور اس کے ساتھ جانے والے افراد اس شپ کے کپتان کے حوالے کرنے تھے جو میں نے کر دیئے اس کے بعد باکسز کہاں لے جائے گئے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے"...... فیروز دادا نے کہا۔

"شپ کا نام کیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وائٹ فش۔ اس جہاز پر سفید رنگ کی ایک بڑی مچھلی بنی ہوئی ہے اور اس جہاز کا نام بھی یہی ہے"...... فیروز دادا نے کہا۔

"تمہارا دوست حیدر۔ اس کا پتہ کیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ نواب حاکم علی کا خاص آدمی ہے اور اکثر یہاں آ کر بار میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ نواب حاکم علی اسے رقم کے معاملے میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا"...... فیروز دادا نے کہا۔

"حلیہ بتاؤ اس کا"...... ٹائیگر نے کہا تو فیروز دادا نے اسے حیدر کا حلیہ اور اس کی ایک خاص نشانی بتا دی۔

"کیا تم جانتے تھے کہ ان باکسز میں کیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ باکسز میں نیا اور انتہائی قیمتی ڈرگ پاؤڈر ہے جسے خاموشی سے یہاں سے نکالنا ہے"...... فیروز دادا

نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم نے چونکہ پاکیشیا کی انتہائی نایاب دھات اسمگل کی ہے اس لئے ٹائیگر تمہیں موت کی سزا سناتا ہے"...... ٹائیگر نے ہنٹر ایک طرف اچھال کر جیب سے منی پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ موت کی سزا کا سن کر فیروز دادا کو زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کے منی پسٹل سے شعلہ نکلا اور فیروز دادا کے ٹھیک سر میں پیوست ہوتا چلا گیا۔ فیروز دادا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ وہیں ساکت ہو گیا۔

ٹائیگر نے منی پسٹل جیب میں ڈالا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا لیکن راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ ٹائیگر راہداری سے گزرتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر تہہ خانے سے باہر آ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ ٹائیگر نے عمارت کا راؤنڈ لگایا۔ عمارت میں کوئی نہیں تھا البتہ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی جدید کار ضرور کھڑی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس عمارت کو فیروز دادا نے پوچھ گچھ کے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور وہاں وہی دو افراد موجود ہوتے ہوں گے جو مشین گنیں لے کر فیروز دادا کے پیچھے آئے تھے اور جنہیں ٹائیگر نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اور یہ کار یقیناً فیروز دادا کی ہی ہو گی۔ فیروز دادا نے اسے اپنے آفس میں ریز سے بے ہوش کر کے یہاں بھیج دیا ہو گا یا خود ہی اسے اٹھا کر کار میں ڈال کر پوچھ گچھ کے لئے یہاں

لے آیا ہو گا۔ چونکہ فیروز دادا نے اسے ریز سے بے ہوش کیا تھا اور ریز سے بے ہوش ہونے والا خود ہوش میں نہیں آ سکتا تھا اس لئے وہ اسے تہہ خانے میں ستون سے باندھ کر اینٹی انجکشن لگا کر باہر نکل گئے ہوں گے۔ اس دوران ٹائیگر کو ہوش آ گیا اور خالی کمرہ دیکھ کر اسے بوٹ میں چھپی ہوئی ریز گن سے ہتھکڑی کاٹنے کا موقع مل گیا تھا۔

عمارت خالی دیکھ کر ٹائیگر فیروز دادا کی کار میں آ گیا اور کار وہاں سے نکالتا لے گیا۔ شہر میں داخل ہو کر اس نے کار ایک پلازہ کی پارکنگ میں چھوڑی اور وہاں سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ سڑک پر اس نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور ٹیکسی میں سوار ہو کر ایک بار پھر ہارڈ کلب پہنچ گیا۔ ہارڈ کلب کی پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے پارکنگ سے کار نکالی اور پھر وہاں سے کار لے کر اپنے وہ سپیشل پوائنٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

''آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایس ون کی چوری میں ایکریمین مارشل ایجنسی کا ہاتھ ہے اور یہ سارا پلان مارشل ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلے کا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران، نواب حاکم علی کی حویلی سے نکل کر واپس شہر آ گیا تھا۔ اس نے جوزف اور جوانا کو رانا ہاؤس بھیج دیا تھا اور خود دانش منزل پہنچ گیا تھا۔ دانش منزل پہنچتے ہی اس نے بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی اس سے یہ بھی کہا کہ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سے ایس ون چوری کرنے میں کس کا ہاتھ ہے۔ بلیک زیرو کے پوچھنے پر عمران نے ایکریمین مارشل ایجنسی اور اس ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلے کا نام لیا تو بلیک زیرو اچھل پڑا۔

''نواب حاکم علی نے جس طرح خود کو ایجنسی کا رکن بتا کر سائنائیڈ بھرا کیپسول چبا کر خودکشی کی تھی اس سے میں چونک پڑا

تھا۔ میں نے اس کی تلاشی لی لیکن اس سے مجھے کوئی کام کی چیز نہیں ملی تھی تلاشی کے دوران میری نظریں اس کے دائیں کان کی لو کے عقبی حصے پر پڑیں تو وہاں ایک سیاہ رنگ کا مارک دیکھ کر میں چونک پڑا۔ اس مارک پر نہایت باریک ایم اے لکھا ہوا تھا۔ مارک اور ایم اے دیکھ کر مجھے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ نواب حاکم علی کس ایجنسی کے لئے کام کرتا تھا۔ یہ نشان ایکریمین مارشل ایجنسی کا خصوصی نشان ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سے مارشل ایجنسی کے ایجنٹوں نے ہی ایس ون چوری کیا ہے"...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مارشل ایجنسی کا نام ذہن میں آتے ہی میرے دماغ کے بند دریچے کھل گئے تھے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ کرنل شفقت مرزا کو ٹرانس میں لینے والا کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے وہ مارشل ایجنسی کا ہی کوئی ایجنٹ ہو گا جس نے کرنل شفقت مرزا کو ٹرانس میں لے کر زیرو بنک سے ایس ون نکلوایا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور وہ مارشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ گارج ہے"۔ عمران نے کہا۔

"گارج"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ مارشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ گارج۔ یہی ایک ایسا ایجنٹ

ہے جو عمل تنویم کا انتہائی ماہر ہے اور اس علم کے استعمال کے بعد اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑتا۔ اس نے کرنل شفقت مرزا کو اپنی ٹرانس میں لیا اور پھر وہ ایس ون کا میٹل باکس لے کر نکل گیا۔ وہ چونکہ میٹل باکس خود لے کر نہیں نکل سکتا تھا اس لئے اس نے ذہانت سے کام لیتے ہوئے پہاڑی علاقے کے غار میں جا کر میٹل باکس سے ایس ون نکال کر اپنے ساتھ لائے ہوئے منی میٹل باکسز میں چھپا دیا۔ اس نے تمام میٹل باکس اس علاقے کے الگ الگ حصوں میں چھپائے اور یہاں سے خالی ہاتھ واپس گیا تھا۔ واپس جانے سے پہلے اس نے ان تمام جگہوں پر مارکنگ کر دی تھی تاکہ بعد میں ان جگہوں کی تلاش میں کوئی مسئلہ نہ ہو جہاں اس نے میٹل باکسز چھپائے تھے۔ اس نے ساری رپورٹ مارشل ڈریلے کو دی اور مارشل ڈریلے نے ایک کے بعد ایک ایجنٹ یہاں بھیجے جو ایک ایک کر کے مختلف ذرائع اور مختلف راستوں سے اس علاقے سے ایک ایک میٹل باکس نکال کر لے گئے۔ علاقے سے میٹل باکس تلاش کرنے اور انہیں وہاں سے نکالنے کا کام نواب حاکم علی اپنے مخصوص آدمیوں سے کراتا تھا اور پھر وہ میٹل باکس اپنے پاس محفوظ کر لیتا تھا۔ اس کے پاس الگ الگ ایجنٹ آتے تھے جن میں چند ایجنٹ اپنی مدد آپ کے تحت میٹل باکس لے کر نکل گئے تھے اور بعض ایجنٹوں کو وہاں سے میٹل باکس سمیت نکالنے کے لئے نواب حاکم علی ہی علاقے کے اسمگلروں سے رابطے کرتا تھا اور ان کے ذریعے

میٹل باکسز اور ایجنٹوں کو پاکیشیا سے باہر بھجواتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اور یہ ساری معلومات آپ کو کہاں سے ملیں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نواب حاکم علی کی حویلی کی تلاشی لیتے ہوئے مجھے اس حویلی کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ ملا تھا۔ اس تہہ خانے میں نواب حاکم علی کے جرائم کے تمام ثبوت موجود تھے۔ نواب حاکم علی اپنے ہر جرم کی فائل بنانے کا عادی تھا۔ مجھے وہاں سے جو فائلیں ملی ہیں ان میں سب کچھ لکھا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو اس فائلوں میں ان ایجنٹوں کے نام بھی ہوں گے جن کے ذریعے میٹل باکسز پاکیشیا سے باہر بھیجے گئے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ان سب کا تعلق بھی مارشل ایجنسی سے ہی ہے"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اور وہ لڑکی جسے آپ نے لفٹ دی تھی کیا وہ بھی مارشل ایجنسی کی ایجنٹ تھی"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے ذریعے آخری میٹل باکس پاکیشیا سے باہر بھجواتا تھا۔ چونکہ نواب حاکم علی اس علاقے کے اہم اسمگلروں کے ذریعے تو میٹل باکسز وہاں سے بجھوا چکا تھا اس لئے وہ یہ کام ان اسمگلروں کی بجائے کسی اور کو سونپنا چاہتا تھا۔ اس کی نظر میں بلیکی ہی ایک

ایسا انسان تھا جو اس کا کام کر سکتا تھا اسی لئے اس نے ایملی کو لاسٹ میٹل باکس کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا تھا تاکہ وہ اپنے ذرائع سے ایملی اور میٹل باکس کو پاکیشیا سے باہر بھجوا سکے اور یہ ایملی اور نواب حاکم علی کی بدقسمتی ہی تھی کہ بلیکی نے میٹل باکس چیک کر لیا اور میٹل باکس میں موجود ریڈ پاؤڈر کو دیکھ لیا۔ اب یہ اتفاق ہی تھا کہ اس نے ریڈ پاؤڈر کو چیک کرانے کے لئے اپنے دوست ٹائیگر کو فون کر دیا۔ اس طرح یہ راز کھل گیا کہ ایس ون کس طرح سے پاکیشیا سے نکالا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بلیکی خود بھی کرمنل ہے۔ اگر اسے پتہ چل گیا تھا کہ میٹل باکس میں ڈرگ نہیں بلکہ کوئی قیمتی دھات ہے تو اس نے خود فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔ وہ چاہتا تو دھات کو عالمی منڈی میں بیچ کر کروڑوں ڈالرز کما سکتا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ شاید یہی کرتا لیکن ایملی سے معلومات حاصل کرتے ہوئے جب وہ اس کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی تو وہ بوکھلا گیا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ایملی کو اس کے پاس نواب حاکم علی نے بھیجا ہے اور وہ جانتا تھا کہ ایملی کی ہلاکت وہ زیادہ دیر نہیں چھپا سکے گا اور اس بات کا جیسے ہی حاکم علی کو پتہ چلے گا وہ اس پر موت بن کر ٹوٹ پڑے گا۔ اسے نواب حاکم علی اور اس کے غنڈوں سے ایک ہی آدمی بچا سکتا تھا جو ٹائیگر تھا اور وہ اسے کوبرا کے نام سے جانتا تھا۔ اسی لئے اس نے دولت کا لالچ چھوڑ کر اپنی مدد کے لئے

ٹائیگر کو اپنے پاس بلا لیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"دس ہزار گرام میں سے اب ہمارے پاس صرف ایک ہزار گرام ایس ون موجود ہے جبکہ نو ہزار گرام ایس ون ایکریمیا پہنچ چکا ہے۔ اب آپ اس کا کیا کریں گے"...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایس ون پاکیشیا کا قیمتی سرمایہ ہے اور یہ پاکیشیا کی امانت ہے جس میں ایکریمیا خیانت نہیں کر سکتا۔ ہمیں ہر حال میں ایس ون واپس لانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میری معلومات کے مطابق مارشل ایجنسی ایکریمیا کی سب سے بڑی اور طاقتور ایجنسی ہے جو انتہائی فعال اور ٹاپ ایجنٹوں پر مشتمل ہے۔ اس ایجنسی کے چیف مارشل ڈریلے کا نام ہی سامنے آیا ہے لیکن وہ کون ہے اور اس ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اس کے بارے میں ہمارے پاس معلومات نہیں ہیں پھر آپ اس ایجنسی کو کہاں اور کیسے تلاش کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اپنے ساتھ نواب حاکم علی کا خصوصی ٹرانسمیٹر اور اس کا سیل فون لے آیا ہوں۔ سیل فون اور ٹرانسمیٹر میں لیبارٹری میں جا کر چیک کروں گا۔ اگر نواب حاکم علی نے سیل فون یا ٹرانسمیٹر پر مارشل ڈریلے سے بات کی ہو گی تو اس کا نمبر یا فریکوئنسی ضرور مل جائے گی پھر میں اس نمبر اور فریکوئنسی کو بنیاد بنا کر کام کروں گا اور سپیشل کمپیوٹر سسٹم سے یہ پتہ لگانے کی کوشش کروں گا کہ مارشل

ڈریلے نے نواب حاکم علی سے کس سیلائٹ سسٹم پر بات کی تھی۔ ایک بار اس سیلائٹ کا پتہ چل گیا جس سے کال کی گئی تھی تو پھر میرے لئے مارشل ڈریلے کی لوکیشن کا پتہ چلانا مشکل نہ ہو گا اور ظاہر ہے جہاں سے مارشل ڈریلے نے کال کی ہو گی وہیں اس کا سیکرٹ ہیڈ کوارٹر ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر سیلائٹ کا پتہ نہ چل سکا تو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر مجھے ایکریمیا جا کر ہی اسے تلاش کرنا پڑے گا۔ مارشل ایجنسی اور اس کے چیف مارشل ڈریلے کا نام ہی میرے لئے کافی ہے۔ مجھے اور میری ٹیم کو جوتیاں تو چٹخانی پڑیں گی لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اس تک ضرور پہنچ جاؤں گا۔ جانے سے پہلے مجھے اگر اس کے ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن کا پتہ چل جائے تو ہمارے لئے اس تک پہنچنا اور آسان ہو جائے گا اور ہم ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے ڈائریکٹ اس مقام پر پہنچنے کی کوشش کریں گے جہاں وہ رہتا ہے یا جہاں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ لیبارٹری میں جا کر اپنا کام کریں تب تک میں ممبران کو بلا کر انہیں مشن کی بریفنگ دے دیتا ہوں تاکہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر آپ کے ساتھ مشن پر جانے کے لئے تیار ہو سکیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا اسی لمحے سامنے میز پر پڑے ہوئے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ نواب حاکم علی کا سیل فون تھا جو عمران اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ عمران نے

ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا اور سکرین کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر کرم داد کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

"یہ کرم داد، نواب حاکم علی کا خاص آدمی ہے۔ ایک منٹ میں اس سے بات کر لوں۔ دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگانے کی بجائے اس کا لاؤڈر آن کر دیا۔

"یس"...... عمران نے نواب حاکم علی کی آواز میں کرخت لہجے میں کہا۔

"کرم داد بول رہا ہوں سرکار"...... دوسری جانب سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کس لئے فون کیا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"حیدر مہمانوں کو لے آیا ہے سرکار"...... کرم داد نے کہا۔

"مہمان"...... عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں سرکار۔ آپ کے ایکریمین مہمان"...... کرم داد نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کہاں ہیں وہ"...... عمران نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے سادہ سے لہجے میں پوچھا۔

"وہ اپنے کمرے میں موجود ہیں سرکار اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ سر ایم آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ جلد سے جلد آ کر ان سے ملیں"...... کرم داد نے کہا۔

"میں اس وقت شہر سے باہر ہوں۔ مجھے آنے میں تھوڑا وقت لگ جائے گا۔ تم ان سے کہو کہ وہ طویل سفر کر کے آئے ہیں اس لئے تھوڑا ریسٹ کر لیں۔ میں شام کو آ کر ان سے مل لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"جو حکم سرکار"...... کرم داد نے کہا۔

"سنو۔ تم ان کے ساتھ ہی رہنا اور جب تک تم ان کے ساتھ ہو تم حویلی میں کسی سے رابطہ نہیں کرو گے۔ حویلی سے کوئی کال بھی آئے تو تم رسیو نہیں کرو گے سمجھے تم۔ تم نے صرف اور صرف میری کال رسیو کرنی ہے اور میرے سوا کسی سے بات نہیں کرنی چاہے تمہارے کسی عزیز کی ہی کال کیوں نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سرکار"...... کرم داد نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"حیدر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ یہیں ہے سرکار۔ بات کراؤں میں آپ کی اس سے"۔ کرم داد نے کہا۔

"ہاں کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"حیدر بول رہا ہوں سرکار"...... چند لمحوں بعد دوسری مردانہ

آواز سنائی دی۔

"حیدر۔ میری بات دھیان سے سنو۔ پاکیشیائی ایجنسیوں کو ہم پر شک ہو گیا ہے اس لئے میں نے فوری طور پر حویلی چھوڑ دی ہے اور دارالحکومت پہنچ گیا ہوں۔ تم کرم داد کو کچھ بتائے بغیر وہاں سے نکلو اور دارالحکومت پہنچ جاؤ۔ میں تمہیں ایک پتہ بتاتا ہوں۔ اس پتے پر پہنچ کر تم میرا نام لینا تو تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ اس کے بعد کیا کرنا ہے یہ میں تمہیں ملنے کے بعد بتاؤں گا"...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سرکار۔ لیکن......" حیدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔

"یہ لیکن ویکن کا وقت نہیں ہے نانسنس۔ سب کچھ چھوڑ کر فوراً نکلو اور جلد سے جلد میرے پاس پہنچ جاؤ۔ اس دوران نہ تم نے کہیں رکنا ہے اور نہ ہی سیل فون پر کسی سے بات کرنی ہے۔ سمجھے تم"...... عمران نے نواب حاکم علی کی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی سرکار۔ آپ مجھے پتہ بتائیں"...... حیدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ایک پتہ بتا دیا۔

"ٹھیک ہے سرکار۔ میں چار سے پانچ گھنٹوں میں پہنچ جاؤں گا"...... حیدر نے کہا۔

"یاد رہے۔ تم اب حویلی کی طرف نہیں جاؤ گے اور ڈائریکٹ

دارالحکومت کی طرف آؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"جو حکم سرکار"...... حیدر نے کہا اور عمران نے کال ختم کر دی۔

"یہ کون مہمان ہیں جو ایکریمیا سے یہاں آئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ایک منٹ"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم"...... عمران نے پوچھا۔

"میں کار میں ہوں باس اور راج گڑھ کی طرف جا رہا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"راج گڑھ کیوں"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"فیروز دادا سے مجھے نواب حاکم علی کے ایک خاص آدمی کا پتہ چلا ہے۔ میٹل باکس اسی نے مختلف مقامات تک پہنچائے تھے۔ اس کا نام حیدر ہے۔ یہ ہاتھ آ گیا تو اس سے سارے کھیل کا پتہ چل جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"حیدر کے ساتھ ایک اور آدمی ہے جس کا نام کرم داد ہے۔ دونوں نواب حاکم علی کے دست راست ہیں۔ حیدر سے زیادہ کرم داد اہم ہے۔ مجھے حیدر اور کرم داد دونوں کی ضرورت ہے"۔ عمران

نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں تلاش کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"انہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری کرم داد اور حیدر دونوں سے بات ہوئی ہے۔ وہ راج گڑھ میں ہی کہیں موجود ہیں اور ان کے ساتھ دو ایکریمین بھی ہیں جو آج ہی راج گڑھ پہنچے ہیں۔ وہ کون ہیں اور یہاں کیا کرنے آئے ہیں اس کے بارے میں حیدر اور کرم داد ہی بتا سکتے ہیں کیونکہ نواب حاکم علی میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ٹائیگر کو صورتحال سے آگاہ کر دیا۔

"تو کیا حیدر دارالحکومت آ رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اسے سپیشل پوائنٹ کا ایڈریس بتایا ہے۔ وہ وہیں آ رہا ہے۔ تم اس سے پہلے پہنچ کر اسے قابو کرو۔ اس سے ہم ایکریمین کے بارے میں بھی معلومات لے سکتے ہیں اور کرم داد تک بھی پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا۔ میں جلد ہی سپیشل پوائنٹ پر پہنچ جاؤں گا۔ حیدر جیسے ہی آئے گا میں اسے قابو کر لوں گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"وہ جیسے ہی آئے اسے لے کر رانا ہاؤس پہنچ جانا۔ اس سے میں خود پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے

اسے چند مزید ہدایات دیں اور رابطہ ختم کر دیا۔

"آپ کے خیال میں کیا حیدر اور کرم داد اس حاکم علی کے تمام جرائم سے واقف ہوں گے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ ان دونوں نے جس انداز میں بات کی ہے اس سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نواب حاکم علی کے رائٹ ہینڈز ہیں اور نواب حاکم علی کے سارے کام وہی کرتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ آنے والے دونوں ایکریمین کا تعلق مارشل ایجنسی سے ہو۔ آخری ایک ہزار گرام ایس ون ہمارے پاس ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اسی کے لئے یہاں آئے ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یہ نہیں لگ رہا کہ وہ دونوں آخری ایک ہزار گرام ایس ون لینے کے لئے یہاں آئے ہوں۔ نو ہزار گرام ایس ون ان تک پہنچ چکا ہے جو ان کی ضرورت کے لئے بہت ہے۔ اگر وہ مارشل ایجنسی کے ایجنٹ ہیں تو پھر ان کے یہاں آنے کا کوئی اور ہی مقصد ہو سکتا ہے"...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اور کیا مقصد باقی رہ جاتا ہے اب ان کا۔ اصل کام تو وہ کر ہی چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"زیرو بنک میں ایس ون کے علاوہ اور بھی بہت کچھ موجود ہے بلیک زیرو۔ وہاں پاکیشیا کے انتہائی اہم فارمولے اور سائنسی

ایجادات موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ گارج نے مارشل ڈریلے کو ان ایجادات اور فارمولوں کے بارے میں بتایا ہو تو مارشل ڈریلے کے دماغ میں یہ کیڑا رینگ گیا ہو کہ جس طرح گارج نے کرنل شفقت مرزا کو اپنی ٹرانس میں لے کر ایس ون حاصل کیا ہے اسی طرح وہ پاکیشیا کے تمام اہم فارمولوں سمیت اہم ایجادات پر بھی قبضہ کر لے یا پھر اس کے دماغ میں زیرو بنک کو تباہ کر کے پاکیشیا کو مفلوج اور بے دست کرنے کا خیال سما گیا ہو۔ گارج نے کرنل شفقت مرزا کا دماغ کھنگالا تھا اور اس کی پورٹ مارشل ڈریلے کو دی ہو گی اور مارشل ڈریلے کے شیطانی دماغ میں کوئی بھی خیال آ سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی اگر مارشل ڈریلے اپنے ایجنٹوں کو بھیج کر زیرو بنک کو تباہ کر دے تو پاکیشیا کی اہم ایجادات اور فارمولے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے اور پاکیشیا سائنسی ترقی میں جس تیزی سے سفر کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے اس کا گراف تیزی سے نیچے آ جائے گا اور سائنسی ترقی میں بہت پیچھے رہ جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی نہیں۔ زیرو بنک میں پاکیشیا کی تمام ایٹمی لیبارٹریوں اور اہم تنصیبات کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔ یہ معلومات اگر ایکریمیا پہنچ گئیں تو سمجھو پاکیشیا کو ایکریمیا کا غلام بننے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگے گی اور اگر ایکریمیا نے یہ معلومات اسرائیل کو

دے دیں تو اسرائیل جو پاکیشیا کا ازلی دشمن ہے پاکیشیا کو مٹانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اس طرح تو حالات واقعی انتہائی سنگین ہو جائیں گے۔ ہمیں زیرو بنک کی حفاظت کے لئے مزید فول پروف انتظامات کرنے پڑیں گے''...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''زیرو بنک کے حفاظتی انتظامات پہلے ہی فول پروف ہیں۔ سب سے بڑا خطرہ کرنل شفقت مرزا کا ہے جس تک گارج رسائی حاصل کر چکا ہے۔ وہ دوبارہ کرنل شفقت مرزا کو اپنی ٹرانس میں لے سکتا ہے۔ اس نے کرنل شفقت مرزا کی مدد سے زیرو بنک تباہ کر دیا تو پاکیشیا بھی زیرو ہو کر رہ جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ کرنل شفقت مرزا کو وہاں سے فوری طور پر ہٹوا دیں۔ ان کی جگہ کسی اور کو چارج دے دیں تاکہ گارج یا مارشل ایجنسی کا کوئی بھی ایجنٹ زیرو بنک تک نہ پہنچ سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی کرنا پڑے گا۔ کرنل شفقت مرزا کی رخصت ہی زیرو بنک کی حفاظت کا باعث بن سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر سلطان سے بات کر لیں۔ وہ خود ہی سارے انتظامات کر دیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے فون اٹھا کر عمران کے سامنے میز پر رکھا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور سر سلطان کے نمبر پریس کرنے لگا۔ ابھی

وہ نمبر پریس کر ہی رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے نواب حاکم علی کے سیل فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور سیل فون اٹھا لیا۔ اس بار سیل فون پر کسی جیدے کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''نواب حاکم علی بول رہا ہوں''...... عمران نے کال بٹن پریس کر کے نواب حاکم علی کے لہجے میں کہا۔

''جیدا بول رہا ہوں نواب صاحب''...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

''بولو۔ کس لئے فون کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا مطلوبہ سامان مل گیا ہے نواب صاحب''...... جیدے نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ جیدے اور سامان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا کیا ملا ہے''...... عمران نے نواب حاکم علی کے انداز میں کہا۔

''وہ سب کچھ جس کی آپ نے مجھے لسٹ فراہم کی تھی البتہ سپیشل ایکس نہیں مل سکے ہیں۔ میں ان کی تلاش میں لگا ہوا ہوں جیسے ہی سپیشل ایکس مل جائیں گے میں آپ کو بتا دوں گا''۔ جیدے نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ سپیشل ایکس کا سنتے ہی اس کے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگنی شروع ہو گئی تھیں۔ سپیشل ایکس انتہائی طاقتور بم تھا جس سے کنکریٹ کی دیواریں اور

پہاڑیوں کو اڑایا جا سکتا تھا۔ اس بم کا نام سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ جیدے نے کس سامان کی بات کی ہے۔

''کب مل جائے گا سپیشل ایکس''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''بہت جلد نواب صاحب۔ میں نے ایک غیر ملکی تنظیم سے بات کی ہے اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ دو تین روز میں سپیشل ایکس مل جائے گا لیکن......'' جیدے نے کہا اور پھر کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن کیا''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی دی ہوئی رقم کم پڑ گئی ہے نواب صاحب۔ مجھے اور رقم چاہئے''...... جیدے نے کہا۔

''کتنی رقم چاہئے تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ نے سارے سامان کے لئے مجھے پچاس لاکھ دیئے تھے۔ پچاس لاکھ میں تو آدھا سامان آیا ہے۔ باقی آدھے سامان اور سپیشل ایکس کے لئے مجھے کم از کم ایک کروڑ اور درکار ہیں''۔ جیدے نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''اس وقت کہاں ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''میں اپنے اڈے پر موجود ہوں جناب''...... جیدے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے جو سامان حاصل کیا ہے اسے لے کر دارالحکومت آ جاؤ۔ میں تمہیں اپنے ایک سپیشل اڈے کا پتہ بتاتا ہوں۔ سارا سامان وہاں پہنچا دو۔ میں بھی وہیں ہوں۔ میں تمہیں

باقی رقم یکمشت ادا کر دیتا ہوں تاکہ تم باقی سامان حاصل کر سکو"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے نواب صاحب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ آپ پتہ بتا دیں میں سامان لے آتا ہوں"...... جیدے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا۔

"یہاں میرے دو خاص نیگرو ساتھی موجود ہیں۔ تم انہیں اپنا نام بتانا تو وہ تم سے سامان وصول کر لیں گے اور تمہیں میرے پاس لے آئیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں پانچ چھ گھنٹوں تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"...... جیدے نے کہا۔

"یہ انتہائی حساس اور اہم معاملہ ہے جیدے۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ تم میرے سوا کسی اور سے رابطہ نہیں کرو گے۔ اگر تمہیں کرم داد یا حیدر کی بھی کال آئے تو تم اسے اٹنڈ نہ کرنا۔ راج گڑھ میں جاسوس ہماری تلاش میں ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے ہی میں یہاں پہنچا ہوں اور تمہیں شاید اس بات کا علم نہ ہو میں نے اپنے آدمیوں سے کہہ کر حویلی میں اپنی ہلاکت کی خبر پھیلا دی ہے تاکہ جاسوسوں کو ڈاج دیا جا سکے۔ تمہیں ایسی کوئی اطلاع ملے تو اس پر دھیان نہ دینا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ اچھا ہوا آپ نے مجھے یہ سب کچھ بتا دیا ورنہ میں کچے کانوں کا مالک ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر بوکھلا جاتا

ہوں"...... جیدے نے کہا۔

"اسی لئے میں نے تمہیں ساری حقیقت بتا دی ہے۔ اب تم سامان لے کر آؤ اور مجھ سے رقم لے جاؤ اور جلد سے جلد باقی سامان حاصل کرو"...... عمران نے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے نواب صاحب۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... جیدے نے کہا تو عمران نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

"یہ سب کیا چکر چل رہا ہے۔ کون ہے یہ جیدا اور اس نے سپیشل ایکس کا نام کیوں لیا تھا اور وہ کس سامان کی بات کر رہا تھا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے اس نے ان دونوں کی ساری باتیں سن لی تھیں۔

"گہرا چکر معلوم ہو رہا ہے۔ سپیشل ایکس بم کا نام سن کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ جیدے نے نواب حاکم علی کے کہنے پر کیا سامان حاصل کیا ہے۔ نواب حاکم علی نے اسے اسلحہ حاصل کرنے کے لئے پچاس لاکھ دیئے تھے اور جیدا مزید ایک کروڑ کی ڈیمانڈ کر رہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلحہ انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہو گا اور سپیشل ایکس بم تو کنکریٹ اور پہاڑی چٹانوں کو اڑانے کے لئے ہوتے ہیں۔ نواب حاکم علی نے یہ بم یقیناً ان ایکریمین مہمانوں کے لئے حاصل کئے ہیں اور ان سب باتوں سے میری اس بات کو

مزید تقویت مل رہی ہے کہ ایکریمینز یقیناً مارشل ایجنسی کے ایجنٹ ہیں جو زیرو بنگ کی تباہی کے لئے یہاں پہنچے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو ان ایکریمینز کو ہمیں جلد سے جلد اپنی گرفت میں لے لینا چاہئے ورنہ وہ زیرو بنگ کو تباہ کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جولیا کو کال کرو اور اس سے کہو کہ وہ ممبران کو لے کر فوری طور پر راج گڑھ پہنچ جائے۔ دونوں ایکریمینز راج گڑھ میں ہی کہیں موجود ہیں۔ یہ حیدر قابو آ جائے تو اس کے ذریعے اس جگہ کا پتہ چل جائے گا جہاں اس نے ایکریمینز کو چھوڑا ہے۔ جیسے ہی اس جگہ کا پتہ چلے گا۔ ہم ممبران کے ذریعے ان پر دھاوا بول دیں گے اور انہیں ہر صورت میں پکڑ لیا جائے گا۔ اگر ان کا تعلق واقعی مارشل ایجنسی سے ہوا تو پھر وہ دونوں ہمارے کام آ سکتے ہیں۔ ہم ان کے ذریعے ایکریمیا پہنچ کر مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچ جائیں گے اور مارشل ذریلے تک بھی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''کرنل شفقت مرزا بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی کرنل شفقت مرزا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا کیونکہ اس کے خیال میں عمران، سر سلطان کو فون کر رہا تھا تاکہ زیرو بنگ سے

کرنل شفقت مرزا کو فوری طور پر ہٹایا جا سکے اور اس کی جگہ کسی اور کو وہاں تعینات کیا جا سکے۔ عمران نے کال ملتے ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے بلیک زیرو نے کرنل شفقت مرزا کی آواز سن لی تھی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ فرمائیں''...... کرنل شفقت مرزا نے کہا۔

''آپ اس وقت کہاں ہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''میں ایک نجی کام کے سلسلے میں دارالحکومت آیا ہوا ہوں عمران صاحب۔ بس اب میں واران واپس جانے ہی لگا تھا کہ آپ کی کال آ گئی''...... کرنل شفقت مرزا نے جواب دیا۔

''نہیں۔ ابھی آپ واران نہ جائیں۔ مجھے آپ سے ابھی اور اسی وقت ملنا ہے۔ آپ بتائیں آپ اس وقت کہاں ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کوئی خاص کام ہے آپ کو مجھ سے''...... کرنل شفقت مرزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بہت اہم کام ہے۔ یہ تو اچھا ہوا ہے کہ آپ دارالحکومت میں ہی موجود ہیں ورنہ مجھے آپ سے ملنے واران وادی میں آنا پڑتا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا ایک عزیز سٹی ہسپتال میں موجود ہے۔ میں

اس کی عیادت کے لئے ہی آیا تھا۔ آپ آ جائیں۔ میں آپ کے انتظار میں یہیں رک جاتا ہوں"...... کرنل شفقت مرزا نے کہا۔

"او کے۔ میں دس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بلیک زیرو کو چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

گارج اپنے کمرے میں انتہائی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ وہ بار بار بے چین نظروں سے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی کی کال کے آنے کا منتظر ہو۔ سامنے میز کے پاس ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جو بڑے اطمینان بھرے انداز میں کافی کا مگ ہاتھ میں لئے گارج کو اس طرح ٹہلتے دیکھ رہی تھی۔

"تمہارے اس طرح ٹہلنے اور بے چین رہنے سے کیا ڈی ون کی کال آ جائے گی"...... لڑکی نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو میں کیا کروں۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے اور وہ ہے کہ رابطہ ہی نہیں کر رہا"...... گارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کرم داد نے کہا تو ہے کہ وہ تھوڑی دیر میں خود یہاں آ جائے گا پھر اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے"...... لڑکی نے

کہا۔

''ہونہہ۔ ہمیں یہاں آئے چار گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا ہے نینسی۔ وہ اب تک نہیں آیا ہے۔ آخر اس کی تھوڑی دیر کتنے گھنٹوں کے برابر ہے''...... گارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کرم داد نے یہ بھی تو بتایا ہے کہ وہ دارالحکومت گیا ہوا ہے اور وہاں سے وہ سیدھا یہاں آئے گا۔ اب یہاں سے دارالحکومت کا راستہ کتنا طویل ہے یہ تو تم بھی جانتے ہو۔ ہمیں بھی یہاں تک پہنچنے میں پانچ گھنٹے لگ گئے تھے''...... نینسی نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے ابھی مجھے اس کے لئے مزید ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا''...... گارج نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''اس سے بھی زیادہ۔ ایک گھنٹے تک تو وہ راج گڑھ پہنچے گا۔ اس کے بعد اسے یہاں بھی آنا ہے اور اگر وہ راستے میں کہیں پھنس گیا تو اسے آنے میں اور بھی وقت لگ سکتا ہے''...... نینسی نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کہاں پھنس سکتا ہے وہ۔ کیوں لگے گا اسے آنے میں وقت''...... گارج نے چونک کر کہا۔

''راستے میں ٹریفک کا مسئلہ تو نہیں ہے لیکن اس کی کار خراب ہو گئی یا اس کی کار کا ٹائر پنکچر ہو گیا تو ظاہر ہے اسے ٹھیک کرنے

میں وقت تو لگے گا ہی''...... نینسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم جب بھی بولتی ہو تمہارے منہ سے منحوس باتیں ہی نکلتی ہیں۔ کبھی تو اچھی باتیں کر لیا کرو''...... گارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کہتے ہیں کہ منہ برا ہو تو بات اچھی کرنی چاہئے لیکن آج تک یہ نہیں سنا کہ منہ اچھا ہو تو کیا کہنا چاہئے''...... نینسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تب بھی منہ سے اچھی ہی بات نکالنی چاہئے۔ اچھے منہ سے نکلی ہوئی بری بات بے حد خطرناک ہوتی ہے''...... گارج نے کہا تو نینسی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تو تم مانتے ہو کہ میں اچھے منہ کی مالکہ ہوں یعنی خوبصورت ہوں''...... نینسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میرے کہنے یا نہ کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ بات تو تمہیں خود بھی معلوم ہو سکتی ہے کہ تم خوبصورت ہو یا پھر......'' گارج نے کہا۔ اس کے چہرے کی بے چینی قدرے دور ہو گئی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور نینسی کی جانب بڑھ آیا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں خود معلوم کر سکتی ہوں، یہی کہنا چاہتے ہو نا تم''...... نینسی نے کہا۔

''ہاں''...... گارج نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’لیکن کیسے‘‘...... نینسی نے پوچھا۔

’’بغیر میک اپ کے کسی آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو جاؤ۔ اگر آئینہ اپنی جگہ سلامت رہے اور تمہیں اپنا عکس نظر آئے تو سمجھ لینا کہ تم بدصورت ہو اور اگر آئینہ تمہارے حسن کی تاب نہ لا کر ٹوٹ جائے تو پھر اس میں کوئی دو رائے نہیں ہوں گی کہ تم واقعی حسین ہو‘‘...... گارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نینسی سے بات کرتے ہوئے وہ خود کو فریش ہوتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ اس کی بات سن کر نینسی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

’’اس کے لئے مجھے آئینہ دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے اپنا حسن تمہاری چمکدار آنکھوں کے آئینے میں جو نظر آ جاتا ہے‘‘۔ نینسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’تب تم خود کو حسین کیسے کہہ سکتی ہو۔ اگر تمہیں دیکھنے کے باوجود میری آنکھیں سلامت رہتی ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ تم......‘‘ گارج نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات کا برا منانے کی بجائے نینسی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ گارج کے کہنے کا مطلب صاف تھا کہ وہ حسین نہیں ہے۔

’’چلو مان لیا کہ میں حسین نہیں ہوں اور میرے حسن کی تاب نہ لا کر تمہاری آنکھوں کے آئینوں پر معمولی سی دراڑ بھی نہیں پڑتی لیکن یہ بتاؤ کہ جب تم مجھے دیکھتے ہو تو تمہاری آنکھوں کی چمک کیوں بڑھ جاتی ہے‘‘...... نینسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میری آنکھوں میں سرچ لائٹیں نصب ہیں جو تیز روشنی میں یہ دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں کہ آخر تم خود کو اتنا خوبصورت کیوں سمجھتی ہو‘‘...... گارج نے ہنستے ہوئے کہا تو نینسی بھی ہنس پڑی۔

’’میں اتنی ہی بدصورت ہوں تو تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو‘‘...... نینسی نے کہا۔

’’اب کیا کروں۔ ضروری تو نہیں کہ ہر حسین کو اس کا ساتھی حسین ہی ملے‘‘...... گارج نے کہا تو نینسی اس زور سے ہنسی کہ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا کافی کا مگ چھلک اٹھا۔

’’مطلب۔ تم خود کو مجھ سے زیادہ حسین سمجھتے ہو‘‘...... نینسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ہاں بالکل۔ میں سمارٹ بھی ہوں اور خوبصورت بھی، بے شمار لڑکیاں میرے ایک اشارے کی منتظر اور تمہارے لئے کون‘‘۔ گارج نے کہا۔

’’تم‘‘...... نینسی نے کہا تو اس بار گارج کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

’’ہاں۔ یہ میرا ہی قصور ہے میں ساری دنیا کی حسین لڑکیاں چھوڑ کر ایک تمہارے پیچھے ہی بھاگتا پھرتا ہوں اور تم ہو کہ مجھے لفٹ ہی نہیں کراتی‘‘...... گارج نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’اسی لئے چیف سے کہہ کر تم مجھے اپنے ہر مشن پر گھسیٹ لاتے ہو‘‘...... نینسی نے کہا تو گارج ایک بار پھر ہنس پڑا۔

’’ایکریمیا میں رہ کر تو میں تم پر نظر رکھ سکتا ہوں لیکن میرے

مشن پر جانے کے بعد تم کیا کرتی ہو۔ کس سے ملتی ہو اس کا مجھے ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے اس لئے میں چیف سے کہہ کر تمہیں اپنے ساتھ ہی لے آتا ہوں تاکہ کوئی دھڑکا تو نہ رہے"...... گارج نے کہا تو نینسی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیہاتی ٹائپ کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ نوجوان کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے تاثرات تھے۔

"کیا ہوا کرم داد۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو"۔ گارج نے اس کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نواب صاحب کو کسی نے قتل کر دیا ہے جناب"...... کرم داد نے کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف گارج بلکہ نینسی بھی بری طرح سے اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کس نے قتل کیا ہے نواب صاحب کو۔ تم نے تو کہا تھا کہ وہ دارالحکومت گئے ہوئے ہیں"...... گارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ دارالحکومت نہیں گئے تھے جناب۔ انہیں حویلی میں ہی قتل کیا گیا ہے۔ ان کی لاش گیسٹ روم میں پڑی ہے"...... کرم داد نے پریشانی اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم نے کچھ دیر پہلے آ کر بتایا تھا کہ نواب صاحب دارالحکومت گئے ہوئے ہیں اور وہ تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ

جائیں گے پھر ان کی لاش حویلی کیسے پہنچ گئی"...... نینسی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"حویلی سے میرا ایک ساتھی آیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ نواب صاحب حویلی سے باہر گئے ہی نہیں تھے۔ دارالحکومت سے ان سے ایک غیر ملکی ملنے آیا تھا جس کا نام جم کارٹر تھا۔ اس کے ساتھ دو سیاہ فام نیگرو بھی تھے۔ نواب صاحب نے جم کارٹر کو گیسٹ روم میں بٹھا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نواب صاحب اس سے ملنے چلے گئے۔ میرے آدمی نے بتایا ہے کہ تھوڑی دیر بعد حویلی میں ہر طرف عجیب سی گیس پھیل گئی تھی جس سے نہ صرف وہ بلکہ حویلی کے تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے۔ جب انہیں ہوش آیا تو غیر ملکی اور اس کے نیگرو ساتھی وہاں نہیں تھے۔ میرا ساتھی نواب صاحب کو دیکھنے گیسٹ روم میں گیا تو وہاں نواب صاحب اور ہمارے تین ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا"...... کرم داد نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اگر نواب صاحب کو حویلی میں قتل کیا گیا تھا تو پھر تمہیں کال کس نے کی تھی"...... گارج نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس بات پر میں خود بھی حیران ہوں جناب۔ میں اس آواز کو بخوبی پہچانتا ہوں۔ وہ نواب صاحب کی ہی آواز تھی۔ مگر......" کرم داد نے خوف اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ جب نے نواب حاکم علی سے فون پر بات کی تھی تو اس وقت اس کی لاش حویلی میں ہی موجود تھی"۔ نینسی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میرے فون کرنے سے پہلے نواب صاحب کو ہلاک کر دیا گیا تھا"...... کرم داد نے جواب دیا۔

"تم نے نواب حاکم علی سے اسی کے نمبر پر بات کی تھی یا کسی اور نمبر پر"...... گارج نے پوچھا۔

"میں نے نواب صاحب کے نمبر پر ہی کال کی تھی"...... کرم داد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم باہر جاؤ۔ میں اور نینسی ایک دوسرے سے بات کر لیں پھر میں تمہیں بلا لوں گا"...... گارج نے کہا تو کرم داد نے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں سلام کرتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"ہونہہ۔ یہ کیا چکر ہے۔ اگر نواب حاکم علی ہلاک ہو چکا ہے تو پھر اس کی آواز میں کرم داد سے کون بات کر سکتا ہے"...... گارج نے کرم داد کے باہر جانے کے بعد ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ کام ایک ہی آدمی کا ہو سکتا ہے"...... نینسی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کس کا"...... گارج نے چونک کر پوچھا۔

"کرم داد نے بتایا ہے کہ ایک غیر ملکی جم کارٹر نواب حاکم علی سے ملنے آیا تھا اور اس کے ساتھ دو سیاہ فام باڈی گارڈ بھی تھے۔

جہاں تک مجھے یاد ہے پاکیشیا میں ایک ہی ایسا انسان ہے جس کے دو طاقتور سیاہ فام ساتھی ہیں۔ وہ عمران ہے اور عمران کی ہی ایسی خاصیت ہے کہ وہ دوسروں کی آوازوں کی ہو بہو نقل کر سکتا ہے"۔ نینسی نے کہا تو گارج بری طرح سے اچھل پڑا۔

"علی عمران"...... گارج نے کہا۔

"ہاں۔ اس نے نواب حاکم علی کو ٹریپ کیا ہو گا اور اس کا سیل فون اپنے ساتھ لے گیا ہو گا پھر جب کرم داد نے اسے فون کیا تو عمران نے ہی اس سے نواب حاکم علی کی آواز میں بات کی ہو گی"...... نینسی نے کہا۔

"اوہ۔ تو عمران، نواب حاکم علی تک پہنچ گیا ہے"...... گارج نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس نے یقیناً نواب حاکم علی کی زبان کھلوا لی ہو گی۔ اب ہمیں فوری طور پر یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے کیونکہ عمران کو نواب حاکم علی نے یقیناً ہماری آمد کا بھی بتا دیا ہو گا"...... نینسی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نواب حاکم علی کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ مر تو سکتا ہے لیکن وہ زبان نہیں کھول سکتا"...... گارج نے کہا۔

"یہ مت بھولو کہ اس کی زبان کھلوانے کے لئے عمران نے کوشش کی ہو گی اور عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پتھروں کو بھی بول پڑنے پر مجبور کر سکتا ہے"...... نینسی نے منہ بنا کر کہا۔

''نواب حاکم علی مارشل ایجنسی کا نمائندہ ہے اور مارشل ڈریلے نے اس کا مائنڈ اسکین کر کے اس کے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپا دیا تھا۔ مارشل ایجنسی کے تمام ایجنٹوں کے مائنڈ اسکین کر کے ان کے دماغوں میں ایسی فیڈنگ کر دی گئی ہے کہ اگر ان کی زبان کھلوانے کی کوشش کی جائے یا وہ مارشل ایجنسی کا کوئی راز فاش کرنے کی کوشش کرے تو اس ایجنٹ کا مائنڈ لاکڈ ہو جاتا ہے اور وہ غیر ارادی طور پر دانتوں میں چھپا ہوا کیپسول نکال کر چبا جاتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ عمران کوشش کے باوجود نواب حاکم علی کی زبان نہیں کھلوا سکا ہو گا''...... گارج نے کہا۔

''لیکن اس نے کرم داد سے نواب حاکم علی کی آواز میں بات تو کی ہے اور کرم داد نے بتایا تھا کہ نواب حاکم علی نے حیدر سے بھی بات کی تھی۔ اس نے حیدر کو فوری طور پر دارالحکومت بلایا تھا۔ حیدر بھی تو ہمارے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ اگر وہ عمران کے قابو میں آ گیا تو عمران اس کی مدد سے یہاں پہنچ سکتا ہے''۔ نینسی نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ واقعی ہمارے لئے حیدر خطرے کا باعث بن سکتا ہے''...... گارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''حیدر اور کرم داد، نواب حاکم علی کے خاص آدمی ہیں۔ ان کا مارشل ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ان کے مائنڈ اسکین کر کے ان کے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپائے گئے ہیں کہ

اگر عمران ان پر تشدد کرے اور ان کی زبان کھلوانے کی کوشش کرے تو وہ پروگرامڈ میموری کے تحت خود بخود دانتوں میں چھپے ہوئے زہریلے کیپسول چبا لیں''...... نینسی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ حیدر کی مدد سے عمران واقعی یہاں تک پہنچ سکتا ہے گو کہ حیدر کو ہمارے اصل نام نہیں معلوم لیکن عمران یا اس کا کوئی ساتھی ہماری چیکنگ کے لئے یہاں ضرور آ سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے''...... گارج نے کہا۔

''ہم یہاں سے نکل تو جائیں گے لیکن اس سامان کا کیا ہو گا جو ہم نے نواب حاکم علی سے منگوایا تھا''...... نینسی نے پوچھا۔

''سامان ہم کہیں اور سے حاصل کر لیں گے فی الحال ہمیں خود کو عمران کی نظروں میں آنے سے بچانا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اب مشن پر کام کرنے کے لئے بھی فاسٹ ہونا پڑے گا۔ ایسا نہ ہو کہ عمران کرنل شفقت مرزا تک پہنچ جائے اور اسے اس بات کا بھی علم ہو جائے کہ کرنل شفقت مرزا کو پینا ٹائزڈ کیا گیا تھا اور اس کی مدد سے ہم وہاں سے ایس ون نکالنے میں کامیاب ہوئے تھے''...... گارج نے کہا۔

''تو پھر چلو۔ دیر کیوں کر رہے ہو۔ کیا ہم تب نکلیں گے جب یہاں عمران یا اس کا کوئی ساتھی پہنچ جائے گا''...... نینسی نے کہا۔

''ہاں چلو۔ اپنا سامان اٹھاؤ اور چلو''...... گارج نے کہا۔

''کرم داد کا کیا کرنا ہے''...... نینسی نے پوچھا۔

"یہ حیدر سے زیادہ ہمارے بارے میں جانتا ہے۔ اسے آف کرنا ہوگا"...... گارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا کر اسے آف کرو تب تک میں سامان سمیٹ لیتی ہوں"...... نینسی نے کہا تو گارج نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

دو بڑی جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑی راستوں پر دوڑ رہی تھیں۔ اگلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا جس کی سائیڈ سیٹ پر جولیا تھا جبکہ عقبی سیٹوں پر، صالحہ، کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے۔ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ صدیقی کے ہاتھ میں تھی اور اس کے ساتھ فور سٹارز کے باقی ممبران موجود تھے۔

چیف نے انہیں دانش منزل بلا کر بریفنگ دی تھی اور انہیں فوری طور پر واران پہاڑیوں کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ چیف نے انہیں بتایا تھا کہ ان پہاڑیوں میں موجود زیرو بنک خطرے میں ہے۔ ایکریمیا کی ایک ایجنسی کے دو ایجنٹ یہاں پہنچے ہوئے ہیں جو زیرو بنک کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ گو کہ زیرو بنک کی حفاظت کے فول پروف انتظامات ہیں لیکن اس کے باوجود مارشل ایجنسی کے ایجنٹ ان انتظامات کو ختم کر کے وہاں سے ایجادات اور فارمولے چوری کر سکتے ہیں یا پھر زیرو بنک کو تباہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے

ان ایجنٹوں سے زیرو بنک کو بچانے کے لئے انہیں وہاں بھیجا جا رہا ہے۔ ان کی ڈیوٹی نہ صرف زیرو بنک کی حفاظت تھی بلکہ ان دو ایکریمین ایجنٹوں کو گرفت میں بھی لینا تھا۔ چیف کے کہنے کے مطابق ان ایجنٹوں میں ایک گارج تھا اور یہ وہی ایجنٹ تھا جس نے زیرو بنک کے سیکورٹی انچارج کرنل شفقت مرزا کو ٹرانس میں لے کر ٹاپ سیکرٹ لاکر سے ایس ون نکلوایا تھا اور اسے لے کر غائب ہو گیا تھا اور پھر اس نے ذہانت سے کام لیتے ہوئے ایس ون منی میٹل باکسز میں چھپا دیا اور اس کے بعد میٹل باکسز اسمگلروں کے ذریعے پاکیشیا سے ایکریمیا اسمگل کرا دیئے۔ اب وہ کس مقصد کے لئے یہاں آیا تھا یہ معلوم کرنا ضروری تھا اور زیادہ امکان اسی بات کا تھا کہ گارج اپنی کسی ساتھی لڑکی کے ساتھ زیرو بنک کو تباہ کرنے ہی پہنچا ہے۔

چیف نے انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ عمران نے کرنل شفقت مرزا کو زیرو بنک جانے سے روک دیا ہے اور وہ ان سے پہلے ہی کرنل شفقت مرزا کے میک اپ میں زیرو بنک پہنچ چکا ہے تاکہ گارج اور اس کی ساتھی لڑکی زیرو بنک آنے کی کوشش کریں تو وہ انہیں روک سکے لیکن وہاں اسے ان کی بھی ضرورت پڑ سکتی تھی اس لئے چیف نے انہیں فوری طور پر تیار ہو کر واران وادی کی طرف روانہ کر دیا تھا اور اب وہ واران وادی کے قریب ہی تھے۔

''ہم پہنچ چکے ہیں۔ یہاں پہاڑیوں میں کرنل شفقت مرزا کے

ساتھیوں نے پوزیشنیں لے رکھی ہوں گی۔ وہ ہمیں روکنے کی کوشش کر سکتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں عمران صاحب کو کال کر کے اپنی آمد کا بتا دینا چاہئے تاکہ ہمیں آگے بڑھنے سے نہ روکا جائے''...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کر لیتی ہوں اس سے بات''...... جولیا نے کہا۔ اس نے اپنی ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور اسے گھما کر سوئیاں ایڈجسٹ کرنے لگی۔ عمران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ ہوتے ہی اس نے کال دینی شروع کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ جولیا کالنگ۔ عمران کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور''...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ جولیا، عمران کو مسلسل کال دے رہی تھی لیکن عمران اس کی کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔

''ہیلو۔ عمران۔ کیا تم میری آواز سن سکتے ہو۔ ہیلو۔ اوور''۔ جولیا نے ایک بار پھر کہا لیکن جواب میں عمران کی آواز سنائی نہ دی۔

''کیا بات ہے۔ عمران صاحب آپ کی کال رسیو کیوں نہیں کر رہے''...... صفدر نے کہا۔

''معلوم نہیں''...... جولیا نے کہا اور وہ مسلسل عمران کو اسی طرح کال دیتی رہی لیکن عمران نے نہ اس کی کال رسیو کی اور نہ ہی جواب دیا۔

"شاید وہ کہیں مصروف ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن اب ہم آگے کیسے جائیں گے۔ وادی واران یہاں سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اگر ہمیں روک لیا گیا تو"...... پیچھے بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

"چیف نے کہا تھا کہ ہم وادی واران کے قریب پہنچ کر عمران صاحب کو کال کر لیں تو وہ ہمیں یا تو خود لینے آ جائیں گے یا پھر کسی کو بھیج دیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن اب وہ مس جولیا کی کال ہی رسیو نہیں کر رہا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"کہا تو ہے کہ وہ کہیں مصروف ہو گا"...... جولیا نے تنویر کی بات سن کر منہ بنا کر کہا۔

"کیا اسے چیف نے نہیں بتایا ہے کہ ہم یہاں آ رہے ہیں"۔ تنویر نے اسی انداز میں کہا۔

"بتایا ہو گا۔ کیوں نہیں بتایا ہو گا۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ زیرو بنک کے اندر ہوں اور وہاں ٹرانسمیٹر کے سگنل نہ آ رہے ہوں۔ اسی لئے عمران صاحب جواب نہیں دے رہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر ان کے سیل فون پر کال کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سیل فون کے سگنل کام کر رہے ہوں"...... صالحہ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں سیل فون پر ٹرائی کر لیتی ہوں" جولیا

نے کہا اور اس نے ڈیش بورڈ پر رکھا ہوا اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اسے گود میں رکھ کر کھولنے لگی۔ بیگ سے اس نے اپنا سیل فون نکالا اور ابھی وہ سیل فون آن کر کے اس پر عمران کے نمبر پریس کرنے ہی لگی تھی کہ صفدر نے جیپ کو بریک لگا دیئے۔ بریک لگنے سے جیپ کو ایک جھٹکا لگا اور رک گئی۔

جیپ کی دونوں سائیڈوں پر پہاڑیاں تھیں اور ایک پتلی سی سڑک اس کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ صفدر نے جہاں جیپ روکی تھی وہاں سامنے کچھ فاصلے پر دو بڑے بڑے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔ ڈرم سڑک کے درمیان میں تھے اور وہاں اتنی جگہ نہیں تھی کہ صفدر جیپ سائیڈوں سے نکال کر لے جاتا۔

"راستہ بند ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم وادی واران کی حدود میں آ گئے ہیں۔ اب ہمیں یہیں رکنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔ اسی لمحے سائیڈ کی پہاڑی کی ایک چٹان کے پیچھے سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان نکلا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی اور اس نے رینجرز کی وردی پہن رکھی تھی۔ دوسرے لمحے انہوں نے دونوں پہاڑیوں کی چٹانوں کے پیچھے ایسے ہی رینجرز کی وردی میں ملبوس افراد کو نکلتے دیکھا جو مشین گنوں سے انہیں اپنی زد پر لئے ہوئے تھے۔

"تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور جیپوں سے نکل کر باہر آ جاؤ۔ فوراً"...... نیچے موجود چٹان کے پاس کھڑے آدمی نے چیختے

ہوئے کہا۔ صفدر نے جولیا کی طرف دیکھا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر نے جیپ کا انجن بند کیا اور پھر وہ ہاتھ اوپر اٹھا کر جیپ سے باہر آ گیا۔ جولیا اور اس کے باقی ساتھی بھی اپنے ہاتھ اٹھا کر جیپ سے اچھل کر نیچے آ گئے۔ پیچھے آنے والی صدیقی کی جیپ بھی رک گئی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو جیپوں سے اترتے دیکھ کر وہ بھی جیپ سے نکل آئے۔

"اپنی شناخت کراؤ"...... اس آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور ہمیں یہاں کرنل شفقت مرزا نے بلایا ہے"...... جولیا نے کہا تو وہ آدمی چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا آپ کا نام مس جولیا ہے"...... اس آدمی نے یکلخت ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس کی مشین گن نیچے ہو گئی تھی۔

"ہاں۔ میں ڈپٹی چیف ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں آپ کے بارے میں احکامات مل چکے ہیں۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو کرنل صاحب کے پاس پہنچا دیتا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں یہاں کا گروپ کیپٹن ہوں اور میرا نام کیپٹن شوکت ہے"...... نوجوان نے کہا۔

"اوکے۔ ہمیں کہاں جانا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"مجھے آپ سب کو سیکرٹ وے سے زیرو بنک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے"...... کیپٹن شوکت نے کہا۔

"کیا ہم جیپوں میں سوار ہو جائیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہمیں پیدل جانا ہے۔ جیپیں میرے ساتھی محفوظ مقام تک خود پہنچا دیں گے"...... کیپٹن شوکت نے کہا۔

"اور ہمارا سامان"...... صدیقی نے کہا۔

"زیرو بنک میں کسی بھی قسم کا سامان لے جانا منع ہے لیکن آپ فکر نہ کریں۔ اجازت ملنے پر آپ کی ایک ایک چیز آپ تک پہنچا دی جائے گی"...... کیپٹن شوکت نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیپٹن شوکت نے اشارہ کیا تو ایک پہاڑی سے دو مسلح افراد اتر کر نیچے آ گئے۔ کیپٹن شوکت انہیں جیپیں وہاں سے لے جانے کی ہدایات دینے لگا تو اس کے ساتھی ان کی جیپوں کی طرف بڑھ گئے۔

"آپ آئیں"...... اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے کے بعد کیپٹن شوکت نے ان سے مخاطب ہو کر کہا اور ایک طرف بڑھ گیا۔ جولیا نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب کیپٹن شوکت کے پیچھے چل پڑے۔ کیپٹن شوکت انہیں دائیں طرف موجود پہاڑی راستے سے گھما کر پہاڑی کے عقب میں لے آیا۔ سامنے طویل میدان تھا جہاں آگے پھر طویل پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

سارا میدان بڑی اور گھنی جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک بڑی سی چٹان تھی جو شاید اس پہاڑی سے لڑھک کر گر گئی تھی جس کے پیچھے سے نکل کر وہ سب اس طرف آئے تھے۔ کیپٹن شوکت اسی چٹان کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ چٹان کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ وہ چونکہ ان سب سے آگے تھا اس لئے اس نے چٹان کے پاس پہنچ کر نجانے کیا کیا کہ اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ جیسی آواز کے ساتھ چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھلتی چلی گئی۔

''آئیں''...... کیپٹن شوکت نے کہا تو وہ سب آگے بڑھے۔ انہوں نے دیکھا کہ چٹان کے نیچے سیڑھیاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیڑھیاں کافی کھلی تھیں۔ ایک ساتھ چار افراد نیچے جا سکتے تھے۔ نیچے خاموشی اور تاریکی تھی۔

''پہلے آپ چلیں نیچے''...... جولیا نے کہا تو کیپٹن شوکت نے اثبات میں سر ہلایا اور سیڑھیاں اترنے لگا۔ جولیا نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ بھی نیچے اترنے لگے۔ سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آئے ہی تھے کہ اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ان کے پیچھے چٹان بند ہوتی چلی گئی۔ چٹان بند ہوتے ہی ہر طرف گھپ اندھیرا پھیل گیا۔

''یہ کیا۔ یہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں ہے کیا''...... جولیا نے کہا لیکن کیپٹن شوکت نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''کیپٹن شوکت۔ میں آپ سے پوچھ رہی ہوں''...... جولیا نے

ایک مرتبہ پھر کیپٹن شوکت سے مخاطب ہو کر پوچھا لیکن جواب ندارد۔

''کیا بات ہے کیپٹن شوکت۔ آپ جواب کیوں نہیں دے رہے''...... صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''وہ یہاں ہو گا تو جواب دے گا''...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب''...... جولیا اور صفدر نے ایک ساتھ چونک کر کہا۔ اسی لمحے وہاں تیز روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی سیل فون کی ٹارچوں کی تھی جنہیں ان سب نے آن کیا تھا۔ روشنی میں سیڑھیاں مزید چند قدم نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں اور نیچے ایک ہال جیسا بڑا کمرہ دکھائی دے رہا تھا جو ہر قسم کے سامان سے عاری تھا وہاں بھی کیپٹن شوکت دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کمرے کے چاروں طرف ٹھوس دیواریں تھیں جہاں دروازے نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''مطلب یہ کہ کیپٹن شوکت ہمیں یہاں پھنسا کر خود نکل گیا ہے''...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیسے نکل گیا ہے۔ یہاں تو چاروں طرف ٹھوس دیواریں ہیں۔ نہ کوئی کھڑکی اور نہ روشن دان۔ کیا وہ جادو کے زور سے غائب ہوا ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ یہاں بظاہر باہر جانے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... صفدر نے ٹارچ کی روشنی ٹھوس

دیواروں پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ ان ٹھوس دیواروں میں تو معمولی سا رخنہ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ پھر وہ یہاں سے کیسے نکل سکتا ہے اور کیوں۔ وہ تو ہمیں کرنل شفقت مرزا کے پاس لے جا رہا تھا پھر اس نے ہمیں اس بنکر میں لا کر کیوں چھوڑ دیا ہے"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مقصد ہمیں یہاں قید کرنا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے اور یہ کام ظاہر ہے ہمارے کسی دوست کا تو نہیں ہو سکتا"...... صدیقی نے کہا۔

"تو کیا وہ ہمارا دشمن تھا"...... خاور نے کہا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کیپٹن شوکت کے میک اپ میں وہی ایجنٹ ہو جس کے خلاف ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ کوئی ایجنٹ اس طرح ہمارے رینجرز کی جگہ کیسے لے سکتا ہے۔ وہ اکیلا نہیں تھا۔ پہاڑی پر دس بارہ مسلح رینجرز موجود تھے"...... خاور نے کہا۔ اسی طرح یہاں ہر طرف رینجرز چھپے ہوئے ہیں جن کی نظروں سے بچ کر کوئی اس طرف نہیں آ سکتا پھر کوئی آدمی کیپٹن شوکت کی جگہ کیسے لے سکتا ہے"...... خاور نے کہا۔

"کسی نے تو لی ہے ورنہ کیپٹن شوکت کو ہمیں اس طرح یہاں لا

نے کی کیا ضرورت تھی"...... نعمانی نے منہ بنا کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ پہاڑی پر موجود افراد بھی اسی کے ساتھی ہوں"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ان علاقوں کی خصوصی طور پر سیٹلائٹ سسٹم سے نگرانی کی جاتی ہے۔ اس طرف آنے والے عام جانور کا بھی مانیٹرنگ روم میں پتہ چل جاتا ہے۔ پھر مجرموں کا اس طرف آنا۔ کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کی جگہ لینا اس کے لئے آسان کیسے ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر آپ ہی بتائیں کہ اگر کیپٹن شوکت اصلی آدمی ہے تو وہ خود کیوں غائب ہو گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ یقیناً مجرموں کا ساتھی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر ہمیں یہاں قید کر دیا ہے تاکہ ہم زیرو بنک تک نہ پہنچ سکیں"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن اگر اس آدمی کا تعلق غیر ملکی ایجنٹوں سے ہے تو پھر اسے اس خفیہ جگہ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا اور ایسی جگہ۔ یہاں بنائی ہی کیوں گئی تھی"...... صالحہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ حیرت کی بات ہے۔ جس طرح کیپٹن شوکت ہمیں یہاں لایا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ اس علاقے کو بخوبی

جانتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم اس وقت وادی واران سے دو کلو میٹر دور ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تم نے پہلے بھی بتائی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''چیف نے ہمیں بریفنگ دیتے ہوئے کہا تھا کہ زیرو بنک کی سیکورٹی ہاف کلو میٹر کے دائرے تک محدود ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھی دو کلو میٹر دور کیا کر رہے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھی کرنل شفقت مرزا کی فورس نہیں ہے اور نہ ہی ان کا تعلق زیرو بنک کی سیکورٹی سے ہے''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور شاید یہ بھی زیرو بنک جانے کے لئے آئے ہیں۔ ہمیں دیکھ کر رک گئے۔ ہم سے غلطی ہوئی جو ہم نے انہیں بتا دیا کہ ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس میں غلطی والی کون سی بات ہے۔ ظاہر ہے ہم انہیں رینجرز کے افراد سمجھے تھے اور اگر ہم انہیں اپنا تعارف نہ کراتے تو وہ ہمیں ویسے ہی آگے نہ جانے دیتے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہمیں یہ سوچ لینا چاہئے تھا کہ ہم ابھی وادی واران نہیں پہنچے ہیں۔ ہم نے اس کی باتوں پر یقین کر لیا اور اندھوں کی طرح منہ

اٹھائے اس کے ساتھ یہاں چلے آئے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اب ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہوگا ورنہ وہ ہمارے روپ میں آگے چلے جائیں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہمارے روپ میں۔ کیا مطلب''...... چوہان نے چونک کر کہا۔

''انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اب وہ لباس بدل کر اور ہمارے میک اپ کر کے آگے جائیں گے تو انہیں کون روکے گا۔ وہ سیکورٹی پر مامور افراد کو اپنا یہی تعارف کرائیں گے کہ ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''عمران صاحب وہاں ہیں۔ وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان لیں گے کہ ان میں ہم نہیں ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اگر عمران صاحب وہاں نہ ہوئے تو''...... صالحہ نے کہا تو اس کی بات سن کر ان سب کے چہروں پر تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''پھر ہمیں واقعی جلد سے جلد یہاں سے نکل کر انہیں روکنا چاہئے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ چاروں طرف ٹھوس دیواریں ہیں''...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شوکت بھی تو نیچے آ کر کہیں نہ کہیں سے نکلا ہے۔ یہاں یقیناً کوئی خفیہ راستہ ہو گا۔ ہمیں وہ راستہ تلاش کرنا ہے اور بس۔ پھر ہمارا کام بن جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو جلدی کرو اور ساری دیواریں ٹھونک بجا کر چیک کرو"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے دیواروں کی طرف بڑھ گئے اور انہیں ٹھونک بجا کر چیک کرنے لگے۔

"حیرت ہے۔ یہاں تو کسی دیوار میں کھوکھلا پن موجود نہیں ہے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہو کہ دوسری طرف کوئی راستہ موجود ہے"...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تو پھر کیپٹن شوکت یہاں سے کیسے نکلا تھا"...... صالحہ نے پوچھا۔

"زمین چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ زمین میں کوئی خفیہ راستہ بنایا گیا ہو"...... جولیا نے کہا تو وہ سب زمین چیک کرنے لگے۔ انہوں نے زمین کا ایک ایک چپہ چیک کر لیا لیکن دیواروں کی طرح زمین بھی انتہائی ٹھوس تھی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیپٹن شوکت جادوگر تو تھا نہیں کہ اس نے منتر پڑھا ہو اور غائب ہو گیا ہو۔ وہ ہمارے سامنے نیچے آیا تھا۔ اس نے تاریکی کا فائدہ اٹھایا اور یہاں سے نکل گیا۔ لیکن کہاں سے"...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"میں خود بھی حیران ہو رہا ہوں۔ دیواریں اور زمین اس قدر

ٹھوس ہیں اور ان میں معمولی سا بھی رخنہ نہیں ہے پھر کیپٹن شوکت کا یہاں سے غائب ہونا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا"...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظریں دیوار کے ایک کونے پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے اسے چونکتے دیکھ کر پوچھا۔

"ایک منٹ"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے دیوار کے اس کونے کی طرف بڑھا لیکن ابھی وہ چند قدم ہی بڑھا ہو گا کہ اچانک اس کی ناک میں ناگوار بو کا بھبکا سا ٹکرایا۔ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے فوراً سانس روکنے کی کوشش کی لیکن دیر ہو چکی تھی۔ بو کا اثر اس کے دماغ تک پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ لہرایا اور ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت تاریکی چھا گئی تھی۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے اپنے ساتھیوں کے بھی گرنے کی آوازیں سنی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کون تھے یہ لوگ اور تم انہیں کہاں چھوڑ آئے ہو"...... کیپٹن شوکت کو واپس آتے دیکھ کر چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی رینجرز کی وردی میں ملبوس ایک لڑکی نے اس کی سامنے آتے ہوئے کہا۔

"وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان تھے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہمارا ان سے یہیں سامنا ہو گیا۔ اگر وہ آگے بڑھ جاتے تو ان کا اور ہمارا ٹکراؤ یقینی تھا"...... کیپٹن شوکت نے کہا۔

"وہ سب تمہیں تیز نظروں سے گھور رہے تھے۔ کیا انہیں تم پر شک نہیں ہوا"...... لڑکی نے کہا تو کیپٹن شوکت ہنس پڑا۔

"اگر انہیں مجھ پر شک ہو جاتا تو پھر مجھ میں اور ان میں کیا فرق رہ جاتا۔ میرا تعلق مارشل ایجنسی سے ہے اور میں مارشل ایجنسی کا سپریم ایجنٹ ہوں۔ ایکریمیا میں مجھے میک اپ کا ماسٹر کہا جاتا ہے۔ میرا وہ میک اپ کس کام کا جو چیک ہو جائے"...... کیپٹن شوکت نے کہا جو گارج تھا اور اس نے کیپٹن شوکت کا میک اپ کر

رکھا تھا اور اس کے ساتھ لڑکی اس کی ساتھی نینسی تھی جو ایکریمیا میں بلیک فیری کہلاتی تھی۔

گارج نے عمران کی آمد کے خدشے کے پیش نظر فوری طور پر نواب حاکم علی کی دی ہوئی رہائش گاہ چھوڑ دی تھی۔ اس نے ذاتی طور پر راج گڑھ میں موجود ایک گروپ ہائر کیا تھا۔ اس گروپ کو فاسٹ گروپ کہا جاتا تھا جس کا باس جیگر تھا۔ جیگر نے بھاری معاوضے کے بدلے اسے دس مسلح آدمیوں کا گروپ فراہم کر دیا تھا بلکہ اسے ایک رہائش گاہ بھی فراہم کر دی تھی۔ گارج نے فوری طور پر نینسی کے ساتھ جا کر وادی واران کا جائزہ لیا تھا۔ اس نے فون پر کرنل شفقت مرزا سے بھی متعدد بار رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا کرنل شفقت مرزا سے رابطہ نہ ہوا تھا اور اسے چونکہ خدشہ تھا کہ عمران اگر نواب حاکم علی تک پہنچ سکتا ہے تو پھر اس سے کرنل شفقت مرزا کو ٹرانس میں لینے والی بات بھی نہیں چھپ سکے گی اور عمران کرنل شفقت مرزا کو منظر سے ہٹا دے گا تاکہ گارج اسے دوبارہ ٹرانس میں نہ لے سکے۔ اس لئے گارج نے اس بار کرنل شفقت مرزا کی جگہ اس کے گروپ انچارج، کیپٹن شوکت کو ہاتھ میں لینے کا منصوبہ بنایا تھا۔ گارج کو کیپٹن شوکت کے بارے میں بھی کرنل شفقت مرزا سے ہی معلومات ملی تھیں۔ اس نے جیگر کی مدد سے کیپٹن شوکت کے بارے میں تمام معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے کیپٹن شوکت کے سیل فون کا نمبر حاصل کر لیا۔ کیپٹن

شوکت ان دنوں چھٹی پر تھا اور اگلے ہی روز وہ وادی واران پہنچ کر اپنا چارج دوبارہ حاصل کرنے والا تھا۔ اس کے ساتھ دس افراد تھے جو زیرو بنک کی حفاظت کے لئے اس کے دستے میں خصوصی طور پر شامل ہوئے تھے۔ گارج کی اطلاع کے مطابق کیپٹن شوکت ان دس افراد کے ساتھ وادی واران جا رہا تھا۔ گارج نے فوری طور پر اپنا گروپ تیار کیا اور اس نے وادی واران میں پکٹنگ کر لی تاکہ وہ کیپٹن شوکت کا راستہ روک سکے اور پھر جیسے ہی کیپٹن شوکت اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ وادی واران پہنچنے کے لئے اس راستے پر آیا۔ گارج اور اس کے ساتھیوں نے ان کا راستہ روک کر ان پر شدید انداز میں حملہ کر دیا۔ ان کا حملہ اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھا کہ کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا اور گارج اور اس کے ساتھی ان پر حاوی ہو گئے تھے۔

گارج نے کیپٹن شوکت کو چھوڑ کر باقی تمام افراد کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں پہاڑی غاروں میں چھپا دی تھیں اور پھر اس نے کیپٹن شوکت کو جسے بے ہوش کر دیا گیا تھا باندھا اور اسے ہوش میں لا کر اپنی ٹرانس میں لیا اور اس سے اپنے مطلب کی تمام باتیں اگلوا لیں۔ وہ چاہتا تو زیرو بنک کو تباہ کرنے کے لئے کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کو بھی استعمال کر سکتا تھا لیکن زیرو بنک کو وہ خود تباہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے کیپٹن شوکت کا میک اپ کیا اور اس کا لباس پہن لیا۔ اسی طرح اس نے اپنے ساتھیوں کو

بھی کیپٹن شوکت کے ساتھ آئے ہوئے افراد کے لباس پہنائے اور ان کا بھی میک اپ کر دیا۔

وہ کیپٹن شوکت اور اس کے گروپ کے توسط سے زیرو بنک میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ جس بنکر میں اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو قید کیا تھا اس بنکر کے بارے میں بھی اسے پچھلی بار کرنل شفقت مرزا سے ہی معلوم ہوا تھا۔ یہ بنکر عارضی طور بنایا گیا تھا۔ زیرو بنک کی تعمیر کے وقت شہر سے آنے والا سامان اور مشینری عارضی طور پر اسی بنکر میں رکھی جاتی تھی۔ وہاں ایسے دس بنکر موجود تھے۔ زیرو بنک کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد ان بنکرز کو ختم کر دیا گیا تھا البتہ وہ بنکرز سلامت چھوڑ دیئے گئے تھے تاکہ ضرورت کے وقت شہر سے آنے والا سامان وقتی طور پر ان بنکرز میں رکھا جا سکے۔ کرنل شفقت مرزا نے گارج کو ایک بنکر کا بتایا تھا جسے باہر اور اندر سے ایک خاص تکنیک سے اوپن اور کلوز کیا جا سکتا تھا اور ظاہر ہے یہ تکنیک گارج نے معلوم کر لی تھی۔

کیپٹن شوکت کی پکٹنگ کے لئے اس نے اپنے مسلح ساتھیوں کو اسی بنکر میں چھپایا تھا اور خود نیلسی کے ساتھ باہر نگرانی کر رہا تھا۔ جب کیپٹن شوکت اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں پہنچا تو اس کا کاشن ملتے ہی اس کے مسلح ساتھی بنکر سے نکل آئے اور انہوں نے کیپٹن شوکت پر دھاوا بول دیا۔ یہی وجہ تھی کہ کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کو سنبھلنے اور ان سے بچنے کا کوئی موقع نہ ملا تھا۔ گارج،

کیپٹن شوکت کے میک اپ میں زیرو بنک کی طرف جانے کا پروگرام بنا ہی رہا تھا کہ اسے دور سے یہ دو جیپیں آتی دکھائی دیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو چھپا دیا اور پھر جیسے ہی جیپیں قریب آئیں اس نے انہیں روک لیا اور جب ایک جیپ سے نکلنے والی ایک لڑکی نے بتایا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ ڈپٹی چیف ہے تو گارج نے فوری طور پر انہیں ٹھکانے لگانے کا پروگرام بنا لیا۔ اس نے ان سب کو ہلاک کرنے کی بجائے انہیں بنکر میں قید کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور پھر اس نے یہی کیا۔ وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو لے کر بنکر میں گیا اور اندھیرا ہوتے ہی وہ انہیں وہیں چھوڑ کر ایک سیکرٹ وے سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی اس نے بنکر میں ایسی گیس چھوڑ دی جس سے سیکرٹ سروس کے ممبران بے ہوش ہو گئے۔ نینسی کے پوچھنے پر گارج نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اگر تمہیں پتہ چل گیا تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں تو تم نے انہیں بے ہوش کیوں کیا۔ ہلاک کر دیتے انہیں تاکہ ہم آسانی سے اپنا کام ختم کر کے یہاں سے نکل جاتے"...... نینسی نے گارج کی تفصیل سن کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں جان بوجھ کر زندہ رکھا ہے"...... گارج نے کہا۔

"جان بوجھ کر۔ لیکن کیوں"...... نینسی نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"میں انہیں اپنے پاس یرغمال بنا کر رکھنا چاہتا ہوں"...... گارج نے کہا۔

"یرغمال۔ لیکن کیوں"...... نینسی نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں پہنچ چکی ہے تو پھر یہ طے ہے کہ عمران بھی یہیں موجود ہے۔ وہ ہمارے راستے کی دیوار بننے کی کوشش کر سکتا ہے۔ اگر اس کے ساتھی ہمارے پاس یرغمال ہوں گے تو پھر وہ ہمارے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔ میں نے سیکرٹ سروس کے جن افراد کو بنکر میں قید کیا ہے وہ بے ہوش ہیں۔ اگر انہیں ہوش بھی آ گیا تو وہ لاکھ ٹکریں مار لیں مگر اس راستے کو تلاش نہیں کر سکیں گے جہاں سے میں باہر نکلا تھا۔ میں نے اس راستے میں بلاسٹر لگا دیئے ہیں۔ اگر انہوں نے راستہ کھول بھی لیا تو راستہ کھولتے ہی موت ان پر جھپٹ پڑے گی اور وہ سب ہمیشہ کے لئے وہیں دفن ہو جائیں گے۔ میرے پاس ایک ریموٹ کنٹرول بھی موجود ہے۔ اس ریموٹ کا ایک بٹن پریس کرنے سے بھی یہی نتیجہ نکلے گا۔ عمران اپنے ساتھیوں کو اس طرح موت کے منہ میں جاتے نہیں دیکھ سکے گا اور میں اسے مجبور کر دوں گا کہ وہ میرے راستے کی دیوار نہ بنے اور ہم یہاں جس مشن پر آئے ہیں اسے مکمل کر کے نکل جائیں"...... گارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن کیا عمران ہمیں یہ سب آسانی سے کرنے دے گا"...... نینسی نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسے اپنے ساتھیوں کی جان کی کچھ تو قیمت دینی ہی ہو گی ورنہ ایک ساتھ اس کے نو ساتھیوں کی ہلاکت یقینی ہو جائے گی"...... گارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہ کہوں گی کہ ہمیں جو بھی کرنا ہے ہاتھ پیر بچا کر کرنا چاہئے۔ عمران سے ہمارا ٹکراؤ نہ ہی ہو تو اچھا ہے"...... نینسی نے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم اس سے ڈرتی ہو"...... گارج نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میں احتیاطاً بات کر رہی ہوں۔ ہماری احتیاط ہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔ اسی احتیاط نے تمہیں پہلے بھی کامیابی دلائی تھی۔ تم خاموشی سے یہاں آئے تھے اور خاموشی سے کرنل شفقت مرزا کو اپنی ٹرانس میں لیا اور اس سے ایس ون حاصل کر کے یہاں سے نکل گئے تھے۔ اب بھی ایسا ہی ہونا چاہئے اور یہ میرا نہیں چیف کا حکم ہے"...... نینسی نے کہا۔

"جانتا ہوں۔ چیف نے یہی حکم دیا تھا کہ ہمیں اپنا مشن خاموشی سے مکمل کرنا ہے اور یہاں ایسا کوئی سراغ نہیں چھوڑنا جس سے عمران اور سیکرٹ سروس کو ہمارا کوئی کلیو مل سکے لیکن اب وہ خود ہم سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں"...... گارج

نے منہ بنا کر کہا۔

"جو بھی ہے ہمیں چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ ہم حتی الوسع کوشش کریں گے کہ ہمارا اور عمران کا سامنا نہ ہو"...... نینسی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اور اگر ہو گیا تو"...... گارج نے منہ بنا کر کہا۔

"پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... نینسی نے کہا۔

"اوکے۔ اب چلو۔ کیپٹن شوکت نے کرنل شفقت مرزا کو رپورٹ بھی کرنی ہے"...... گارج نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو نینسی بے اختیار ہنس پڑی۔ گارج نے اشارہ کیا تو اس کے ساتھی تین بڑی جیپیں لے کر ان کے پاس آ گئے۔ یہ کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کی جیپیں تھیں۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کی جیپیں انہوں نے وہاں موجود دوسرے سیکرٹ بنکر میں چھپا دی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کی جیپیں دھول اڑاتی ہوئیں وادی واران کی جانب بڑھی جا رہی تھیں۔

عمران، کرنل شفقت مرزا کے میک اپ میں زیرو بنک میں موجود تھا۔ وہ زیرو بنک کے سیکورٹی سیکشن میں موجود آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے فوری طور پر کرنل شفقت مرزا کی جگہ لے لی تھی۔ کرنل شفقت مرزا کو اس نے شہر میں ہی رکنے کا کہا تھا اور اس کی جگہ میک اپ کر کے خود زیرو بنک پہنچ گیا تھا۔

ٹائیگر نے اسے حیدر کے پہنچنے کی رپورٹ دی تھی۔ اس نے حیدر کی زبان کھلوا لی تھی اور حیدر کے بیان کے مطابق نواب حاکم علی کے مہمان گارج اور نینسی ہی تھے اور گارج وہی آدمی تھا جو ہپناٹائزم کا ماہر تھا اور اس نے کرنل شفقت مرزا کو اپنی ٹرانس میں لے کر اس کے ذریعے زیرو بنک سے ایس ون نکلوا لیا تھا۔ اب وہ کس ارادے سے آیا تھا حیدر سے اس بات کا تو نہیں پتہ چلا تھا لیکن جیدے نے جب عمران کو اسلحے کی تفصیل بتائی تو اس سے عمران کو اندازہ لگانا مشکل نہ ہوا تھا کہ گارج اور نینسی کی یہاں آمد

کس مقصد کے لئے ہے۔

عمران نے ٹائیگر کو فوری طور پر حیدر کے میک اپ میں راج گڑھ میں موجود نواب حاکم علی کے گیسٹ ہاؤس میں بھیج دیا تھا تاکہ وہ گارج اور نینسی پر نظر رکھ سکے۔ ٹائیگر وہاں پہنچا تو اسے وہاں کرم داد کی لاش کے سوا کچھ نہ ملا تھا۔ گارج اور نینسی گیسٹ ہاؤس چھوڑ کر جا چکے تھے۔ وہ لمحہ لمحہ روپ بدلنے میں ماہر تھے۔ عمران نے ٹائیگر کو انہیں راج گڑھ میں ڈھونڈنے کا حکم دیا تھا اور خود کرنل شفقت مرزا کے میک اپ میں زیرو بنک پہنچ گیا۔ عمران کو یقین تھا کہ گارج اور نینسی زیرو بنک ضرور آئیں گے اس لئے اس نے انہیں اپنی گرفت میں لینے کا انتظام کر لیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کے حکم سے ممبران کو بھی بلا لیا تھا۔ ممبران دارالحکومت سے نکل چکے تھے اور وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے تھے۔ عمران کو ان سب کا ہی انتظار تھا۔ وہ ان کی ڈیوٹی وادی میں لگانا چاہتا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن نہ تو جولیا کی کال آئی تھی اور نہ ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ کیا تھا۔ عمران نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ وادی داران کے قریب پہنچ کر وہ اس سے رابطہ ضرور کریں ورنہ وادی میں موجود سیکورٹی گارڈز انہیں وادی کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں گے۔

عمران ابھی انہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ

بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"کرنل شفقت مرزا بول رہا ہوں"...... عمران نے کرنل شفقت مرزا کے لہجے میں کہا۔

"کنٹرول روم سے اویس خان بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں فون کیا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"کیپٹن شوکت اور ان کا گروپ وادیٔ واران پہنچ گیا ہے جناب"...... اویس خان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ سیکورٹی سیکشن میں ہیں جناب۔ میں نے ان کی چیکنگ کر لی ہے۔ تمام افراد او کے ہیں۔ اسی لئے میں نے ان کے لئے سیکشن وے اوپن کر دیا تھا"...... اویس خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کیپٹن شوکت سے کہو کہ وہ باہر جا کر اپنی ڈیوٹی سنبھال لے"...... عمران نے کہا۔

"بہتر جناب"...... اویس خان نے جواب دیا۔

"یہاں سپیشل ایجنسی کے بھی چند افراد آنے والے تھے وہ نہیں آئے ابھی"...... عمران نے پوچھا۔ اس نے جان بوجھ کر سیکرٹ سروس کا نام نہیں لیا تھا۔

"نو سر۔ کیپٹن شوکت اور ان کے دس رکنی گروپ کے علاوہ تو یہاں کوئی نہیں آیا ہے"...... اویس خان نے کہا۔

"کچھ دیر قبل میں فون کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو نمبر نہیں مل رہا تھا کیا سسٹم میں کوئی خرابی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"نو سر۔ خرابی نہیں تھی۔ میں کنٹرول روم سے جیمر سسٹم چیک کر رہا تھا۔ سسٹم آن ہونے کی وجہ سے یہاں سے نہ تو کوئی کال باہر جا سکتی تھی اور نہ کوئی کال آ سکتی تھی۔ میں نے احتیاطاً کچھ دیر کے لئے سسٹم آن کیا تھا لیکن اب آف کر دیا ہے اور میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے سسٹم آن کرنے سے پہلے آپ کو مطلع نہیں کیا تھا۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری"...... اویس خان نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ سسٹم ریڈ الرٹ کے وقت آن کرنا پہلے نہیں اور جب بھی آن کرو مجھے بتا دیا کرو تاکہ ایمرجنسی کال کے لئے میں سپیشل نیٹ ورک استعمال کر سکوں"...... عمران نے کرنل شفقت مرزا کے لہجے میں انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اگین سوری سر"...... اویس خان نے کہا اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ یہاں جیمرز آن تھے۔ جولیا یا کسی اور نے رابطہ کرنے کی کوشش کی بھی ہو گی تو بھلا ان سے میری کیسے بات ہو سکتی تھی"...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر وہ جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی لیکن جولیا کال رسیو نہیں کر رہی تھی۔

"یہ جولیا میری کال رسیو کیوں نہیں کر رہی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر جولیا کا نمبر ملایا لیکن اس بار بھی جولیا نے اس کی کال رسیو نہ کی۔ عمران نے صفدر اور پھر سیکرٹ سروس کے ممبران کو باری باری کال کرنے کی کوشش کی۔ سب کے نمبر آن تھے لیکن کوئی بھی اس کی کال رسیو نہ کر رہا تھا۔ عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں سیل فون میز پر رکھا اور پھر وہ واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن یہاں بھی نتیجہ ڈھاک کے تین پات والا نکلا۔

"لگتا ہے یہ سب کسی مشکل میں پھنس گئے ہیں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"اویس خان بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی کنٹرول روم کے انچارج اویس خان کی آواز سنائی دی۔

"کرنل شفقت مرزا بول رہا ہوں"...... عمران نے کرنل شفقت مرزا کی آواز میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم"...... اویس خان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس سرچنگ ریز کا دائرہ کتنا وسیع ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"علاقے کی سرچنگ ریز کے دائرے کا پوچھ رہے ہیں آپ"۔ اویس خان نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"اس دائرے کی رینج ایک کلو میٹر ہے جناب۔ ہم ایک کلو میٹر کے دائرے میں رینگنے والے ایک ایک حشرات الارض کو بھی چیک کر سکتے ہیں"...... اویس خان نے کہا۔

"اس وقت سرچنگ ریز آن ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ یہ ریز ہر وقت آن رہتی ہے تاکہ جیسے ہی کوئی اس رینج میں داخل ہو ہمیں اس کا فوراً پتہ چل جائے"...... اویس خان نے جواب دیا۔

"جب کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھی اس رینج میں آئے تھے تو ان کی آمد کا کاشن ملا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ جیسے ہی وہ سرچنگ سرکل میں داخل ہوئے تھے مجھے ان کا کاشن مل گیا تھا اور میں نے انہیں اسی وقت مانیٹر کرنا شروع کر دیا تھا"...... اویس خان نے کہا۔

"ان کے علاوہ کسی اور کا اب تک کوئی کاشن نہیں ملا"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"نو سر"...... اویس خان نے کہا۔

"سرچنگ سرکل کی رینج تم کس حد تک بڑھا سکتے ہو"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"یہ محدود ریڈیکل ریز کا سرکل ہے جناب۔ اسے نہ تو بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ کم کیا جا سکتا ہے"...... اویس خان نے کہا۔

لئے تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے نہایت مؤدبانہ انداز میں اسے سلیوٹ مارنے شروع کر دیئے۔

''کیپٹن شوکت کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ اپنے ساتھ آنے والے دس ساتھیوں کو لے کر اس پہاڑی کے پیچھے گئے ہیں جناب''...... ایک آدمی نے مؤدبانہ انداز میں سامنے والی پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو وہاں سے تقریباً پانچ سو گز دور تھی۔

''کیوں۔ اس طرف کیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں جناب۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ نئے افراد کو سارے علاقے کا راؤنڈ لگانا چاہتے ہیں''...... دوسرے آدمی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم دونوں یہیں رکو۔ میں جا کر دیکھتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور وہیں رک گئے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سامنے موجود پہاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ پہاڑی دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اس کے درمیانی حصے میں بڑی سی دراڑ تھی۔ عمران اس دراڑ میں آیا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ دراڑ میں جگہ جگہ پتھر اور چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اس لئے عمران کو ان پتھروں اور چٹانوں پر چڑھ کر آگے بڑھنا پڑ رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اس کے کانوں میں

ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ آواز سن کر عمران وہیں ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے آواز دراڑ کی سائیڈ میں موجود ایک اور دراڑ سے سنائی دی تھی جو کافی کھلی تھی اور بل کھاتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ اس دراڑ میں گھس گیا جس میں سے اسے آواز سنائی دی تھی۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے پھر وہی آواز سنائی دی تو عمران وہیں رک گیا۔

''تم بے فکر رہو۔ ہم آج رات ہی اپنا کام ختم کر کے یہاں سے نکل جائیں گے''...... یہ مردانہ آواز تھی۔

''لیکن کیسے۔ ہمارے پاس مشین گنوں اور چھوٹے اسلحے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس اسلحے سے ہم زیرو بنک کیسے تباہ کریں گے''...... اس بار لڑکی کی آواز سنائی دی تو عمران یکلخت اچھل پڑا۔ وہ تو اتفاقاً اس طرف نکل آیا تھا۔ کیپٹن شوکت سے مل کر وہ اس علاقے کا تفصیلی راؤنڈ لگوانا چاہتا تھا تاکہ اس علاقے کی سیکورٹی کو وہ مزید مضبوط بنا سکے۔ وہ پہاڑی کے موڑ سے شارٹ کٹ لینے کے لئے اس دراڑ میں آیا تھا اور یہاں آتے ہی اسے یہ آوازیں سنائی دی تھیں۔ عمران دبے قدموں آگے بڑھا اور دراڑ کے سرے کی طرف آ گیا۔ اس نے دیوار سے لگ کر دوسری طرف جھانکا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں کہ وہاں کیپٹن شوکت اور ایک نوجوان لڑکی موجود تھی۔ دونوں نے رینجرز کا مخصوص لباس پہن رکھا تھا۔ دونوں ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کیپٹن شوکت

کے ہاتھوں میں ایک ٹرانسمیٹر تھا۔ دونوں کے رخ دوسری سمت تھے۔

"ہم یہاں طاقتور بارودی مواد نہیں لا سکتے تھے نینسی۔ اگر ہم ایسا کرتے تو یہاں پھیلی ہوئی سرچنگ ریز سے اس مواد کا پتہ چل جاتا اور ہم شک کے دائرے میں آ جاتے۔ ہم یہاں تک پہنچ ہی گئے ہیں اور اب میں مخصوص راستوں پر اپنے ساتھیوں کے ذریعے ایس ایس وی ڈیوائسز لگوا رہا ہوں۔ ان ڈیوائسز سے اس طرف کا علاقہ کلیئر ہو جائے گا۔ یہاں ایک ایسا وے بن جائے گا جو سرچنگ ریز سے پاک وے ہو گا۔ اس راستے پر نہ تو مانیٹرنگ کی جا سکے گی اور نہ ہی چیکنگ۔ ہمارے ساتھی اس راستے سے آسانی سے جا کر مخصوص سامان لے آئیں گے اور پھر ہم زیرو بنک میں داخل ہو کر میگا پاور بم نصب کر دیں گے جو ریموٹ کنٹرولڈ ہوں گے اور پھر یہاں سے دور جا کر ان بموں کو بلاسٹ کر دیں گے جس سے زیرو بنک تنکوں کی طرح بکھر جائے گا اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"...... مرد نے کہا۔

"ڈیوائسز لگنے میں کتنا وقت لگے گا"...... لڑکی نے پوچھا جس کا مرد نے نینسی نام لیا تھا۔

"میرے پاس جو سائنسی آلہ ہے اس کے مطابق سرچنگ ریز ایک کلومیٹر کے دائرے میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لیکن اب یہ میٹر بتا رہا ہے کہ سرچنگ ریز کا دائرہ بیس کلومیٹر تک بڑھا دیا گیا ہے۔ اب

یہ کیسے ممکن ہوا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ اسی لئے تو میں تمہارے ساتھ یہاں آ کر بیٹھ گیا ہوں تاکہ میٹر سے چیکنگ کر سکوں کہ سرچنگ ریز کا دائرہ اس قدر دور تک کیوں بڑھایا گیا ہے۔ لیکن بہرحال یہ سرچنگ سرکل جس حد تک مرضی بڑھا دیں میں مخصوص وے بنانے کے لئے ایس ایس وی ڈیوائسز کا استعمال کروں گا۔ میں اپنے ساتھ بے شمار ڈیوائسز لایا تھا۔ جنہیں سو کلو میٹر کی رینج تک راستہ کلیئر کرنے کے لئے لگایا جا سکتا ہے سرچنگ ریز کا بیس کلومیٹر کی رینج تک بڑھنے سے ہمارا کام تو بڑھ گیا ہے اب ہمارے ساتھیوں کو دور تک ایس ایس وی ڈیوائسز لگانی ہوں گی لیکن وہ یہ کام جلد ہی کر لیں گے اور پھر وہ اس جگہ تک پہنچ جائیں گے جہاں ہم نے اپنا مخصوص سامان چھپایا ہوا ہے۔ وہ سامان لے کر ہم دونوں یہاں آئیں گے اور زیرو بنک کے سیکرٹ وے سے اندر چلے جائیں گے اور ہر طرف بلاسٹرز لگا دیں گے"...... کیپٹن شوکت نے کہا۔

"پھر بھی ہمیں اس کام میں کافی وقت لگ جائے گا۔ شاید ہمیں آج کی رات یہیں گزارنی پڑے"...... نینسی نے کہا۔

"تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم ہر چیکنگ کلیئر کر چکے ہیں۔ اب ہم پر بھلا کس کو شک ہو سکتا ہے۔ ہم آزادی سے کہیں بھی جا سکتے ہیں اور جب تک چاہیں یہاں رک سکتے ہیں۔ ہمارے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی خطرہ بن سکتی تھی۔ عمران کا تو پتہ نہیں کہ وہ

کہاں ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہماری قید میں ہیں اور جب تک ہم نہ چاہیں وہ اس قید سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہمیں ڈرنے اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... کیپٹن شوکت نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اب اسے سمجھ آ رہا تھا کہ اس کا جولیا اور اس کے ساتھیوں سے رابطہ کیوں نہیں ہو رہا تھا۔ ان کی باتوں سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ممبران یہاں تک پہنچ چکے تھے لیکن وہ شاید کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئے تھے اور انہوں نے ان سب کو کہیں قید کر دیا تھا۔ کیپٹن شوکت نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کے ساتھی ایس ایس وی ڈیوائس لگا کر سیف وے بناتے ہوئے کسی سیکرٹ بنکر تک جائیں گے اور وہاں چھپایا ہوا دھماکہ خیز مواد نکال کر لے آئیں گے۔ عمران ان سیکرٹ بنکرز کے بارے میں جانتا تھا۔ اس لئے اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی تھی کہ اس کے ساتھیوں کو انہوں نے کہاں قید کیا ہو گا۔

عمران کی اطلاعات کے مطابق اس علاقے میں بے شمار بنکرز تھے جن میں سے دو بنکرز چھوڑ کر باقی سب ختم کر دیئے گئے تھے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران یقیناً ان میں سے کسی ایک بنکر میں قید تھے کیونکہ دوسرے بنکر میں ان کا اسلحہ موجود تھا۔ عمران کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگی تھیں۔ کیپٹن شوکت کی آواز سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے میک اپ میں گارج کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ گارج

اور اس کی ساتھی لڑکی نے یقیناً ایسے میک اپ کر رکھے تھے کہ وہ سرچنگ ریز کی زد میں نہیں آئے تھے اسی لئے کنٹرول روم کے انچارج اویس خان نے انہیں کلیئر قرار دے دیا تھا۔ عمران کو گارج کی ذہانت پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے اس بار کرنل شفقت مرزا کو چھوڑ کر کیپٹن شوکت کو چنا تھا اور اسے قابو کر کے اس کی جگہ اس کا میک اپ کر کے یہاں پہنچ گیا تھا۔ اس کے ساتھ جو دس افراد آئے تھے وہ بھی یقیناً اس کے اپنے ہی ساتھی تھے۔

عمران اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ اگر گارج، کیپٹن شوکت کے روپ میں یہاں موجود ہے تو پھر اس نے کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہو گا۔ پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کیپٹن شوکت اور اس کے ساتھی بھی اسی بنکر میں قید ہوں جہاں اس کے ساتھیوں کو قید کیا گیا تھا۔

"تم نے یہاں آتے ہی اپنے ساتھیوں کو ایس ایس وی ڈیوائس کی تنصیب کے کام پر لگا دیا ہے۔ تم زیرو بنک میں جا کر ایک بار کرنل شفقت سے تو مل لیتے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران بھی اس کے ساتھ ہی ہو"...... ٹینسی نے کہا۔

"میں کرنل شفقت سے ملنے جانا چاہتا تھا لیکن میرے لئے کلیئر وے کی اہمیت تھی۔ میں جلد سے جلد یہ وے بنانا چاہتا تھا تاکہ ہم اپنا کام مکمل کر سکیں۔ اب جیسے ہی ہمارے ساتھی اپنا کام ختم کر کے اور مخصوص سامان لے کر واپس آئیں گے میں زیرو بنک میں چلا

جاؤں گا اور کرنل شفقت مرزا سے بھی مل لوں گا اور میگا پاور بم بھی
نصب کر دوں گا۔ اگر عمران نظر آیا تو میں اس پر بھی نظر رکھوں گا
تاکہ وہ ہمارے کسی کام میں رخنہ اندوزی نہ کر سکے۔ اس لئے وہ
جیسے ہی میرے سامنے آیا میں اس پر ہینڈل تھرو گن سے زہریلی
سوئی فائر کر دوں گا۔ ایک بار زہریلی سوئی اسے چبھ گئی تو پھر وہ
کبھی بھی ہوش میں نہیں آ سکے گا اور اسی حالت میں اس کی موت
واقع ہو جائے گی"...... گارج نے کہا۔

"عمران کو ہلاک کرنے کے بعد ہم یہاں سے واپس جاتے
ہوئے اس بنکر کو بھی تباہ کر دیں گے جس میں عمران کے ساتھی قید
ہیں۔ ان سب کی ہلاکت ہمارے بڑے کارناموں میں سے ایک ہو
گی۔ چیف کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہو گی کہ ہم نے مین مشن مکمل
کرنے کے ساتھ ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ
کر دیا ہے"...... نینسی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ان عفریتوں کی ہمارے ہاتھوں ہلاکت واقعی ہماری
زندگی کا بڑا کارنامہ ہو گی جو جنات کی طرح نجانے کہاں سے ظاہر
ہو کر اچانک ساری کایا پلٹ دیتے ہیں"...... گارج نے جیسے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ ویرانوں میں بیٹھ کر جنات کا نام
نہیں لینا چاہئے ورنہ وہ واقعی ظاہر ہو جاتے ہیں"...... عمران نے
آگے بڑھ کر تیز آواز میں کہا تو وہ دونوں اس کی آواز سن کر یوں

اچھلے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں۔ وہ ایک جھٹکے سے
اٹھے اور پھر مڑ کر اس طرف دیکھنے لگے جہاں سے انہوں نے
عمران کی آواز سنی تھی۔ دوسرے لمحے کرنل شفقت مرزا کو اپنے
سامنے دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"س۔ س۔ سر آپ۔ یہاں"...... گارج نے کیپٹن شوکت
کے لہجے میں ہکلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ تم دونوں یہاں آ سکتے ہو تو میں کیوں نہیں آ
سکتا"...... عمران نے کہا۔

"وہ سر۔ ہم۔ وہ وہ......" نینسی نے کہنا چاہا۔

"کیا میں تم دونوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ تم دونوں یہاں کیا کر
رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہم یہاں راؤنڈ لگانے کے لئے آئے تھے سر۔ یہ دراڑ نظر
آئی تو اسے چیک کرنے کے لئے ادھر آ گئے اور کچھ دیر سستانے
کے لئے یہاں بیٹھ گئے تھے"...... گارج نے بات بناتے ہوئے
کہا۔ اسے کرنل شفقت مرزا کے چہرے پر ایسے کوئی تاثرات دکھائی
نہیں دے رہے تھے جس سے اسے شک ہوتا کہ اس کی اور نینسی
کی باتیں اس نے سن لی ہوں۔ نینسی کے چہرے پر البتہ فکر کے
تاثرات تھے۔ وہ غور سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے وہ اس
بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو کہ اس نے ان کی باتیں
سن تو نہیں لی ہیں۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم آئے ہو اور آتے ہی تھک بھی گئے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"سوری سر۔ ریئلی ویری سوری"...... کیپٹن شوکت نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... عمران نے نینسی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عائشہ۔ کیپٹن عائشہ سر"...... نینسی نے جلدی سے کہا۔

"کیا اسے تم یہاں لائے ہو"...... عمران نے گارج سے پوچھا۔

"یس سر۔ ملٹری فورس کے سپیشل گروپ کی یہ انچارج ہیں اس لئے میں انہیں اور ان کے گروپ کو ہی لایا ہوں اور اس کا آپ نے ہی حکم دیا تھا"...... گارج نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"باقی گروپ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"راؤنڈ لگا رہا ہے سر تا کہ اس علاقے کے ایک ایک حصے سے واقفیت حاصل کر سکیں"...... گارج نے جواب دیا۔ وہ چٹان سے اترا تو نینسی بھی نیچے آ گئی اور دونوں عمران کی طرف بڑھے۔ عمران کی نظریں گارج کے ہاتھ پر پڑیں تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ گارج نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر کمر کی بیلٹ میں اڑس لیا تھا اور جیب سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اپنی ہتھیلی میں چھپا لی تھی۔ یہ مشین نیڈل تھرو گن تھی۔

"کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اس علاقے کی حفاظت کے پیش نظر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی مدد حاصل کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن کیوں سر۔ جب اس علاقے کی حفاظت کے لئے ہم یہاں موجود ہیں تو پھر آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی"...... نینسی نے فوراً کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ دو ایکریمین ایجنٹ زیرو بنک کو تباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکے ہیں اور وہ کسی بھی وقت زیرو بنک کو تباہ کر سکتے ہیں"...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایکریمین ایجنٹ۔ اوہ۔ کون ہیں وہ"...... گارج نے چونک کر کہا۔

"ان میں سے ایک کا نام گارج ہے اور دوسری لیڈی ایجنٹ ہے نینسی جو بلیک فیری کہلاتی ہے"...... عمران نے کہا تو ان دونوں کی آنکھوں میں بے چینی اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"گارج۔ بلیک فیری۔ آپ کو ان کے نام کیسے معلوم ہیں جناب اور آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایکریمین ایجنٹ ہیں"۔ گارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ ان دونوں کا تعلق ایکریمیا کی ٹاپ

سیکرٹ ایجنسی مارشل سے ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"مارشل ایجنسی"...... گارج نے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہی مارشل ایجنسی جس کا چیف مارشل ڈریلے ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کو یہ سب معلومات کہاں سے ملی ہیں سر"...... نینسی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ گارج وہی ایجنٹ ہے جس نے کرنل شفقت مرزا۔ میرا مطلب ہے کہ مجھے اپنی ٹرانس میں لیا تھا اور میرے ہی ذریعے زیرو بنک سے ایس ون نکلوا کر لے گیا تھا"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو گارج اور نینسی کے اعصاب تن گئے۔ ان کی آنکھوں میں یکلخت حیرت کے ساتھ غصے اور الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ دونوں اس وقت کہاں ہیں"۔ گارج نے جیسے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔

"ہاں۔ جانتا ہوں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا جانتے ہیں سر۔ کہاں ہیں وہ دونوں"...... نینسی نے پوچھا۔ اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ اپنی جیب کی طرف بڑھ رہا تھا جو پھولی ہوئی تھی اور ظاہر ہے اس میں اس کی گن موجود تھی جو وہ نکالنے کے لئے بے چین ہو رہی تھی۔

"وہ جہاں بھی ہیں۔ اب یہاں نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں نے یہاں کی سیکورٹی ٹائٹ کرا دی ہے۔ تم ملٹری انٹیلی جنس سے تازہ دم دس افراد کا گروپ لے آئے ہو اور میں نے سیکرٹ سروس کو بھی بلا لیا ہے۔ ان کا بھی گروپ آنے والا ہے۔ سیکرٹ سروس کی موجودگی میں گارج اور اس کی ساتھی یہاں آنے کا سوچ بھی نہیں سکیں گے"...... عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر ان دونوں کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ انہیں کرنل شفقت مرزا کی باتوں سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے انہیں پہچان لیا ہو لیکن اس بات نے انہیں مطمئن کر دیا کہ وہ انہیں اپنا ساتھی ہی سمجھ رہا ہے۔ نینسی کا ہاتھ بھی جیب کی طرف جاتے جاتے رک گیا تھا۔

"یس سر۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر۔ ہمارے ہوتے ہوئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں وہ دونوں کسی بھی صورت میں یہاں نہیں آ سکیں گے اور اگر آئے تو یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکیں گے"...... گارج نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ آؤ اب چلو یہاں سے۔ یہاں آکسیجن کی کمی ہونے کی وجہ سے مجھے گھٹن سی محسوس ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ چلیں سر"...... نینسی نے گارج کی طرف دیکھ کر کہا تو گارج نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران مرزا اور اس نے آگے قدم بڑھا دیئے۔

"ایک منٹ سر۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے"۔

اچانک گارج نے کہا تو عمران رک گیا۔ وہ مڑا تو گارج تیز تیز چلتا ہوا اس کے نزدیک آ گیا۔

"کون سی بات"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

گارج کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ وہ عمران کے بالکل نزدیک آ گیا تھا۔ اسی لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے گارج کی آنکھوں سے برق سی نکل کر اس کی آنکھوں میں پڑی ہو۔ اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ میری آنکھوں کو کیا ہوا ہے"...... عمران نے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ادھر دیکھو میری طرف"...... اچانک گارج کی انتہائی گرجدار آواز ابھری اور عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔ دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی نظریں گارج کی نظروں سے یوں چپک گئی ہوں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

"تت۔ تت۔ تم۔ تم......" عمران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"خاموش رہو اور میری آنکھوں میں دیکھتے رہو"...... گارج نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے اور اس نے اپنی نظریں گارج کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"مم۔ مم۔ میں تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہا ہوں"...... عمران کی ڈوبتی ہوئی آواز ابھری۔

"پلکیں جھپکائے بغیر دیکھو اور اپنا دماغ اوپن کرو"...... گارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا دماغ اوپن ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اب تمہارا شعور نیند میں جا رہا ہے۔ تمہارا مائنڈ بلینک ہو رہا ہے"...... گارج نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے نیند آ رہی ہے اور میرا مائنڈ بلینک ہوتا جا رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم ارد گرد کے ماحول سے بے خبر ہو رہے ہو۔ تمہیں سوائے میرے کچھ دکھائی نہیں دے رہا"...... گارج نے اسی طرح گرجدار لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے اپنے ارد گرد کچھ دکھائی نہیں دے رہا"...... عمران نے معمول کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی گارج کی ٹرانس میں آ چکا ہو۔

"اب تم اپنی آنکھیں بند کرو اور مائنڈ مکمل طور پر بلینک ہونے تک اسی طرح کھڑے کھڑے سو جاؤ"...... گارج نے کہا۔

"ہاں۔ میں سو رہا ہوں"...... عمران نے کہا ساتھ ہی اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں۔

"تین منٹ تک تم اسی حال میں رہو گے۔ تمہارے کانوں میں کوئی آواز سنائی نہیں دے گی"...... گارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔

"تین منٹ کے بعد جب تم جاگو گے تو تم صرف میری آواز سنو گے اور میں تمہیں جو بھی حکم دوں گا تمہیں ماننا پڑے گا"۔ گارج نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارا ہر حکم مانوں گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اب خاموش ہو جاؤ"...... گارج نے کہا۔

"بہت اچھا"...... عمران نے کہا اور وہ آنکھیں بند کر کے یوں کھڑا ہو گیا جیسے واقعی وہ کھڑے کھڑے سو گیا ہو۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے"...... نینسی نے گارج کو اپنی طرف مڑتے دیکھ کر کہا۔

"اس نے یہاں آ کر اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی ماری ہے۔ اسے ٹرانس میں لینے کے لئے مجھے اس سے اچھی جگہ اور کہاں مل سکتی تھی"...... گارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔ لیکن یہ اچانک یہاں آ کیسے گیا"...... نینسی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ چلو۔ اس نے یہاں آ کر خود ہی ہمارا کام آسان کر دیا ہے۔ کیپٹن کے روپ میں، میں زیرو بنک کے جن حصوں میں نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں اب میں اس کے روپ میں جا سکتا ہوں"...... گارج نے کہا۔

"تمہارے خیال میں کیا اس نے ہماری باتیں سنی ہوں گی"۔ نینسی نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے اس کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر دکھائی نہیں دیا تھا کہ اس نے ہماری باتیں سنی ہوں گی اور اگر اس نے سن بھی لی ہوں گی تو اس سے اب کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ اب میری ٹرانس میں ہے۔ یہ وہی کرے گا جو میں اسے کرنے کے لئے کہوں گا۔ اس لئے ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے"...... گارج نے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ اتنی جلدی تمہاری ٹرانس میں کیسے آ گیا۔ کسی کو ٹرانس میں لانے کے لئے تم اسے پہلے بے ہوش کرتے ہو پھر اس کی ایک مخصوص رگ کاٹ کر اس کے جسم سے خون نکالتے ہو تا کہ اس کے جسم میں نقاہت طاری ہو جائے۔ اس بار تم نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے اور یہ آسانی سے تمہاری ٹرانس میں آ گیا"...... نینسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پہلے سے ہی میری ٹرانس میں تھا۔ اسے میں نے ہر جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ کہیں نہیں ملا تھا اسی لئے تو میں نے کیپٹن شوکت کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا۔ میں نے پہلے بھی سوچا تھا کہ اگر کرنل شفقت مرزا نہ ملا تو میں کیپٹن شوکت کے روپ میں کام چلا لوں گا لیکن اب جب یہ خود یہاں آ گیا ہے تو میں نے اپنا پروگرام بدل دیا۔ کیپٹن شوکت زیرو بنک میں مخصوص حد تک جا سکتا ہے جبکہ کرنل شفقت مرزا کی زیرو بنک کے ہر حصے میں رسائی ہے۔ اس لئے اب میں اس کے میک اپ میں زیرو بنک جاؤں گا اور زیرو بنک کے ہر حصے میں میگا پاور بم نصب کر سکوں گا"......

گارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سچ پوچھو تو اسے دیکھ کر میں ڈر ہی گئی تھی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے ہماری باتیں سن لی ہوں۔ میں تو بس جیب سے مشین پسٹل نکال کر اسے گولیاں مارنے کا ہی سوچ رہی تھی"۔ نینسی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی جیب سے نیڈل تھرو مشین نکال لی تھی لیکن اچھا ہوا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں پڑی۔ قیمت مردہ ہاتھی کی زیادہ ہوتی ہے لیکن ہمارے لئے اس زندہ ہاتھی کی قیمت زیادہ ہے"...... گارج نے کہا تو نینسی ہنس پڑی۔

"اب کیا تم اس کی جگہ لو گے یا اسے اپنی ٹرانس میں لے کر اپنا کام کراؤ گے"...... نینسی نے پوچھا۔

"یہ دونوں ہی صورتوں میں ہمارے کام آ سکتا ہے۔ اس کا قد کاٹھ مجھ جیسا ہی ہے۔ بس میک اپ کرنے کی دیر ہے پھر تمہارے سامنے دوسرا کرنل شفقت مرزا کھڑا ہوگا"...... گارج نے مسکرا کر کہا تو نینسی ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے۔ ان معاملات کو تم بہتر سمجھ سکتے ہو۔ جیسا تم کرنا چاہو کرو۔ میں اب مطمئن ہوں کہ اب ہمارا مشن آسانی سے مکمل ہو جائے گا"...... نینسی نے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ زیرو ہنک میں مجھے نہیں جانا چاہئے۔ اب سارا کام مجھے اسی سے کرانا چاہئے"...... گارج نے کہا۔

"وہ کیوں"...... نینسی نے چونک کر کہا۔

"وہ اس لئے کہ مجھے شک ہے کہ علی عمران زیرو ہنک میں نہ پہنچ چکا ہو۔ اگر وہ زیرو ہنک میں ہوا اور اس کا اور میرا آمنا سامنا ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ اسے مجھ پر شک ہو جائے۔ کرنل شفقت مرزا میری ٹرانس میں رہ کر بالکل اس انداز میں کام کرے گا جیسے وہ نارمل ہو۔ عمران کو کسی بھی صورت میں اس بات کا پتہ نہیں چلے گا کہ یہ ٹرانس میں ہے۔ مجھے کوئی خطرہ نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ کرنل شفقت مرزا اور عمران ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عمران مجھے کرنل شفقت مرزا سمجھ کر مجھ سے کوئی ایسا سوال کر دے جس کا جواب سوائے کرنل شفقت مرزا کے اور کوئی نہ جانتا ہو۔ اگر میں اس کے سوال کا جواب نہ دے سکا تو وہ کھٹک جائے گا"...... گارج نے کہا۔

"ہاں۔ اس بات کا امکان ہو سکتا ہے"...... نینسی نے کہا۔

"تو پھر کسی مشکل میں پھنسنے سے بہتر ہے کہ ہم واقعی احتیاط سے کام لیں اور اب جب سارا کام آسان ہو گیا ہے تو اسے مشکل نہ بنائیں۔ کرنل شفقت مرزا کو ہم میگا پاور بم دے کر بھیج دیں گے اور اس کے بعد ہمارا اتنا ہی کام ہو گا کہ ہم یہاں سے دور چلے جائیں اور جاتے ہی ڈی چارجر آن کر کے اس کا بٹن پریس کر دیں اور بس"...... گارج نے کہا۔

"اگر عمران کو کرنل شفقت مرزا پر شک ہو گیا تو، یا اس نے

کرنل شفقت مرزا کے پاس میگا پاور بم دیکھ لئے تو"...... نینسی نے پوچھا۔

"امید تو یہی ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا لیکن اب تین منٹ بعد جب یہ جاگے گا تو میں اس سے عمران کے بارے میں پوچھ لوں گا۔ میں اسے یہی حکم دوں گا کہ یہ عمران سے دور رہے اور کوشش کرے کہ اس کا اور عمران کا آمنا سامنا نہ ہو تا کہ اسے زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے اور یہ میگا پاور بم زیرو بنک میں ہر جگہ نصب کر سکے"...... گارج نے کہا تو نینسی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

حصہ اول ختم شد

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 140/-

چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ ”مارشل ایجنسی“ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دلچسپ اور منفرد ناول کا کلائمکس پڑھنے کے لئے آپ بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی پڑھ لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہیں۔

کوئٹہ (بلوچستان) سے آصف برادران لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ کا ہر ناول نہ صرف دوسرے ناول سے مختلف ہوتا ہے بلکہ آپ کی تحریر میں ایسی کشش ہوتی ہے کہ قاری اس ناول میں کھو جاتا ہے اور جب تک ناول ختم نہ کر لے سکون نہیں لیتا۔ آپ سے ایک گھسا پٹا سوال ہے کہ آخر آپ عمران کی شادی جولیا سے کیوں نہیں کرا دیتے۔ امید ہے اس سوال کا جواب ضرور دیں گے۔

محترم آصف برادران۔ ناول پسند کرنے اور خاص طور پر خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ میری شروع سے ہی یہی کوشش رہی ہے کہ میں ہر بار نئے اور منفرد موضوع کے حامل ناول تحریر کروں اور مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کوشش میں کامیابی عنایت کی ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو آپ کا سوال انتہائی معقول ہے۔ اس بارے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

عمران کو جولیا سے شادی کرنے سے نہیں روکا اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ یہ عمران کی صوابدید پر ہے کہ وہ جولیا سے شادی کرتا ہے یا نہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے ناصر حسین لکھتے ہیں۔ آپ کا ایک کردار ٹرومین ہے اس کردار پر آپ نے کافی عرصہ سے نہیں لکھا جبکہ یہ کردار مجھے بہت پسند ہے آپ اس کردار پر ضرور لکھیں۔

محترم ناصر حسین صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے ٹرومین کا ذکر کیا ہے۔ اس کردار کو ہر طبقہ نے پسند کیا ہے اور مجھے اس کردار کو آئندہ بھی ناولوں میں لانے کی فرمائش کی ہے۔ آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر۔ میں کئی ناولوں میں ٹرومین کو لا چکا ہوں، آئندہ بھی ٹرومین سے آپ کی ملاقات ہوتی رہے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

''تین منٹ پورے ہونے والے ہیں۔ یہ جاگنے ہی والا ہے۔ اب تم خاموش رہنا''...... گارج نے کہا تو ٹینسی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گارج ایک بار پھر عمران کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بار بار اپنی ریسٹ واچ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران بدستور آنکھیں بند کئے کھڑا تھا اور اس کا منہ یوں چل رہا تھا جیسے وہ نیند کے عالم میں بھی جگالی کر رہا ہو۔

''تین منٹ پورے ہو گئے ہیں۔ اب تم جاگ سکتے ہو''۔ گارج نے عمران کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا لیکن عمران نے آنکھیں نہ کھولیں۔

''کرنل شفقت۔ میں تم سے مخاطب ہوں۔ جاگ جاؤ اب''۔ گارج نے سخت لہجے میں کہا لیکن عمران بدستور اسی طرح کھڑا رہا جیسے وہ گہری نیند میں ہو۔

''میں تم سے کہہ رہا ہوں کرنل شفقت مرزا۔ کیا تم میری آواز

سن رہے ہو"...... عمران کو خاموش دیکھ کر گارج نے انتہائی گرجدار لہجے میں کہا اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر گارج اور نینسی کے چہروں پر سکون کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم میری پہلی آواز پر کیوں نہیں جاگے"...... گارج نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم نے تین منٹ کا کہا تھا۔ میں تین منٹ پورے ہونے پر ہی جاگا ہوں"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اپنا نام بتاؤ"...... گارج نے سر جھٹک کر کہا۔

"کیوں۔ تمہیں میرا نام معلوم نہیں ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گارج کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"معلوم ہے۔ لیکن میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں"۔ گارج نے غرا کر کہا۔

"کیا سننا چاہتے ہو"...... عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... گارج نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"دیکھ لو۔ کہیں میرا نام سن کر تم ڈر تو نہیں جاؤ گے"۔ عمران

نے کہا تو گارج اور نینسی حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا اس کے دماغ میں کوئی خلل آ گیا ہے"...... نینسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید"...... گارج نے کہا۔ اس کے چہرے پر اب الجھن کے ساتھ پریشانی کے بھی تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اپنا نام بتاؤ نانسنس"...... گارج نے ایک بار پھر عمران کی طرف دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام نانسنس نہیں ہے نانسنس"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تو کیا نام ہے تمہارا"...... گارج نے غرا کر کہا۔

"تم خواہ مخواہ میرے نام کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ کوئی اور بات پوچھ لو ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری بات کا صحیح جواب دے دوں"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ گارج نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحے وہ عمران کی جانب غور سے دیکھتا رہا پھر اچانک اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر پہلے کی طرح برق سی نکل کر عمران کی آنکھوں پر پڑی۔ عمران کو ہلکا سا جھٹکا لگا لیکن اس بار وہ لڑکھڑایا نہیں تھا۔

"اب بتاؤ۔ کیا تم کرنل شفقت مرزا ہو"...... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو اس کا

جواب سن کر نہ صرف گارج بلکہ نینسی بھی بری طرح سے اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم کرنل شفقت مرزا نہیں ہو''...... نینسی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''کیوں۔ تمہیں اونچا سنائی دیتا ہے کیا۔ میں نے کہا تو ہے کہ میں کرنل شفقت مرزا نہیں ہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو گارج یکلخت اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور اس نے ہتھیلی میں چھپائی ہوئی نیڈل تھرو گن انگلیوں میں پکڑ کر اس کے بٹن پر انگوٹھا رکھ دیا۔ اس بار نینسی نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکالنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

''اگر تم کرنل شفقت مرزا نہیں ہو تو کون ہو''...... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔

''یاد کرو ابھی تھوڑی دیر پہلے تم کسی جن کا نام لے رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''جن کا نام''...... نینسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کس جن کی بات کر رہے ہو''...... گارج نے غرا کر کہا اور پھر اچانک اسے جیسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ علی عمران''...... گارج کے منہ سے نکلا۔

''علی عمران۔ کیا مطلب''...... نینسی نے حیرت زدہ لہجے میں

کہا۔

''یہ کرنل شفقت مرزا نہیں۔ عمران ہے۔ علی عمران''...... گارج نے کہا تو نینسی بری طرح سے اچھل پڑی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ علی عمران کیسے ہو سکتا ہے''۔ نینسی نے کہا۔

''کیوں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جس کے سر پر سینگ ہوں وہی علی عمران ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس بار اس نے اپنی اصلی آواز میں بات کی تھی اور اس کی آواز سن کر نینسی اور گارج اچھل پڑے۔ دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ عمران کی طرف یوں دیکھ رہے تھے جیسے عمران واقعی جنات سے تعلق رکھتا ہو۔

''تو تم پر میرے ہپناٹازم کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا''...... گارج نے خود کو سنبھالتے ہوئے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں تھک گیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ چلو تم کہہ رہے ہو تو تھوڑی دیر کھڑے کھڑے ہی سو لیتا ہوں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تو تمہیں معلوم ہے کہ ہم کون ہیں''...... نینسی نے بھی اس کی طرف غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ جانتا ہوں۔ تم عورت ہو اور یہ مرد۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"یہ سب کچھ جانتا ہے نینسی۔ میں نے تم سے غلط نہیں کہا تھا۔ یہ جنات سے تعلق رکھتا ہے جو کبھی بھی اور کہیں بھی پہنچ سکتے ہیں"۔ گارج نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس پر تمہارے عمل کا اثر کیوں نہیں ہوا"...... نینسی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اسے معلوم تھا کہ میں اس پر عمل تنویم کرنے لگا ہوں۔ اس نے اپنا مائنڈ بلینک کر لیا ہوگا ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ میں کسی کو اپنی ٹرانس میں لینے کی کوشش کروں اور مجھے کامیابی نہ ملے"...... گارج نے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں پہلے ہی خالی الدماغ ہوں اسی لئے تو سب مجھے احمق اعظم کہتے ہیں۔ اب جس کا دماغ پہلے سے ہی خالی ہو اسے اور خالی کیسے کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم میری ٹرانس میں نہیں آئے لیکن اب تم میرے ہاتھوں یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے"...... گارج نے غرا کر کہا۔

"میں اسے گولی مار دیتی ہوں"...... نینسی نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ رکو۔ ابھی اسے ہلاک مت کرو"...... گارج نے کہا۔

"کیوں"...... نینسی نے چونک کر کہا۔

"جو کام ہم نہیں کر سکے اب وہ کام یہ کرے گا"...... گارج نے

کہا۔

"کون سا کام"...... نینسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا مقصد زیرو بنک کو تباہ کرنا ہے لیکن میں زیرو بنک تباہ کرنے سے پہلے ایک اور کام بھی کرنا چاہتا ہوں"...... گارج نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔ اور کون سا کام ہے تمہیں"...... نینسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رکو۔ پہلے مجھے عمران سے بات کرنے دو"...... گارج نے کہا تو نینسی سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

"کون عمران۔ میں تو کرنل شفقت مرزا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سنو عمران۔ تمہارے ساتھی اس وقت ہمارے قبضے میں ہیں۔ نو ساتھی جن میں دو عورتیں ہیں اور سات مرد"...... گارج نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا آلہ نکال لیا جو ریموٹ کنٹرول جیسا تھا۔

"اچھا کہاں قید کئے ہیں۔ کسی کنویں میں یا کسی غار میں"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم شاید میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو لیکن ایسا نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہارے سارے ساتھی میری قید میں ہیں۔ ابھی وہ زندہ ہیں لیکن بے ہوش ہیں۔ میں چاہوں تو انہیں ایک

لمحے میں ہلاک کر سکتا ہوں''..... گارج نے ریموٹ کنٹرول عمران کو دکھاتے ہوئے کہا۔

''اچھا وہ کیسے''..... عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

''تمہارے ساتھی ایک بنکر میں قید ہیں۔ میں نے اس بنکر میں میگا پاور بم لگائے ہیں۔ اس ریموٹ کا ایک بٹن پریس کرتے ہی بم بلاسٹ ہو جائیں گے اور تمہارے ساتھیوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے اس بنکر میں دفن ہو جائیں گے''۔ گارج نے کہا۔

''اچھا۔ صرف ایک بٹن پریس کرنے سے یہ سب ہو جائے گا۔ دکھانا مجھے یہ ریموٹ''..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے بجلی سی چمکی۔ عمران اس قدر تیزی سے حرکت میں آیا تھا کہ گارج اور نینسی دیکھتے رہ گئے اور جو ریموٹ گارج کے ہاتھ میں دکھائی دے رہا تھا وہ اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ تمہارے ہاتھ میں کیسے پہنچ گیا''۔ گارج نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جادو سے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے ریموٹ اپنی جیب میں رکھا اور ایک بار پھر وہ انتہائی برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ وہ کسی گھومتے ہوئے لٹو کی سی تیزی سے نینسی کے قریب آیا تھا اور نینسی کو ایک دھکا سا لگا وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی ہی تھی کہ عمران رک گیا اور یہ دیکھ کر گارج بوکھلا گیا کہ اس بار

عمران نے نینسی سے اس کا مشین پسٹل چھین لیا تھا۔ اس نے فوراً نیڈل تھرو مشین کا رخ عمران کی طرف کیا لیکن اب بھلا عمران اسے موقع کہاں دینے والا تھا۔ اس کی ٹانگ چلی اور گارج کے ہاتھوں سے نکل کر نیڈل تھرو مشین دور جا گری۔

''تت۔ تت۔ تم انسان ہو یا جادوگر۔ یہ سب تم نے کیسے کر لیا''..... نینسی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جن۔ یہی تو کہا گیا تھا مجھے''..... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تم کچھ بھی کر لو عمران۔ آج تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے''..... گارج نے غرا کر کہا اور پھر اس نے عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل کی پرواہ کئے بغیر اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے ہوا میں چھلانگ لگاتے ہی قلابازی کھائی اور دونوں پیر جوڑ کر عمران کے چہرے پر مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے فوراً سائیڈ پر چھلانگ لگا دی۔ وہ جیسے ہی چھلانگ لگا کر سائیڈ پر ہوا اسی لمحے نینسی اچھلی اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ عمران کے پہلو پر پڑی۔ عمران کو جھٹکا لگا اس سے پہلے کہ وہ گر پڑتا اس نے خود کو سنبھالا اور فوراً الٹی قلابازی کھا کر نینسی سے دور ہٹ گیا۔ گارج قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا وہ تیزی سے عمران کی طرف لپکا اور اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے پر مکا مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کا مکا دائیں ہاتھ پر روکا۔ دوسرے لمحے گارج کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔ عمران نے اس کا مکا

ہاتھ سے روکتے ہی اس کے سینے پر ٹانگ مار دی تھی۔ گارج کو دور گرتے دیکھ کر نینسی نے عمران پر چھلانگ لگائی۔ اس بار ہوا میں اٹھتے ہی اس نے عمران کو فلائنگ کک لگانے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی وہ قریب آئی۔ عمران نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ حرکت میں آئے۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے نینسی کو ہوا میں یوں دبوچ لیا جیسے بھوکا عقاب ہوا میں اُڑتی ہوئی چڑیا کو دبوچ لیتا ہے۔ جیسے ہی عمران نے نینسی کو دبوچا اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور نینسی اس کے ہاتھوں میں کسی پنکھے کی طرح گردش کرتی ہوئی نکلی اور پیچھے اٹھتے ہوئے گارج سے جا ٹکرائی۔ دونوں کے منہ سے زوردار چیخیں نکلیں اور وہ گرتے چلے گئے۔ انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران اچھل کر آگے بڑھا اور اس نے گارج کے سر پر زوردار ٹھوکر رسید کر دی۔ گارج کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اس نے جھپٹ کر عمران کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی لیکن عمران اچھل کر سائیڈ پر ہوا اور ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ٹانگ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دی۔ گارج کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ چند لمحے ہاتھ پاؤں مار کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے احتیاطاً ایک بار پھر اس کے سر پر ٹھوکر رسید کر دی تاکہ اگر وہ مکر کر رہا ہو تو عمران کی اس ضرب سے مکر ختم ہو جائے اور وہ بے ہوش ہو جائے۔

عمران کو اس طرح گارج پر وار کرتے دیکھ کر نینسی اس پر حملہ

کرنے کی بجائے زمین پر گھسٹتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف دکھائی دے رہا تھا۔

"مم مم۔ مجھے مت مارنا پلیز۔ میں میں......" عمران اس کی طرف مڑا تو نینسی نے بری طرح سے ہکلانا شروع کر دیا۔

"تم لڑکی ہو۔ میں تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ میں تمہارے ہی مشین پسٹل سے تمہیں نشانہ بناؤں گا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی" نینسی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"چلو۔ دو تین منٹ بعد ہلاک کر دوں گا تمہیں۔ مجھے بھی جلدی نہیں ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ وہ پلٹا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ گارج اس کے پیچھے کھڑا اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ سر پر زوردار ٹھوکریں لگنے کے باوجود وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کرتا، گارج کی ٹانگ پوری قوت سے عمران کی پشت پر پڑی اور عمران اچھل کر پیچھے موجود نینسی سے جا ٹکرایا۔ وہ دونوں ایک ساتھ پیچھے موجود ایک چٹان پر گرے۔ ماحول نینسی کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران تیزی سے اٹھا اور پھر یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ گارج اسے گرا کر وہاں رکا نہیں تھا بلکہ مڑ کر انتہائی تیزی سے ایک طرف بھاگ پڑا تھا۔

”ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ رکو“...... عمران نے تیز آواز میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے اس کے پیچھے لپکا لیکن اتنی دیر میں گارچ دراڑ کا موڑ گھوم کر آگے جا چکا تھا۔ عمران تیزی سے بھاگتا ہوا اس طرف آیا تو اس نے گارچ کو بگولے کی طرح دراڑ میں دوڑتے دیکھا۔ وہ لمبی اور اونچی اونچی چھلانگیں لگاتا ہوا دراڑ کی مخالف سمت کی طرف جا رہا تھا۔ عمران بھاگتا ہوا آگے بڑھا اور چھلانگ لگا کر ایک چٹان پر آیا اور اس نے گارچ کے انداز میں اس کے پیچھے دوڑنا شروع کر دیا لیکن گارچ کی رفتار اس سے کہیں تیز تھی۔ وہ آن کی آن میں دراڑ عبور کر گیا اور پھر دراڑ سے نکلتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ عمران چھلانگیں لگاتا ہوا دراڑ کے کنارے پر آیا اور ایک چٹان پر رک گیا۔ سامنے پہاڑیوں کے طویل سلسلے تھے جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ ان پہاڑیوں میں بھی کٹاؤ اور کئی غاروں کے دہانے دکھائی دے رہے تھے۔ گارچ وہاں کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بھاگ کر یا تو کسی غار میں گھس گیا تھا یا پھر کسی کٹاؤ میں۔ جب تک عمران اسے تلاش کرتا وہ کہیں سے کہیں نکل سکتا تھا۔

”نکل گیا“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ ارد گرد کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ واپس پلٹ آیا اور چٹانوں کو پھلانگتا ہوا واپس اس دراڑ میں آ گیا جہاں اس کا گارچ اور نینسی سے مقابلہ ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ

گیا کہ نینسی وہاں بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ وہ عمران کے ساتھ ٹکرا کر چٹان پر گری تھی اور اس کا سر اس چٹان سے ٹکرایا تھا جس کے نتیجے میں وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس کے سر سے خون نکل رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی۔ نینسی واقعی بے ہوش ہو چکی تھی اور اس کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ عمران اٹھا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور فون بک سے ٹائیگر کا نمبر سلیکٹ کر کے اسے کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ گارچ تو وہاں سے نکل گیا تھا لیکن نینسی کو وہ اب ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہتا تھا۔ وہ اسے جلد سے جلد رانا ہاؤس پہنچانا چاہتا تھا تا کہ اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔

فون کی گھنٹی بجی تو مارشل ڈریلے چونک پڑا۔ اس نے فائل سے سر اٹھایا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بروک بول رہا ہوں چیف ماسٹر کنٹرول روم سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... مارشل ڈریلے نے اسی انداز میں کہا۔

"پاکیشیا سے ایف ون پر کال آ رہی ہے چیف"...... بروک نے کہا۔

"اوہ۔ گارج کی کال ہو گی۔ ایف ون کی کال اس فون سے لنک کر دو۔ میں کرتا ہوں اس سے بات"...... مارشل ڈریلے نے

کہا۔

"یس چیف"...... بروک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک لمحے کے لئے فون میں خاموشی چھا گئی۔ ایف ون جدید سیٹلائٹ فون سسٹم کے تحت کام کرتا تھا جسے ایک خصوصی مشین سے لنک کیا جاتا تھا۔ اس مشین سے لنک ہونے کے بعد اس کال کو نہ تو کہیں سنا جا سکتا تھا اور نہ چیک کیا جا سکتا تھا۔ ایف ون کی کال مکمل طور پر محفوظ کال سمجھی جاتی تھی۔

"گارج بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیا سے"...... چند لمحوں بعد کلک کی آواز کے ساتھ گارج کی آواز سنائی دی۔

"یس گارج۔ کہاں تھے تم۔ میں کب سے تمہاری کال کا انتظار کر رہا تھا"...... مارشل ڈریلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے مشن پر کام کر رہا تھا چیف اس لئے مجھے آپ کو کال کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا"...... گارج نے جواب دیا۔

"اب کہاں ہو تم اور مشن کا کیا ہوا"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"مشن فی الحال فیل ہو گیا ہے چیف۔ میں اس وقت محفوظ مقام پر ہوں"...... گارج کی آواز سنائی دی۔

"مشن فیل ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیسے فیل ہوا ہے"۔ مارشل ڈریلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اور نینسی زیرو بنک تک پہنچ گئے تھے چیف اور ہم نے

وہاں اپنی پوزیشن مضبوط کرنی شروع کر دی تھی لیکن پھر اچانک
وہاں عمران آ ٹپکا اور پھر......" گارج نے کہا اور پھر وہ عمران سے
ہونے والے ٹکراؤ کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ عمران کے
بارے میں تفصیل سن کر مارشل ڈریلے کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا جا
رہا تھا۔

"بلیک فیری کہاں ہے"...... ساری تفصیل سن کر مارشل ڈریلے
نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سوری چیف۔ میں اسے نہیں بچا سکا تھا۔ اس وقت صورتحال
ایسی تھی کہ یا تو میں وہاں سے بچ کر نکل سکتا تھا یا پھر نینسی"۔
گارج نے تاسف زدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بلیک فیری ہلاک ہو گئی ہے"...... مارشل ڈریلے نے
غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا چیف لیکن جب میں نے عمران پر
حملہ کیا تھا تو عمران پوری قوت سے پیچھے موجود نینسی سے ٹکرایا تھا
اور وہ دونوں ایک ٹھوس چٹان پر گرے تھے۔ میں نے نینسی کا سر
اس چٹان سے ٹکراتے دیکھا تھا۔ اس کی چیخ بے حد تیز تھی جو یقیناً
اس کی آخری چیخ تھی"...... گارج نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر وہ بچ گئی اور عمران کے ہاتھ آ گئی تو"...... مارشل
ڈریلے نے غراتے ہوئے کہا۔

"نو چیف۔ ایسا کوئی چانس نہیں ہے۔ وہ شدید زخمی ہے۔ اس

کا بچنا ناممکن ہے"...... گارج نے کہا۔

"اب ڈبل' وائٹ فارمولے کا کیا ہوگا' کیا تم اسے زیرو بنک
سے حاصل نہیں کر سکو گے اور زیرو بنک کی تباہی"...... مارشل
ڈریلے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کام تھوڑا مشکل ضرور ہو گیا ہے چیف لیکن میں ایک اور
کوشش کروں گا اور ہر ممکن طریقے سے زیرو بنک سے ڈبل وائٹ
فارمولا نکال لاؤں گا اور زیرو بنک کی تباہی بھی یقینی ہے"۔ گارج
نے کہا۔

"نہیں۔ اب ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ عمران کو ہر بات کا علم ہو
گیا ہے۔ تمہاری اور نینسی کی حماقت سے اس پر یہ راز اوپن ہو گیا
ہے کہ ایس ون کی چوری کے پیچھے مارشل ایجنسی کا ہاتھ ہے۔ میں
جس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا اب وہ اوپن ہو گئی ہے اور
مجھے خدشہ ہے کہ عمران ایس ون حاصل کرنے کے لئے یہاں ضرور
آئے گا۔ ڈبل ون فارمولا بعد میں بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور
زیرو بنک کو بھی تباہ کیا جا سکتا ہے لیکن اگر عمران ایس ون کے
حصول کے لئے یہاں پہنچ گیا تو پھر اسے روکنا ہمارے لئے مشکل
ہو جائے گا۔ وہ کسی بھی طرح مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر نہ پہنچ
سکے اس کے لئے مجھے تمہاری ضرورت ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ تم ڈبل
وائٹ فارمولے کے حصول اور زیرو بنک کی تباہی کے چکر میں
وہاں الجھے رہو اور عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایس ون حاصل

کرنے کے لئے یہاں پہنچ جائے“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”وہ ایکریمیا نہیں آئے گا چیف۔ میں اسے یہاں اس حد تک الجھا کر رکھوں گا کہ وہ ایس ون کو بھول جائے گا“...... گارج نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی تمہیں وہاں خطرہ ہے۔ عمران تمہارے پیچھے کسی بھوت کی طرح لگ جائے گا اور وہ اس وقت تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا جب تک وہ تمہیں انجام تک نہ پہنچا دے۔ ان حالات کے پیش نظر اب زیرو جنگ کی سیکورٹی بھی ٹائٹ کر دی جائے گی۔ تمہارا جلد وہاں ایکٹ کرنا ناممکن ہو گا اس لئے بہتر ہے کہ فی الحال تم اپنا مشن بھول جاؤ اور واپس آ جاؤ۔ جب حالات سازگار ہوں گے تو میں تمہیں دوبارہ یہ مشن سونپ دوں گا“...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

”لیکن چیف......“ گارج نے کہنا چاہا۔

”جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو گارج۔ تم میرے ہونہار، ذہین اور سپیشل ایجنٹ ہو۔ میں تمہیں کسی بھی حال میں کھونا نہیں چاہتا“۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

”میں اتنا بھی تر نوالہ نہیں ہوں چیف کہ عمران جیسا انسان مجھے نگل جائے۔ میں اس کے حلق کا کانٹا بن سکتا ہوں۔ آپ مجھے بس ایک موقع دے دیں۔ میں ہر حال میں اپنا مشن مکمل کر کے لوٹنا چاہتا ہوں“...... گارج نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ تم جلد سے جلد واپس آؤ۔ اٹس مائی آرڈر“...... مارشل ڈریلے نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف“...... دوسری طرف سے گارج نے جیسے مرے مرے سے لہجے میں کہا اور مارشل ڈریلے نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”نانسنس۔ میں نے اس سے جتنا عمران سے بچنے کے لئے کہا تھا۔ اس نے اتنی ہی بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا ہے اور خواہ مخواہ عمران کو اپنا دشمن بنا لیا ہے“...... مارشل ڈریلے نے غصے سے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

”بروک بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی ماسٹر کنٹرول روم کے انچارج بروک کی آواز سنائی دی۔

”مارشل ڈریلے بول رہا ہوں“...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم“...... بروک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بروک۔ پاکیشیا میں ہماری لیڈی ایجنٹ بلیک فیری پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھ چڑھ گئی ہے۔ تم فوراً ایل وی مشین آن کرو اور چیک کرو کہ وہ زندہ ہے یا نہیں۔ اگر وہ زندہ ہے تو اس کے جسم میں چھپی ہوئی ایل وی ڈیوائس چارج کر کے اسے بلاسٹ کر دو تاکہ بلیک فیری، پاکیشیائی ایجنٹوں کو کوئی معلومات فراہم نہ کر سکے۔

سب کام چھوڑ کر سب سے پہلے یہی کرو"...... مارشل ڈریلے نے
تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔
"یس چیف۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں"...... بروک نے اسی
طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"چیکنگ کر کے مجھے رپورٹ دو"...... مارشل ڈریلے نے تحکمانہ
لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا جیسے ہی اس نے
رسیور رکھا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مارشل ڈریلے نے غصے
سے فون کی طرف دیکھا جیسے فون کی گھنٹی سن کر اسے شدید کوفت
ہوئی ہو۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا
لیا۔
"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے انتہائی
کرخت لہجے میں کہا۔
"کرنل آسٹن بول رہا ہوں۔ سپر لیبارٹری سے"...... دوسری
طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ یس کرنل آسٹن۔ کیسے ہیں آپ"...... مارشل ڈریلے
نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔
"میں ٹھیک ہوں مارشل۔ آپ سنائیں۔ آپ کیسے ہیں"۔ کرنل
آسٹن نے کہا۔
"میں ٹھیک ہوں"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔
"مارشل۔ میں نے آپ کو ایس ون کے لئے کال کی ہے۔ سپر

لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ایلڈس پوچھ رہے ہیں کہ ابھی تک آپ
نے انہیں ایس ون نہیں بھجوایا ہے۔ حالانکہ آپ نے ایک دو روز
تک انہیں بھیجنے کا وعدہ کیا تھا"...... کرنل آسٹن نے کہا۔
"میں نے اپنے ایک سپیشل ایجنٹ جس کا نام بروگو ہے کے
ہاتھ ایس ون بھیج دیا ہے۔ وہ راستے میں ہی ہوگا۔ جلد ہی وہ آپ
کے پاس پہنچ جائے گا"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔
"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کیا وہ آج یہاں پہنچ جائے گا"...... کرنل
آسٹن نے کہا۔
"ہاں۔ وہ ریلے گراس گیا ہے۔ وہاں سے وہ سپیشل ہیلی کاپٹر
کے ذریعے جزیرے پر پہنچ جائے گا۔ جزیرے پر آنے سے پہلے وہ
آپ سے ٹرانسمیٹر پر بات کرے گا۔ آپ اس سے کوڈ ورڈز طے کر
کے جزیرے پر آنے کے انتظامات کر لیں"...... مارشل ڈریلے نے
کہا۔
"اوکے۔ اس کی کال آئی تو میں اس سے کوڈ ورڈز طے کر لوں
گا"...... کرنل آسٹن نے کہا۔
"جب وہ آپ کے پاس پہنچ جائے تو آپ میری بھی اس سے
بات کرا دیں تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں کہ آپ کے پاس صحیح آدمی
پہنچا ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں اس کی آپ سے بات کرا دوں گا۔ آپ یہ
بتائیں کہ ایس ون کتنی مقدار میں ہے اور کس پیکنگ میں بھیجی گئی

ہے"..... کرنل آسٹن نے پوچھا۔

"ایس ون کی مقدار نو ہزار گرام ہے اور اسے میں نے ایک بلیک کرسٹل باکس میں پیک کرایا ہے۔ باکس سیلڈ ہے۔ اس پر زیرو میٹر لگا ہوا ہے جسے ایک کوڈ کی مدد سے ہی اوپن اور کلوز کیا جا سکتا ہے۔ جب باکس آپ تک پہنچ جائے تو آپ مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر لینا۔ میں آپ کو اس باکس کا کوڈ بتا دوں گا"..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اوکے اور کوئی بات"..... کرنل آسٹن نے کہا۔

"میرے پاس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے کرنل آسٹن"..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"کیسی اطلاع"..... کرنل آسٹن نے پوچھا۔

"مجھے انتہائی باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ایکریمیا کے ایک طاقتور اور انتہائی باوسائل سینڈیکیٹ، گارڈ سینڈیکیٹ کے چیف لارڈ ہارمن کو بھی ایس ون ایکریمیا پہنچنے کا علم ہو گیا ہے اور وہ اسی کوشش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طرح ایس ون اسے مل جائے۔ یہ بات وہ بھی جانتا ہے کہ ایس ون کے حصول کے لئے مارشل ایجنسی نے کام کیا ہے اور ایس ون سرکاری سطح پر ایکریمیا کے لئے حاصل کیا گیا ہے تاکہ اس کا ایکریمین لیبارٹری میں استعمال کر کے ایکریمیا کی ایٹمی پاور کو مزید طاقتور بنایا جا سکے اور ایکریمیا کے میزائل پوری دنیا کے میزائل سسٹم سے زیادہ طاقتور اور تیز رفتار

ہوں لیکن اس کے باوجود لارڈ ہارمن کی خواہش ہے کہ وہ ایس ون اسرائیل کے لئے حاصل کرے اور پاکیشیا سے جتنی مقدار میں بھی ایس ون حاصل کیا گیا ہے وہ اسرائیلی لیبارٹری میں پہنچایا جائے اور اسرائیل طاقتور اور تیز ترین میزائلوں میں ہی ایس ون کا استعمال کر سکے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ لارڈ ہارمن کو اس بات کا علم کیسے ہوا ہے کہ پاکیشیا سے ایس ون ہم نے حاصل کیا ہے لیکن بہرحال یہ طے ہے کہ اس کی نظر ایس ون پر ہے اور وہ ہم سے ایس ون حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اس نے فون پر مجھ سے رابطہ کیا تھا اور ایس ون کے لئے مجھے بھاری معاوضے کا لالچ دیا تھا کہ پاکیشیا سے میں نے جو ایس ون حاصل کیا ہے وہ اسے دے دوں لیکن میں نے اس کی تمام پیشکشیں ٹھکرا دی تھیں جس پر وہ شدید غصے کا اظہار کر رہا تھا۔ مجھے اس کے غصے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنے ملک کا وفادار ہوں اور ملک سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتا اس لئے میں نے فوری طور پر فیصلہ کرتے ہوئے ایس ون سپر لیبارٹری میں بھجوا دیا ہے اور یہ کام میں نے انتہائی راز داری سے کیا ہے تاکہ لارڈ ہارمن کو اس بات کی خبر نہ مل سکے کہ مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے ایس ون سپر لیبارٹری پہنچ چکا ہے۔ میں آپ کو یہ سب کچھ اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں نے اپنے طور پر ایس ون کی حفاظت کی تھی اور اس میں کامیاب رہا تھا لیکن اب چونکہ ایس ون سپر لیبارٹری پہنچ جائے گا اس لئے اس کی

حفاظت کا سارا انتظام اب آپ کو کرنا ہے۔ آپ سپر لیبارٹری کے چیف سیکورٹی انچارج ہیں۔ اگر لارڈ ہارمن کو اس بات کی خبر مل گئی کہ ایس ون سپر لیبارٹری پہنچ چکا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ایس ون حاصل کرنے کے لئے سپر لیبارٹری پر اٹیک کرے اور وہاں سے ایس ون حاصل کرنے کی کوشش کرے"...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ مارشل ڈریلے کہ آپ نے مجھے سارے حقائق سے باخبر کر دیا ہے۔ ایک بار ایس ون لیبارٹری میں پہنچ جائے تو پھر آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے لیبارٹری کی حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا ہے۔ اس لیبارٹری تک لارڈ ہارمن تو کیا میری اجازت کے بغیر ایک چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ لارڈ ہارمن یا اس کے آدمی سپر لیبارٹری پر حملہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ انہیں یہاں سوائے بھیانک موت کے اور کچھ نہیں ملے گا"...... کرنل آسٹن نے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ مجھے اور کوئی فکر نہیں ہے۔ فکر صرف اس بات کی ہے کہ ہم نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پاکیشیا سے ایس ون ایکریمیا کے لئے حاصل کیا ہے۔ جس کا فائدہ صرف ایکریمیا کو ہی ہونا چاہئے۔ اسرائیل ہمارا حلیف ملک ہے لیکن ہمارے مقابلے میں اس کی جنگی طاقت بڑھ جائے یہ ہمیں منظور نہیں ہے اور نہ ہم کبھی ایسا ہونے دیں گے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ لارڈ ہارمن ہم سے ایس ون حاصل نہیں کر سکے گا چاہے وہ اس کے لئے جس قدر مرضی جتن کر لے"۔ کرنل آسٹن نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ آپ انتظار کریں۔ میرا آدمی جلد ہی ایس ون لے کر آپ کے پاس پہنچ جائے گا"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اوکے۔ میں اسی کے انتظار میں ہوں"...... کرنل آسٹن نے کہا اور مارشل ڈریلے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران ڈارک روم میں داخل ہوا۔ ڈارک روم میں نینسی ایک راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی تھی۔ جوزف اور جوانا اس کے سامنے دیوؤں کے انداز میں کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر نینسی بے حد ڈری اور سکڑے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا رنگ زرد تھا اور اس کے جسم میں اس قدر کپکپی تھی جیسے ان دو دیوؤں کو دیکھ کر اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"ڈر لگ رہا ہے ان سے"...... عمران نے اندر آ کر نینسی کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ انہیں یہاں سے ہٹاؤ۔ انہیں دیکھ کر مجھے بے حد خوف محسوس ہو رہا ہے"...... نینسی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"شکر کرو کہ یہ دونوں دیو ابھی تمہارے سر پر کھڑے ہیں۔ یہ آدم خور اور خون آشام ہیں۔ اگر انہیں میں نے نہ روکا ہوتا تو یہ

اب تک تمہارا سارا خون پی چکے ہوتے اور تمہارے جسم کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ ہوتی"...... عمران نے کہا تو نینسی اور زیادہ سہم گئی۔ اس کے جسم میں تھرتھری اور تیز ہو گئی تھی۔

"ڈرو نہیں۔ یہ صرف مجرموں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔ اگر تم انوسنٹ لڑکی ہو تو پھر تمہیں ان سے ڈرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انوسنٹ گرلز کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ بس یہ ثابت ہو جائے کہ تم سے کوئی بڑی غلطی نہیں ہوئی ہے تو یہ دونوں تمہاری عزت بھی کریں گے اور تمہاری خدمت بھی"...... عمران نے اسے سہمے دیکھ کر کہا۔ اس کے اشارے پر جوانا اور جوزف کمرے سے باہر چلے گئے تھے اور انہیں باہر جاتے دیکھ کر نینسی کے چہرے سے خوف قدرے کم ہو گیا تھا۔

"مم مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ فار گاڈ سیک میں نے کچھ نہیں کیا ہے"...... نینسی نے خوف بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس سے کوئی اور بات کرتا اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

"باس۔ کال آئی ہے"...... جوزف نے کہا تو اسے دیکھ کر نینسی کا پھر سے رنگ اُڑ گیا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مخصوص کمرے میں پہنچ کر اس نے سائیڈ پر رکھا ہوا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... عمران نے مختصر سے لہجے میں کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کوئی رپورٹ"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ صفدر نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ فائن ہوٹل میں موجود گارج نے کچھ دیر پہلے کمرہ چھوڑ دیا تھا وہ وہاں سے نکل چکا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا ان دونوں نے اس کمرے کی تلاشی لی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کمرہ بالکل خالی ہے۔ انہیں وہاں سے گارج کے خلاف کوئی کلیو نہیں ملا۔ گارج خاصا ہوشیار تھا وہ اپنے پیچھے کوئی سراغ چھوڑ کر نہیں گیا"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سے کہو کہ وہ کاؤنٹر سے گارج کا حلیہ معلوم کریں اور پھر تم ممبران کو اس کی تلاش پر لگا دو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ملک سے فرار ہونے کی کوشش میں ہو اس لئے ممبران سے ایئر پورٹ اور شہر سے باہر جانے والے تمام راستوں کی چیکنگ کراؤ۔ اس کا ٹریس ہونا ضروری ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں کہہ دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر عمران نے بلیک زیرو کو چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ رسیور رکھ کر کمرے سے نکل آیا۔ عمران نے سب سے پہلے جا کر بنکر میں

قید اپنے ساتھیوں کو رہائی دلائی تھی اور پھر اس نے انہیں گارج کا حلیہ بتا کر واپس جانے کا حکم دیا تھا کہ وہ اسے تلاش کریں۔ عمران نے انہیں گارج کو جو حلیہ بتایا تھا اس حلیئے کے ایک آدمی کی انہیں شہر کے فائن ہوٹل میں ہونے کی اطلاع ملی تھی لیکن ان کے پہنچنے تک اس نے ہوٹل چھوڑ دیا تھا۔

چونکہ گارج ہوٹل سے نکل چکا تھا اس لئے عمران اب نینسی سے سب کچھ اگلوانا چاہتا تھا۔ سپیشل روم سے نکل کر وہ ڈارک روم میں آ گیا۔ جوزف اس کی نگرانی کے لئے وہیں موجود تھا۔

"تمہارا نام نینسی ہے اور تم ایکریمیا میں بلیک فیری کے نام سے مشہور ہو"...... عمران نے اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... نینسی نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"اور یہ بھی سچ ہے کہ تم ایکریمین مارشل ایجنسی کے لئے کام کرتی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں فری لانسر ہوں۔ میں گارج کے ساتھ کام کرتی ہوں۔ وہ جب بھی کسی فارن مشن پر جاتا ہے تو مجھے اپنے ساتھ لے جاتا ہے"...... نینسی نے جواب دیا۔

"جب گارج نے زیرو بنک کے سیکورٹی انچارج کرنل شفقت محمود کو اپنی ٹرانس میں لے کر اس کے ذریعے ایس ون حاصل کیا

تھا تو کیا تب بھی تم اس کے ساتھ تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اس کے ساتھ ہی یہاں آئی تھی لیکن سارا کام اس نے خود کیا تھا۔ میں نواب حاکم علی کے مہمان خانے میں ہی رہتی تھی"...... نینسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جب تم ایس ون یہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے تو پھر تم دونوں کو دوبارہ یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے اس بات کا تو اندازہ ہے کہ گارج اس بار زیرو بنک کو تباہ کرنے کے لئے یہاں آیا ہے لیکن وہ زیرو بنک سے کچھ اور بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا تم جانتی ہو کہ وہ اب کیا حاصل کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ اس نے تمہارے سامنے ہی کہا تھا کہ وہ زیرو بنک کو تباہ کرنے سے پہلے وہاں سے کچھ اور بھی نکالنا چاہتا ہے۔ مجھے بھی اس پر حیرت ہوئی تھی کیونکہ گارج جب سے یہاں آیا ہے اس کا مقصد کرنل شفقت مرزا کو ہلاک کرنا اور زیرو بنک کو تباہ کرنا ہی تھا پھر اس کا نیا کون سا کام نکل آیا اس کے بارے میں مجھے اس نے کچھ نہیں بتایا تھا"...... نینسی نے کہا۔

"اس نے پہلے آ کر کرنل شفقت مرزا کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا اور ایس ون حاصل کیا تھا تو وہ اس کے ذریعے اپنا دوسرا کام بھی کر سکتا تھا اور کرنل شفقت مرزا کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ زیرو بنک کو بھی تباہ کر سکتا تھا پھر اس نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ دوسرے

مشن کے لئے اسے دوبارہ آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی"...... عمران نے کہا۔

"میں بتا تو رہی ہوں کہ میں یہ سب نہیں جانتی۔ مجھے تو وہی معلوم ہے جو میں تمہیں بتا چکی ہوں"...... نینسی نے سر جھٹک کر کہا۔

"اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ گارج کہاں ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"پہلے ہم نواب حاکم علی کے نواب محل میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن جب کرم داد نے تمہیں کال کی اور اس کے بعد گارج کو پتہ چلا کہ نواب حاکم علی تو اپنی حویلی میں ہلاک ہو چکا ہے تو مجھے شک ہوا اور میں سمجھ گئی کہ کرم داد سے جس نواب حاکم علی نے بات کی تھی وہ سوائے تمہارے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تم ہی ایک ایسے انسان ہو جو دوسروں کی آوازوں کی بخوبی نقل کر سکتے ہو۔ گارج نے بھی خطرہ بھانپ لیا اس لئے ہم نے فوری طور پر وہ جگہ چھوڑ دی اور ایک کرمنل گروپ کو ہائر کر کے اس سے ایک رہائش گاہ حاصل کی اور وہاں منتقل ہو گئے لیکن چونکہ ہمیں دارالحکومت آنا جانا پڑتا تھا اس لئے ہم نے فائن ہوٹل میں بھی ایک کمرہ بک کرا لیا۔ زیرو بنک کا مشن پورا کرنے کے بعد ہمارا اسی ہوٹل میں منتقل ہونے کا پروگرام تھا اور پھر ہم یہاں سے نکل جاتے"...... نینسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں کے الگ ہونے کے بعد ایک دوسرے سے رابطے کا کیا ذریعہ ہوتا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم دونوں ساتھ ہی رہتے ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ہمیں الگ ہونا بھی پڑتا تو ہم سیدھے فائن ہوٹل پہنچ جاتے''...... نینسی نے جواب دیا۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ گارج تمہیں مصیبت میں چھوڑ کر بھاگ جائے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔ وہ مجھے کسی بھی صورت میں چھوڑ کر نہیں بھاگ سکتا''...... نینسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پہاڑی دراڑ میں تو وہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ تم مجھ سے ٹکرا کر جس طرح چٹان پر گری تھی اور تمہارا سر چٹان سے ٹکرایا تھا اس لئے ہو سکتا ہے اس نے یہی سمجھ لیا ہو کہ تم ہلاک ہو چکی ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ایسا نہیں ہے۔ اگر اسے شک ہوتا کہ میں ہلاک ہو چکی ہوں تب بھی وہ میری لاش وہاں نہ چھوڑتا''...... نینسی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اپنے دل سے یہ غلط فہمی نکال دو بلیک فیری۔ تمہارا چاہنے والا تمہیں چھوڑ کر جا چکا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... نینسی نے چونک کر کہا۔

''وہ فائن ہوٹل آیا ضرور تھا لیکن اس نے وہاں تمہارا انتظار نہیں کیا تھا اور اس نے فوراً ہوٹل چھوڑ دیا تھا۔ اگر اسے تمہاری ذرا بھی پرواہ ہوتی تو وہ وہاں رک کر تمہارا انتظار ضرور کرتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا اور جہاں تک میرا اندازہ ہے کہ وہ اب یہاں نہیں رکے گا اور تمہارے بغیر ایکریمیا واپس چلا جائے گا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا۔ گارج مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا''...... نینسی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین پر ڈسپلے دیکھا تو ٹائیگر کی کال تھی۔

''ایک منٹ میں ابھی آتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا ڈارک روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... باہر آ کر عمران نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی رپورٹ''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ایئر پورٹ سے بول رہا ہوں باس۔ میں نے امیگریشن سے معلومات حاصل کی ہیں اور ایئر پورٹ پر نصب سی سی ٹی وی کی

فوٹیج بھی چیک کی ہیں۔ ان فوٹیج میں ایک آدمی چیک ہوا ہے جس
کا قد کاٹھ گارج سے ملتا جلتا ہے۔ میں نے اس کی تصویر سپیشل
گلاسز سے چیک کی ہے۔ وہ میک اپ میں تھا اور وہ گارج ہی
تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو کیا وہ یہاں سے نکل گیا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔
"یس باس۔ وہ یہاں سے پالینڈ گیا ہے اور پالینڈ سے وہ کہیں
بھی جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔
"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ اب وہ نہیں رکے گا اور فوراً یہاں
سے نکل جائے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
کہا۔
"میرے لئے کیا حکم ہے باس۔ کیا میں اس کے پیچھے جاؤں"۔
ٹائیگر نے پوچھا۔
"نہیں۔ ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ جب
ضرورت ہو گی تو میں کال کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔
"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے
کال ڈسکنکٹ کی اور ایک طویل سانس لے کر واپس ڈارک روم
میں آ گیا۔ نینسی انتہائی پریشانی کے عالم میں بیٹھی تھی۔
"وہی بات ہوئی۔ تم جس پر اتنا بھروسہ کرتی تھی کہ وہ تمہیں
چھوڑ کر یہاں سے جا چکا ہے"...... عمران نے نینسی سے مخاطب ہو

کر کہا۔
"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"...... نینسی
نے منہ بنا کر کہا۔
"تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے تو میں تمہیں ٹرانسمیٹر لا دیتا
ہوں۔ تم مارشل ڈریلے سے بات کر لو۔ وہی تمہیں بتا دے گا کہ
گارج یہاں سے واپس روانہ ہوا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔
"گارج مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ تم مجھے چکمہ دینے کی کوشش
کر رہے ہو"...... نینسی نے کہا۔
"چکمہ۔ کیسا چکمہ"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے سامنے مارشل ڈریلے سے بات
کروں اور تمہیں اس بات کی تصدیق کرا دوں کہ میرا اس سے تعلق
ہے یا نہیں تو کان کھول کر سن لو۔ میں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ میرا
مارشل ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں گارج کی منگیتر ہوں اور
بس"...... نینسی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"تو تم یہ نہیں جانتی کہ مارشل ڈریلے کہاں ہے اور مارشل
ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔ نینسی کی باتوں سے اسے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ
جھوٹ بول رہی ہے اور وہ سب کچھ جانتی ہے۔
"نہیں۔ بالکل نہیں"...... نینسی نے کہا۔

"اب تو تم میرے کسی کام نہیں آ سکتی۔ میں نے تمہیں بچا کر خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب"...... نینسی نے چونک کر کہا۔

"میں سمجھا تھا کہ تم مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر اور مارشل ڈریلے کے بارے میں سب کچھ جانتی ہو گی اور مجھے تم سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مارشل ڈریلے نے ایس ون کہاں رکھا ہے لیکن تم کہہ رہی ہو کہ تم صرف گارج کی منگیتر ہو اور کچھ نہیں۔ وہ تمہیں مردہ سمجھ کر فرار ہو گیا تھا۔ بہتر ہوتا کہ میں تمہیں زخمی حالت میں اسی دراڑ میں چھوڑ آتا۔ تم تڑپ تڑپ کر وہیں ہلاک ہو جاتی اور حشرات الارض تمہاری لاش نوچ کھاتے۔ میں نے خواہ مخواہ تمہیں وہاں سے اٹھایا۔ شہر لایا اور پھر تمہارا علاج کرایا۔ تمہارے سر پر گہری چوٹ لگی تھی۔ تمہارے علاج کے لئے مجھے بہت بھاگ دوڑ کرنی پڑی تھی۔ تم زندہ بچ گئی اور اب کہہ رہی ہو کہ تم کچھ بھی نہیں جانتی تو سیدھی سی بات ہے کہ میری ساری محنت اور بھاگ دوڑ اکارت چلی گئی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری احسان مند ہوں عمران کہ تم نے میری جان بچانے کے لئے اتنا سب کچھ کیا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں واقعی مارشل ایجنسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔ اگر میں جانتی ہوتی تو تمہیں سب کچھ بتا دیتی"...... نینسی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"چلو جتنا جانتی ہو اتنا ہی بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتی"...... نینسی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دونوں کالے دیوؤں کو بلاتا ہوں انہیں دیکھ کر شاید تمہارا سویا ہوا دماغ جاگ اٹھے اور تمہیں کچھ یاد آ جائے"...... عمران نے کہا تو نینسی بوکھلا گئی۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ انہیں یہاں مت بلانا۔ وہ واقعی دیوؤں سے کم نہیں ہیں۔ انہیں دیکھ کر میرا خون خشک ہو جاتا ہے۔ انہیں مجھ سے دور ہی رکھو"...... نینسی نے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ چند لمحے غور سے نینسی کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"پلیز عمران۔ فار گاڈ سیک۔ ان دونوں کو اندر نہ بھیجنا۔ میں سچ کہہ رہی ہوں میں واقعی مارشل ڈریلے اور اس کی ایجنسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور......" نینسی نے کہا۔ ابھی اس کا فقرہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ اچانک اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ یوں ساکت ہو گئی جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا۔ تم خاموش کیوں ہو گئی"...... عمران نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا لیکن نینسی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسی طرح ساکت تھی۔ اسی لمحے عمران

کو خطرے کا احساس ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دروازے کی طرف دوڑا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ یکلخت عقب میں ایک زور دار دھماکہ ہوا اور عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی طاقتور دیو نے اسے اٹھا کر پوری قوت سے ہوا میں اچھال دیا ہو۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے اور ٹھوس جسم کے مالک آدمی نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ فشر بول رہا ہوں"...... اس آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لارڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر نوجوان کے اعصاب یکلخت تن گئے اور وہ مستعد ہو گیا۔

"یس لارڈ۔ حکم"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پروجیکشن روم پہنچو۔ مجھے تم سے اور ہیلیے سے اہم بات کرنی ہے"...... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ"...... فشر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تھا۔ فشر چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ایک طویل

سانس لیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میز کے پیچھے سے نکل کر وہ اپنے
آفس سے باہر نکلا اور مختلف راستوں سے گزرتا ہوا ایک اور کمرے
میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ میٹنگ روم کے کمرے جیسا تھا جہاں ایک بڑی
سی میز تھی جس کے گرد بے شمار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہر کرسی
کے سامنے مائیک لگا ہوا تھا۔ سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین
نصب تھی جو آن تھی لیکن اس وقت بلینک تھی۔

میز کی ایک کرسی پر فشر جیسا ایک لمبا تڑنگا اور ٹھوس جسم کا مالک
نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ فشر کو دیکھ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آ گئے تم"...... نوجوان نے آگے بڑھ کر فشر سے ہاتھ ملاتے
ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم کب آئے"...... فشر نے پوچھا۔

"ابھی آیا ہوں"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"لارڈ۔ ہم دونوں سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے"...... فشر
نے کہا۔

"ہاں"...... نوجوان نے کہا۔ دونوں آگے بڑھے اور کرسیوں پر
بیٹھ گئے۔ ان کی نظریں بلینک سکرین پر تھیں۔ اسی لمحے ہال کی
لائٹس آف ہو گئیں اور سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر چند لمحے
لکیریں سی ناچتی رہیں پھر اچانک سکرین پر ایک ادھیڑ عمر آدمی کا
چہرہ نمودار ہوا۔ اس آدمی کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔
اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں جن میں لومڑیوں جیسی تیز چمک

تھی جو اس کی عیاری اور چالاکی کی غماز تھی۔

"فشر۔ ہیلے۔ اپنے مائیک آن کرو"...... ادھیڑ عمر نے سکرین
سے جیسے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو
فشر اور اس کے ساتھی ہیلے نے اپنے سامنے لگے ہوئے مائیک کے
بٹن پریس کر دیئے۔ دونوں مائیکس پر لگے ہوئے سرخ رنگ کے
بلب جل اٹھے۔

"مائیک آن ہیں لارڈ"...... فشر اور ہیلے نے ایک ساتھ کہا۔

"تم دونوں کو میں نے ایک بڑے اور اہم مشن کے لئے یہاں
بلایا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں یہ مشن صرف تم دونوں ہی پورا کر سکتے
ہو"...... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ۔ مشن کی تفصیلات کیا ہیں"...... فشر نے مؤدبانہ لہجے
میں پوچھا۔

"جیسا کہ تم دونوں جانتے ہو کہ پوری دنیا ایٹمی ٹیکنالوجی کے
پیچھے بھاگتی پھر رہی ہے اور اپنی ٹیکنالوجی دوسرے ممالک سے زیادہ
پاور فل اور مضبوط کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اسی طرح ہر ملک چاہتا
ہے کہ اس کے پاس دنیا کے طاقتور اور انتہائی تیز رفتار میزائل ہوں
ایسے میزائل جو نہ صرف چند لمحوں میں ہزاروں کلومیٹر کا سفر کر سکیں
بلکہ جس ملک پر گریں اس ملک کو تہس نہس کر دیں"...... لارڈ نے
کہا۔

"یس لارڈ۔ پوری دنیا اسلحے کے پیچھے دوڑ رہی ہے اور اس دوڑ

میں سب سے زیادہ آگے ایکریمیا ہے"...... فنشر نے کہا۔

"ہاں اور ایکریمیا، اسرائیل کو بھی اس قابل بنا رہا ہے کہ اسرائیل ایکریمیا کے بعد دنیا کی دوسری بڑی طاقت بن کر ابھرے۔ ایکریمیا نے جس طرح اسرائیل کا ساتھ دیا ہے اس سے واقعی ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ دشمن ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا لیکن جس طرح ایکریمیا اور اسرائیل جنگی ہتھیاروں کی دوڑ میں ہیں اسی طرح اس میدان میں مسلم ممالک بھی اتر آئے ہیں اور وہ بھی ہمارے مقابلے پر آ رہے ہیں اور ان میں خاص طور پر پاکیشیا ایسا ملک ہے جو اس دوڑ میں ہمارے برابر آنے کی کوشش کر رہا ہے بلکہ ہم سے بھی آگے جا رہا ہے۔ جو ہمارے لئے کسی خطرے سے کم نہیں ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اپنی طاقت کو اس حد تک مستحکم کر لیں کہ پاکیشیا تو کیا ایکریمیا بھی چاہے تو اسرائیل کے خلاف کبھی سر نہ اٹھا سکے۔ ہم اسرائیل کو گریٹ اسرائیل بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور ایکریمیا سے بالا بالا ایسی ایجادات کر رہے ہیں جس سے اسرائیل، ایکریمیا کی مدد کے بغیر اپنی طاقت میں اضافہ کر رہا ہے۔ اسرائیلی یہودیوں کی بھی ایکریمینز کی طرح یہی خواہش ہے کہ پوری دنیا پر ان کا راج ہو مگر دنیا میں نمبر ون پاور گریٹ اسرائیل ہی ہو"...... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اسرائیل دنیا کی سپریم

پاور بن جائے گا اور پوری دنیا کو گریٹ اسرائیل کو تسلیم کرنا پڑے گا"...... ہیلے نے کہا۔

"ہاں۔ اب وہ وقت دور نہیں ہے جب ایکریمیا کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ گریٹ اسرائیل دنیا کی نمبر ون پاور ہے"...... فنشر نے کہا۔

"اسرائیل ان دنوں دنیا کے سب سے بڑے، طاقتور اور تباہ کن میزائل بنا رہا ہے۔ ان میزائلوں کے لئے اسرائیل کو ایس ون نامی ایک دھات کی ضرورت ہے جو ایکریمیا کے پاس موجود ہے لیکن ایکریمیا، ایس ون کسی بھی قیمت پر اسرائیل کو دینے کے لئے تیار نہیں ہو رہا تھا۔ گو کہ ایکریمیا کے پاس بھی ایس ون کی مقدار زیادہ نہیں ہے لیکن اگر ایکریمیا، اسرائیل کو ایس ون مہیا کر دے تو اسرائیل، ایکریمیا سے زیادہ طاقتور اور تباہ کن میزائل بنا سکتا ہے لیکن ایکریمیا اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا اور اسرائیل کو ایس ون دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اسرائیل ان میزائلوں کو ہر صورت بنا کر کامیاب کرنا چاہتا ہے لیکن یہ میزائل ایس ون کے بغیر کسی کام کے نہیں ہیں۔ اسرائیل پوری دنیا میں ایس ون کی تلاش میں ہے۔ کچھ عرصہ قبل اسرائیل کو معلوم ہوا کہ ایس ون کی بڑی مقدار پاکیشیا میں موجود ہے۔ اگر پاکیشیا سے ایس ون حاصل کر لیا جائے تو اسرائیلی میزائل کی دنیا میں نمبر ون پوزیشن حاصل کر لے گا۔ اسرائیلی ایجنٹ ابھی پاکیشیا جا کر ایس ون تلاش کرنے کا سوچ ہی

رہے تھے کہ پتہ چلا کہ اس کی ایکریمیا کو بھی خبر ہو چکی ہے کہ پاکیشیا میں ایس ون موجود ہے۔ اس سے پہلے کہ اسرائیل کچھ کرتا ایکریمیا نے فوراً اپنے ایجنٹ پاکیشیا بھیج دیئے اور ان ایجنٹوں نے کامیاب آپریشن کر کے پاکیشیا سے ایس ون حاصل کر لیا۔ اسرائیل نے ایس جے میزائل تیار کئے ہوئے ہیں جس کے لئے میرا بھی کثیر سرمایہ لگا ہوا ہے لیکن ایس ون نہ ہونے کی وجہ سے ایس جے میزائل بے کار پڑے ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ ایکریمین ایجنٹوں نے پاکیشیا سے بھاری مقدار میں ایس ون حاصل کیا ہے تو میں نے اس ایجنسی کے چیف سے بات کی جس نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاکیشیا سے ایس ون حاصل کرایا تھا۔ وہ مارشل ایجنسی کا چیف مارشل ڈریلے ہے۔ میں نے اس سے ایس ون کی ڈیمانڈ کی اور اسے منہ مانگا معاوضہ دینے کا کہا تھا لیکن اس نے میری پیشکش ٹھکرا دی تھی اور مجھے ایس ون دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ میرے لئے یہ انتہائی اہم بات تھی کہ مارشل ایجنسی کے پاس ایس ون کی بڑی کھیپ موجود ہے جس کا اگر تھوڑا سا حصہ بھی ایکریمیا، اسرائیل کو دے دے تو اسرائیل کی طاقت میں لاکھوں گنا اضافہ ہو جائے گا۔ میرے اصرار پر اسرائیلی حکام اور خاص طور پر اسرائیل کے سینئر سائنس دان ڈاکٹر ایڈمس نے بھی ایکریمین حکام سے بات کی کہ ہمیں ایس ون مہیا کیا جائے لیکن ایکریمین حکام نے اس بات کو ماننے سے ہی انکار کر دیا کہ ان کے پاس ایس ون کی

معمولی سی بھی مقدار موجود ہے۔ بہرحال مجھے یہ کنفرم تھا کہ ایس ون کی بڑی مقدار مارشل ایجنسی کے پاس ہے۔ میں نے فوری طور پر مارشل ایجنسی میں موجود اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا۔ میرا ارادہ تھا کہ مارشل ڈریلے اگر مجھے کسی بھی قیمت پر ایس ون نہیں دینا چاہتا تو میں اس سے ایس ون چھین لوں گا اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ لیکن مارشل ڈریلے انتہائی چالاک اور کائیاں انسان ہے اس نے ایس ون نجانے کہاں چھپائی ہوئی تھی کہ کوشش کے باوجود میرے آدمی اس کا پتہ نہیں لگا سکے تھے اور اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ مارشل ڈریلے نے ایس ون ایکریمیا کی ٹاپ ون، سپر لیبارٹری میں بھیج دی ہے“...... لارڈ نے کہا۔

”کتنی مقدار ہے ایس ون کی جو سپر لیبارٹری میں بھجوائی گئی ہے“...... فشر نے پوچھا۔

”نو ہزار گرام“...... لارڈ نے جواب دیا۔

”اس میں سے ہمیں کتنی مقدار کی ضرورت ہے“...... ہیلے نے پوچھا۔

”ہمیں ایک ہزار گرام بھی مل جائے تو ہمارا کام بن سکتا ہے لیکن جس طرح ایکریمیا اور خاص طور پر مارشل ڈریلے نے مجھے ایس ون دینے سے انکار کیا تھا اس سے میرے دل میں ان کے لئے نفرت بھر گئی ہے اور اب میں ان سے ساری ایس ون حاصل کرنا چاہتا ہوں“...... لارڈ نے کہا۔

"آپ کہہ رہے ہیں کہ ایس ون ایکریمیا کی سپر لیبارٹری میں پہنچ گئی ہے تو پھر ہم وہاں سے اسے کیسے حاصل کر سکتے ہیں"...... فشر نے پوچھا۔

"میں نے سپر لیبارٹری کی تمام تفصیلات حاصل کر لی ہیں اور اب میں چاہتا ہوں کہ سپر لیبارٹری سے ایس ون حاصل کی جائے۔ یہی مشن سوچنے کے لئے میں نے تم دونوں کو بلایا ہے"...... لارڈ نے کہا تو فشر اور ہیلے یکلخت سیدھے ہو گئے۔

"اوہ۔ تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم دونوں سپر لیبارٹری پر اٹیک کریں اور وہاں سے ایس ون حاصل کریں"...... ہیلے نے کہا۔

"ہاں۔ تمہیں سپر لیبارٹری سے نہ صرف ایس ون حاصل کرنی ہے بلکہ سپر لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے۔ ایکریمیا کی یہی ایسی لیبارٹری ہے جہاں ایس ون کی طاقت کے حامل میزائل تیار کئے جا رہے ہیں۔ اگر یہ لیبارٹری تباہ کر دی جائے تو ایکریمیا میں ایسی اور کوئی لیبارٹری نہیں ہے جہاں ایس ون کی طاقت کے حامل میزائل تیار کئے جا سکیں۔ ایکریمیا کی یہ لیبارٹری تباہ ہو گئی تو پھر یہ ساری طاقت صرف اسرائیل کے پاس ہو گی اور میزائلوں کی دوڑ میں اسرائیل، ایکریمیا سے بھی ہزاروں گنا آگے نکل جائے گا"...... لارڈ نے کہا۔

"اگر ایکریمیا کو پتہ چل گیا کہ سپر لیبارٹری کی تباہی اور ایس ون کی چوری میں اسرائیل کا ہاتھ ہے تو کیا ایکریمیا اور اسرائیل

کے سفارتی تعلقات پر فرق نہیں پڑے گا۔ ایکریمیا جو اسرائیل کا حامی ملک ہے اگر یہ ہمارے خلاف ہو گیا تو"...... ہیلے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سپر لیبارٹری کی تباہی کے لئے اسرائیل ڈائریکٹ ایکشن نہیں لے گا۔ نہ ہی اس کے لئے کوئی سرکاری ایجنسی ہائر کی جائے گی۔ یہ کام ہمارا گارڈ سینڈیکیٹ کرے گا۔ گارڈ سینڈیکیٹ ایکریمیا میں موجود ہے اور ہم بھی یہیں ایکریمیا کے رہنے والے ہیں۔ لیبارٹری کی تباہی اور ایس ون کی چوری کا سارا الزام ہم اپنے سر لیں گے اور ایکریمیا پر یہی ظاہر کیا جائے گا کہ ہم نے اپنی طاقت اور دولت بڑھانے کے لئے ایس ون عالمی منڈی میں فروخت کی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا ایکریمین ایجنسیاں اور ایجنٹ ہمارے خلاف حرکت میں آ جائیں گے لیکن ہم یہاں برسوں سے کام کر رہے ہیں۔ یہاں صرف گارڈ سینڈیکیٹ کا نام سنا جا سکتا ہے کوئی یہ نہیں جانتا کہ گارڈ سینڈیکیٹ کا چیف کون ہے اور اس کے ورکرز کون ہیں۔ ایکریمین ایجنسیاں لاکھ سر پٹخ لیں وہ ہمیں کسی بھی طرح تلاش نہیں کر سکیں گی"...... لارڈ نے کہا۔

"یہ درست ہے چیف کہ گارڈ سینڈیکیٹ کے بارے میں ایکریمین ایجنسیوں کے پاس زیادہ معلومات نہیں ہیں لیکن کچھ ایجنسیاں ایسی ہیں جو یہ جانتی ہیں کہ گارڈ ایجنسی یہودیوں کی تنظیم ہے اور اس کا تعلق اسرائیل سے ہے"...... ہیلے نے کہا۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اسرائیل سمیت ایکریمیا میں ایسی بے شمار مجرم تنظیمیں ہیں جو یہودیوں پر مشتمل ہے۔ تم اس انداز میں کام کرنا کہ اپنے پیچھے کوئی نشان نہ چھوڑنا۔ جب ایکریمین ایجنسیوں کو تمہارا کوئی نشان ہی نہیں ملے گا تو کوئی ہم پر کیسے الزام لگا سکتا ہے کہ ہم نے ہی ایس ون حاصل کی ہے یا سپر لیبارٹری کی تباہی میں ہمارا کوئی ہاتھ ہے"...... لارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ آپ ہمیں سپر لیبارٹری کی لوکیشن بتائیں۔ ہم آج سے ہی اپنا کام شروع کر دیتے ہیں اور ہم جلد سے جلد اس لیبارٹری تک پہنچ کر وہاں سے نہ صرف ایس ون حاصل کر لائیں گے بلکہ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیں گے اور ہم وہاں ایسا کوئی نشان نہیں چھوڑیں گے جس سے ایکریمین ایجنسیوں کو اس بات کا علم ہو کہ یہ سب گارڈ سینڈیکیٹ نے کیا ہے"...... فشر نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہیں چند ویڈیو کلپس دکھاتا ہوں۔ ان ویڈیو کلپس میں تمہیں لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات مل جائیں گی اور تمہارا کام آسان ہو جائے گا"...... لارڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ کلپس دکھائیں"...... ہیلے نے کہا۔ اسی لمحے سکرین سے لارڈ کا چہرہ غائب ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے سکرین بلینک ہوئی اور پھر سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ سکرین پر ایک پہاڑی علاقے کا منظر تھا۔ منظر میں ویران اور بنجر علاقہ دکھائی دے

رہا تھا جو دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ چھوٹی بڑی پہاڑیوں میں جگہ جگہ دراڑیں اور غاروں کے دہانے دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ کنسلانا کا پہاڑی علاقہ ہے۔ اسی پہاڑی علاقے میں ایکریمیا کی ٹاپ ون، سپر لیبارٹری موجود ہے"...... کمرے میں لارڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ میں نے یہ سارا علاقہ دیکھا ہوا ہے"...... ہیلے نے کہا۔

"گڈ شو۔ پھر تو تم ان تمام پہاڑیوں کو بخوبی پہچان سکتے ہو"۔ لارڈ کی آواز آئی۔

"یس چیف"...... ہیلے نے جواب دیا۔

"سپر لیبارٹری انہی پہاڑیوں کے کسی حصے میں زیر زمین موجود ہے۔ لیبارٹری کہاں ہے اس کا تو پتہ نہیں چل سکا لیکن میرے ساتھیوں نے اس علاقے کی چھان بین کر کے اور سائنسی آلات سے کچھ ایسے خاص پوائنٹس تلاش کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ زیر زمین کچھ ایسے راستے ہیں جن کے بارے میں برملا کہا جا سکتا ہے کہ وہ لیبارٹری کے سیف اور سیکرٹ راستے ہیں۔ اگر ان راستوں سے گزر کر آگے بڑھا جائے تو سپر لیبارٹری تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اب میں تمہیں ایک پہاڑی غار دکھاتا ہوں۔ اس غار میں بھی ایک راستہ موجود ہے جو پہاڑی کے اندر ہی اندر ہوتا ہوا دور تک جاتا ہے اور زمین کے اندر اترتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ راستہ

طویل ہے لیکن یہ کنفرم ہے کہ یہ راستہ سپر لیبارٹری تک ہی جاتا ہے۔ تم دونوں اس پہاڑی کو غور سے دیکھ لو۔ اس غار کو ٹریس کر کے تم سیکرٹ وے میں داخل ہو جانا اور لیبارٹری تک پہنچ جانا۔ اس کے بعد تمہیں کیا کرنا ہے یہ تم بہتر جانتے ہو"...... لارڈ نے کہا۔ سکرین پر مختلف پہاڑیوں کے مناظر ابھر رہے تھے۔ کیمرہ ایک بڑی چٹیل پہاڑی کی طرف جا رہا تھا جس میں ایک غار کا بڑا سا دہانہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس دہانے کے آگے جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ جھاڑیوں کے باوجود دہانہ واضح دکھائی دے رہا تھا۔ کیمرہ آگے بڑھا اور پھر اس دہانے سے غار میں داخل ہو گیا۔ غار کافی وسیع و عریض اور کشادہ تھا۔ غار کے اندر بھی زمین جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ کچھ دور تک تو کیمرہ غار میں آگے بڑھتا رہا۔ جب تک روشنی رہی غار کے اندرونی مناظر دکھائی دیتے رہے پھر آگے تاریکی ہونا شروع ہو گئی پھر اچانک کیمرہ آف ہو گیا۔

"یہ کیا۔ کیمرہ کیوں آف ہو گیا ہے"...... ہیلے نے چونک کر کہا۔

"غار کے اس حصے میں پروٹیکشن سسٹم آن تھا جس نے کیمرہ آف کر دیا تھا۔ میرا آدمی اس غار تک تو پہنچ گیا تھا۔ وہ جس کیمرے سے شوٹنگ کر رہا تھا اس کی ڈائریکٹ ریکارڈنگ میرے پاس ریکارڈ ہو رہی تھی۔ اس ریکارڈنگ کے بعد میرا آدمی پکڑا گیا تھا۔ اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کے کیمرے سے

ساری فوٹیج بھی ختم کر دی گئی تھی۔ اگر میں یہ ریکارڈنگ ڈائریکٹ نہ کرتا تو مجھے اس غار کا کبھی علم نہ ہوتا۔ اس غار کی سائنسی طور پر سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ پوری لیبارٹری میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر ایلڈس ہے۔ لیبارٹری کی حفاظت کی سیکورٹی کی ذمہ داری ملٹری انٹیلی جنس کی ہے جس کا چیف کرنل آسٹن ہے"...... لارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے لارڈ۔ ہم نے ساری بات سمجھ لی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم ابھی روانہ ہو جاتے ہیں اور جلد سے جلد اپنی کارروائی مکمل کر کے آپ کو رپورٹ کرتے ہیں۔ بہت جلد ایس ون آپ کے پاس پہنچ جائے گا"...... فشر نے کہا۔

"کنسلانا کی ان پہاڑیوں میں ہمارا ایک گروپ بھی موجود ہے۔ اس گروپ کا انچارج سارم ہے۔ میں تمہیں اس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا دیتا ہوں۔ تم اس سے بات کر لو۔ وہ تمہیں فریش اپ ڈیٹ فراہم کر دے گا۔ سارم اور اس کا گروپ تم دونوں کے احکامات پر عملدرآمد کرے گا"...... لارڈ نے کہا۔

"یس لارڈ"...... ہیلے نے کہا اور لارڈ نے انہیں سارم کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا دی جسے فشر نے سامنے رکھے ہوئے نوٹ پیڈ پر نوٹ کر لیا۔

"میں نے تم دونوں کو کنسلانا لے جانے کے لئے بے آواز اور تیز رفتار ایف ایس ہیلی کاپٹر بھیج دیا ہے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر

آئے تم دونوں روانہ ہو جانا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں آج ہی ساری کارروائی مکمل کر لو“...... لارڈ نے کہا۔

”یس لارڈ۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم یہ کام آج ہی کر لیں گے“...... فشر نے کہا۔ لارڈ نے انہیں چند مزید ہدایات دیں اور پھر سکرین آف ہوتی چلی گئی۔

”کیا کہتے ہو ہیلے“...... فشر نے ہیلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کہنا کیا ہے۔ ہیلی کاپٹر آتے ہی ہم روانہ ہو جائیں گے اور اپنا کام شروع کر دیں گے“...... ہیلے نے مسکرا کر کہا تو فشر بھی مسکرا دیا پھر تقریباً دس منٹ کے بعد فشر کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے سکرین دیکھی جس پر اس کی پرسنل سیکرٹری کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔

”فشر بول رہا ہوں“...... فشر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”سینڈی بول رہی ہوں باس“...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کیوں فون کیا ہے“...... فشر نے اسی انداز میں کہا۔

”باس۔ ریڈ ٹاپ پر ایف ایف ایس ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا ہے“۔ سینڈی نے جواب دیا۔

”اس پر ریڈ مارک ہے“...... فشر نے پوچھا۔

”یس باس“...... سینڈی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ہیلے کے ساتھ ریڈ ٹاپ پر جا رہا ہوں۔ مجھے آنے میں دیر لگ جائے گی۔ کوئی میرے اور ہیلے کے بارے میں پوچھے تو کہہ دینا کہ ہم آؤٹ آف سٹی ہیں“...... فشر نے کہا۔

”یس باس۔ جیسا آپ کا حکم“...... سینڈی نے کہا اور فشر نے سیل فون کان سے ہٹا کر بٹن پریس کر کے کال ختم کر دی۔

”ہیلی کاپٹر پہنچ گیا ہے“...... فشر نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہیلے نے اثبات میں ہلایا اور پھر وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں پروجیکشن روم سے نکل کر باہر آئے اور ایک راہداری میں چلنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں سات منزلہ عمارت کی چھت پر تھے۔ چھت کافی وسیع و عریض تھی۔ چھت کے سنٹر میں ایک ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا جہاں سیاہ رنگ کا ایک جدید اور انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر پر سرخ رنگ کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا جس کے درمیان میں ایک انسانی ہاتھ تھا اور اس ہاتھ نے ایک پسٹل پکڑا ہوا تھا۔

ہیلی کاپٹر سٹارٹ تھا اور فرنٹ پر پائلٹ بیٹھا ہوا تھا۔ ہیلے اور فشر نے پائلٹ کو اشارہ کیا اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فشر پائلٹ کی سائیڈ سیٹ پر جبکہ ہیلے ہیلی کاپٹر کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ان دونوں کے ہیلی کاپٹر میں آتے ہی پائلٹ نے ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ بلندی پر آتے ہی ہیلی کاپٹر ایک طرف مڑا اور پھر انتہائی برق

رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

دو گھنٹوں کے بعد ہیلی کاپٹر اسی پہاڑی علاقے میں داخل ہو رہا تھا جسے وہ دونوں سکرین پر دیکھ چکے تھے۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر پہاڑیوں سے کافی فاصلے پر ایک ویران جگہ اتار لیا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی بڑی چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں اور جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

"آپ دونوں کو یہیں اترنا ہے۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتا"...... پائلٹ نے ہیلی کاپٹر ایک صاف جگہ اتارتے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور ہیلی کاپٹر سے نکل کر باہر کود گئے۔ جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر سے باہر نکلے، پائلٹ نے فوراً ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔

"یہاں تو ہر طرف ویرانی ہے۔ کوئی دکھائی نہیں دے رہا"۔ ہیلے نے ہیلی کاپٹر کے جانے کے بعد ایک چٹان پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سارم کو کال کرتا ہوں"...... فشر نے کہا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا لیکن انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے لارڈ کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ فشر کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"...... اس نے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ سارم اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہم یہاں پہنچ چکے ہیں سارم۔ تم کہاں ہو۔ اوور"...... فشر نے کہا۔

"میں نے آپ کو ہیلی کاپٹر میں آتے دیکھ لیا تھا۔ آپ کچھ دیر انتظار کریں۔ میں اپنے ساتھیوں کو لے کر آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ اوور"...... سارم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنی دیر تک۔ اوور"...... فشر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ بیس منٹ تک۔ اوور"...... سارم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اوور"...... فشر نے کہا۔

"اوکے۔ اوور"...... سارم کی آواز سنائی دی اور فشر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس نے بیس منٹ تک آنے کا کہا ہے۔ اس دوران اگر کرنل آسٹن کا کوئی آدمی یہاں آ گیا تو"...... ہیلے نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا"...... فشر نے کہا۔

"تو ہم کیا کریں گے۔ ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے۔ اگر سیکورٹی نے ہمیں گھیر لیا تو ہم ان سے اپنا بچاؤ کیسے کریں گے"...... ہیلے نے اسی انداز میں کہا۔

”ہمیں سیکورٹی زون سے کافی دور اتارا گیا ہے اور ہم یہاں جس ہیلی کاپٹر میں آئے ہیں اسے کوئی راڈار چیک نہیں کر سکتا۔ اس ہیلی کاپٹر میں جدید اسٹیلتھ ٹیکنالوجی نصب ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کو سوائے انسانی آنکھ سے دیکھنے کے کسی طرح نہیں دیکھا جا سکتا“...... فنشر نے کہا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ تب ہم اطمینان سے یہاں رک کر سارم کا انتظار کر سکتے ہیں“...... ہیلے نے کہا تو فنشر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب ظاہر ہے انہیں سارم کا ہی انتظار کرنا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے ایک چٹان پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور چاروں طرف دیکھتے ہوئے سارم کا انتظار کرنے لگے۔

”شکر ہے آپ کی جان بچ گئی۔ میں تو آپ کی حالت دیکھ کر سچ سچ گھبرا گیا تھا“...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ایک بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اس کے جسم پر بھی جگہ جگہ زخم دکھائی دے رہے تھے۔ بلیک زیرو کی بات سن کر وہ مسکرا دیا۔

”اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا کہ عین وقت پر مجھے خطرے کا احساس ہو گیا تھا اور میں نیگسی سے دور ہٹ گیا تھا ورنہ اس کے جسم میں لگی ہوئی ڈیوائس جس طرح بلاسٹ ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ میرے بھی پرخچے اُڑ جاتے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ اس کے جسم میں ایسی کون سی ڈیوائس لگی ہوئی تھی جو اچانک بلاسٹ ہو گئی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے جوزف نے کال کر کے بلایا تھا۔ جوزف اور جوانا کمرے کے باہر ہی موجود

تھے جب انہوں نے ڈارک روم میں دھماکے کی آواز سنی تھی۔ دھماکا
سنتے ہی وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے کرسی پر لڑکی کے
جسم کے ٹکڑے دیکھے۔ دروازے کے پاس عمران گرا ہوا تھا جو کافی
زخمی تھا۔ دونوں نے مل کر عمران کو اٹھایا اور اسے لے کر فوراً رانا
ہاؤس کے میڈیکل روم میں چلے گئے۔ ان دونوں نے عمران کے
زخم صاف کئے اور عارضی پٹیاں کر دیں۔ عمران بے ہوش تھا۔
جوزف نے فوراً اس واقعے کی بلیک زیرو کو اطلاع دی اور بلیک زیرو
ایک ڈاکٹر کے روپ میں وہاں پہنچ گیا۔ عمران کے جسم پر زخم دیکھ
کر وہ واقعی بوکھلا گیا تھا لیکن جب اس نے زخموں کا معائنہ کیا تو وہ
اتنے خطرناک نہیں تھے۔ اس نے جوزف اور جوانا کی باندھی ہوئی
پٹیاں اتار کر زخموں کو مخصوص دواؤں سے صاف کیا اور پھر نئی پٹیاں
باندھ کر عمران کو طاقت اور پین کلر انجکشن لگا دیئے۔ پندرہ منٹ بعد
ہی عمران کو ہوش آ گیا تھا۔ بلیک زیرو کو ڈاکٹر کے روپ میں دیکھ
کر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

"یہ کام شاید مارشل ڈریلے کا ہے۔ اسے گارج نے یقیناً بتا دیا
ہو گا کہ نینسی اگر زندہ ہے تو وہ یقیناً ہمارے قبضے میں ہو گی۔ نینسی
مارشل ڈریلے اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سب کچھ جانتی
تھی۔ ہم اس سے کوئی معلومات نہ لے سکیں اس لئے مارشل ڈریلے
نے اسے ہلاک کر دیا جس کے لئے ظاہر ہے اس نے نینسی کے
جسم میں کوئی ڈیوائس ہی لگائی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس ڈیوائس کی

مدد سے مارشل ڈریلے نے نینسی کو میرے سامنے دیکھ لیا ہو۔ ڈیوائس
بلاسٹ کر کے وہ نینسی کے ساتھ ساتھ مجھے بھی ہلاک کرنا چاہتا
ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا
کر کہا۔

"افسوس اس بات کا ہے کہ میں نینسی سے ایسی کوئی معلومات
حاصل نہیں کر سکا جو آگے چل کر میرے کسی کام آ سکیں"۔ عمران
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا نینسی نے آپ کو مارشل ڈریلے اور اس کی
ایجنسی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا"...... بلیک زیرو نے چونک کر
کہا۔

"نہیں۔ وہ اس بات سے ہی انکار کر رہی تھی کہ اس کا مارشل
ایجنسی سے کوئی تعلق ہے۔ وہ خود کو گارج کی منگیتر کہہ رہی تھی۔ اس
کے بولنے کے انداز سے مجھے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جھوٹ
بول رہی ہے۔ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھی۔ میں اس کا منہ کھلوانے
کے لئے دوسرے طریقے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ
سب کچھ ہو گیا جس کا مجھے تصور بھی نہ تھا"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مارشل ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں آپ کچھ بھی نہیں جانتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اب مجھے مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تلاش کرنے کے

لئے خود ہی سب کچھ کرنا پڑے گا اور اس کے لئے مجھے ایکریمیا جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''اس حالت میں آپ اتنا طویل سفر کیسے کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میری حالت اتنی بھی خراب نہیں ہے کہ میں سفر نہ کر سکوں۔ ملکی مفاد کے لئے ایسے چھوٹے موٹے زخموں کو اگنور کرنا پڑتا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا میں ٹیم کو تیار ہونے کا کہہ دوں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں مارشل ایجنسی کے خلاف فاسٹ ایکشن چاہتا ہوں اور ابھی تو مجھے مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو بھی ڈھونڈنا ہے۔ ٹیم ساتھ لے جا کر میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا اس لئے میں اپنے ساتھ دو تین افراد ہی لے کر جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''اور وہ دو تین افراد کون کون ہوں گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ٹائیگر اور دو افراد ٹیم سے ہی سلیکٹ کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا کہ ٹائیگر کے ساتھ آپ جوزف اور جوانا کو ساتھ لے جانے کا سوچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ جوزف اور جوانا اپنے قد کاٹھ اور رنگ کی وجہ سے

آسانی سے پہچانے جا سکتے ہیں اس لئے میں انہیں ساتھ لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا''...... عمران نے کہا۔

''تو ٹیم میں کن دو افراد کو لے جائیں گے آپ''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی آپ کو ایک دو روز ریسٹ کر لینا چاہئے۔ میں نے آپ کی بینڈیج کر دی ہے لیکن اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ سپیشل ہسپتال جا کر ڈاکٹر صدیقی سے ایک بار ضرور مل لیں تا کہ وہ آپ کی صحیح تشخیص کر سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جب ہوئی تو چلا جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔ تو کیا اب میں جا سکتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جاتے ہوئے جوزف سے کہنا کہ وہ مجھے ایس ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر لا کر دے دے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران سے ہاتھ ملا کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر تھا۔

''اب آپ کی طبیعت کیسی ہے باس''...... جوزف نے عمران کے قریب آ کر پوچھا۔

"ٹھیک ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کمرے میں آپ کا جسم خون سے لتھڑا دیکھ کر میری اور جوانا کی تو حالت ہی خراب ہو گئی تھی۔ ہم یہی سمجھے تھے کہ خون آپ کا ہے لیکن پھر جب ہم نے آپ کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ جس لڑکی کا جسم بلاسٹ ہوا تھا اس کے خون سے آپ کا لباس بھر گیا تھا۔ اس کا خون سارے کمرے اور دیواروں پر بھی پھیل گیا تھا"۔ جوزف نے کہا۔

"جب ڈارک روم میں دھماکا ہوا تھا تب تم دونوں کہاں تھے"۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم دونوں باہر ہی کھڑے تھے باس"...... جوزف نے کہا۔

"ڈارک روم کا ساؤنڈ پروف سسٹم آن تھا۔ پھر تم دونوں نے اندر ہونے والے دھماکے کی آواز کیسے سن لی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے بے اختیار دانت نکال لئے۔

"دھماکے کی آواز بے حد کم تھی لیکن میرے حساس کانوں نے یہ آواز سن لی تھی۔ میں نے جوانا کو بتایا کہ اندر دھماکا ہوا ہے تو اس نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ اس نے ایسی کوئی آواز نہیں سنی تھی۔ میرے زور دینے پر جب وہ اندر داخل ہوا تو اندر کا ماحول دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ اسے بھی یقین آ گیا کہ میرے کان اس قدر حساس ہیں کہ معمولی سی آواز بھی سن سکتے

ہیں"...... جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اتنے دانت نہ نکالو ورنہ جھڑ جائیں گے"...... عمران نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے ٹرانسمیٹر منگوایا تھا"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ لاؤ مجھے دو اور میرے لئے اچھی سی کافی بنا کر لاؤ"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے ٹرانسمیٹر اسے دے دیا اور سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لئے کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"۔ عمران نے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ باڈونا اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی ایک عورت کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے۔ میں نے تو اپنی سوکھی سڑی، دبلی پتلی، کالی اور بھوت آنٹی کو کال کیا تھا جو کالے اور موٹے جن کے ساتھ رہتی ہے پھر یہ ٹرانسمیٹر سے مجھے کسی چڑیل کی آواز کیسے سنائی دے رہی ہے کہیں غلطی سے میں نے کسی چڑیل گھر کی فریکوئنسی تو ایڈجسٹ نہیں کر لی۔ باڈونا۔ توبہ کس قدر خوفناک نام ہے۔ اوور"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کون بول رہے ہو تم۔ اوور"...... دوسری طرف سے غراہٹ بھرے لیکن حیرت زدہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں تو ایک سیدھا سادا اور معصوم سا انسان ہوں۔ انسانی دنیا میں رہتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے پرنس آف ڈھمپ بولا تھا۔ کیا تم واقعی پرنس ہو۔ وہی پرنس جو مجھے بھوت آنٹی کہتا ہے۔ اوور"...... باڈونا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کروں۔ بچپن سے سنا ہے کہ جن مردوں اور عورتوں کی گردن نہیں ہوتی وہ جن بھوت ہی ہوتے ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"گردن نہیں ہوتی۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم یہ سب اس لئے کہہ رہے ہو کہ میری گردن چھوٹی ہے اور کاندھوں سے ملی ہوئی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی وہی نائی بوائے ہو جو مجھے اسی طرح ستایا کرتے تھے۔ اوور"...... دوسری طرف سے باڈونا نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"ستاتا کم ہوں اور ڈرتا زیادہ ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا تو باڈونا کی تیز ہنسی ابھری۔

"آج اتنے عرصے بعد تمہیں اپنی اس آنٹی کی کیسے یاد آ گئی۔ میں تو سمجھی تھی کہ تم مجھے بھول ہی چکے ہو نائی بوائے۔ اوور"...... باڈونا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھول جاتا تو زیادہ اچھا تھا لیکن آپ روزانہ موٹے اور کالے انکل کے ساتھ میرے خواب میں آتی ہیں۔ آپ کو دیکھ کر تو زیادہ ڈر نہیں لگتا لیکن خواب میں جب بھی مجھے انکل کا چہرہ دکھائی دیتا ہے تو خوف سے میری چیخ نکل جاتی ہے اور میں جاگ جاتا ہوں اس کے بعد مجھے نیند ہی نہیں آتی۔ اوور"...... عمران نے کہا تو باڈونا ایک بار پھر ہنس دی۔

"اب وہ اتنا بھی موٹا اور سیاہ نہیں ہے جسے تم خواب میں بھی دیکھ کر ڈر جاؤ۔ اوور"...... باڈونا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ ساتھ رہ کر ان کی عادی ہو گئی ہیں اس لئے کہہ رہی ہیں۔ میں تو ان کا سوچتے ہی کانپنا شروع کر دیتا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے کہا تو باڈونا کی ہنسی اور تیز ہو گئی۔

"اچھا۔ یہ سب چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ آج اتنے عرصے کے بعد تمہیں میری یاد کیسے آ گئی۔ ضرور تمہیں مجھ سے کوئی اہم کام ہو گا ورنہ تم اس طرح مجھے کال کرو یہ تو ہو نہیں سکتا۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے یہ چیک کرنے کے لئے کال کی ہے کہ انکل ابھی تک زندہ ہیں یا ان کا قصہ تمام ہو چکا ہے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زندہ ہیں وہ۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اوور"...... باڈونا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا کہ اب تک اس کالے اور موٹے بھوت سے آپ کی جان چھوٹ چکی ہو گی اور میرا اسکوپ بن جائے گا۔ اوور"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تمہارا اسکوپ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔ اوور"...... باڈونا نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"موٹے انکل تو مجھے اپنا بیٹا بنانا نہیں چاہتے۔ ایک آپ ہی ہیں جو میرے لئے کچھ کر سکتی ہیں۔ اگر وہ آنجہانی ہو جاتے تو میں آپ کا لے پالک بیٹا بن جاتا اس طرح آپ کی اور موٹے انکل کی جائیداد تو مجھے مل جاتی۔ اوور"...... عمران نے کہا تو باڈونا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا تو تم اس لئے بیٹا بننا چاہتے ہو کہ ہماری جائیداد ہتھیا سکو۔ اوور"...... باڈونا نے ہنسی روک کر مصنوعی غصے سے کہا۔

"تو اور کیا۔ آپ کی کون سی اولاد ہے۔ آپ کے آنجہانی ہونے کے بعد کم از کم میں آپ دونوں کے لئے آپ کی دی ہوئی جائیداد سے خیرات تو کرتا رہوں گا تاکہ آپ کی روحوں کو سکون میسر آ سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا تو باڈونا کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"تب پھر تمہیں ابھی کئی سالوں تک انتظار کرنا ہو گا نائی بوائے۔ تمہارے موٹے اور کالے انکل کے آنجہانی ہونے میں ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ اوور"...... باڈونا نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"کیوں۔ کیا انہوں نے لانگ لائف کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو۔ اوور"...... باڈونا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر تو مجھے ساری لائف کنوارا ہی رہنا پڑے گا۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"کنوارا۔ کیا مطلب۔ کیوں کنوارے ہو گے تم۔ اوور"۔ باڈونا نے چونک کر کہا۔

"میں جس لڑکی کو چاہتا ہوں اسے میں نے بھی کہہ رکھا ہے کہ ایکریمیا میں میری ایک آنٹی ہے۔ اس نے وصیت بنا رکھی ہے کہ جب اس کا شوہر ہلاک ہو گا تو وہ مجھے اپنا بیٹا بنا کر اپنی ساری جائیداد میرے نام کر دے گی۔ اس نے بھی کہہ دیا ہے کہ جب تک مجھے جائیداد نہیں مل جاتی اس وقت تک وہ مجھ سے شادی نہیں کرے گی۔ جب تک شادی ہی نہیں ہو گی تو ظاہر ہے مجھے کنوارا ہی رہنا ہے۔ اوور"...... عمران کی زبان چل پڑی اور باڈونا کا ہنستے ہنستے برا حال ہو گیا۔

"تم بتاؤ۔ تمہیں کتنی دولت چاہئے۔ میں آج ہی اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ تمہیں ٹرانسفر کرا دیتی ہوں۔ اوور"...... باڈونا نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ آپ کی جائیداد ہے ہی کتنی۔ میری نظر تو انکل کی جائیداد پر ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر مجبوری ہے۔ تمہیں واقعی اس کے مرنے تک کنوارا ہی رہنا پڑے گا۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"اچھا آنٹی یہ بتائیں کہ کیا موٹے اور کالے انکل اب بھی مارشل ایجنسی کے لئے کام کرتے ہیں یا انہوں نے ریٹائرمنٹ لے لی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اب آئے ہو تم اصل بات کی طرف نائی بوائے۔ کیوں پوچھ رہے ہو یہ سب۔ اوور"...... باڈونا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں آپ کو ساری بات بتا دیتا ہوں۔ امید ہے آپ اپنے بیٹے کی بات سمجھ جائیں گی اور مایوس نہیں کریں گی۔ اوور"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں کوشش کروں گی کہ میں اپنے بیٹے کو مایوس نہ کر سکوں۔ اوور"...... باڈونا نے صاف گوئی سے کہا۔

"گڈ شو۔ آپ نے کوشش کا کہہ دیا اب مجھے یقین ہے کہ آپ میرا ساتھ ضرور دیں گی۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اب بولو۔ کیا چاہتے ہو تم۔ اوور"...... باڈونا نے کہا تو عمران نے مارشل ایجنسی کے ایجنٹوں کی پاکیشیا آمد اور ان کی کارروائیوں کے بارے میں باڈونا کو تفصیل بتانی شروع کر دی۔ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ مارشل ایجنسی کے ایجنٹ کس طرح پاکیشیا سے ایس ون چوری کر کے لے گئے ہیں۔

"تو تم اب کیا چاہتے ہو۔ اوور"...... ساری بات سن کر باڈونا

نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ایس ون پاکیشیا کی امانت ہے اور یہ پاکیشیا میں ہی دریافت ہوئی ہے اس لئے میں اسے ہر صورت میں مارشل ایجنسی سے واپس پاکیشیا لانا چاہتا ہوں چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔ اوور"...... باڈونا نے پوچھا۔

"آپ بتائیں کہ انکل کارلوس اب بھی مارشل ایجنسی کے لئے کام کر رہے ہیں یا ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک سال قبل انہوں نے ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔ اب وہ مارشل ایجنسی کے لئے کام نہیں کرتے۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ مارشل ایجنسی میں کس حیثیت سے کام کرتے تھے اور ان کی ڈیوٹی کیا تھی۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یہ ایسے سیکرٹس ہیں جو میں تمہیں نہیں بتا سکتی بیٹا۔ تمہاری باتوں سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں یہ بتا سکوں کہ مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اوور"...... باڈونا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے

بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو تمہاری اس بات کا جواب یہ ہے کہ کارلوس کو ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ اسے کبھی ہیڈ کوارٹر نہیں جانے دیا گیا وہ ایک مخصوص سیکشن کا چیف تھا جو ایک مخصوص علاقے تک محدود تھا اور بس۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"تو کیا کارلوس کبھی مارشل ایجنسی کے چیف سے بھی نہیں ملا۔ اوور"......عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کبھی نہیں۔ اوور"...... باڈونا نے جواب دیا۔

"پھر تو کارلوس کو مارشل ایجنسی کے لئے کام کرنے والے ایجنٹوں کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ اوور"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مارشل ایجنسی کے تمام ایجنٹ سیکرٹ ہوتے ہیں۔ ان میں سے شاید ہی کوئی ایک دوسرے کو جانتا ہو۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ کا شکریہ آنٹی کہ آپ نے مجھ سے بات کی۔ بہت بہت شکریہ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اس میں شکریہ والی کون سی بات ہے۔ اور ایک منٹ۔ کال نہ کاٹنا۔ میں تمہیں ایک ٹپ دیتی ہوں ہوسکتا ہے کہ تمہارے کسی کام آ جائے۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"کیسی ٹپ۔ اوور"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اگر تم مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا چاہتے ہو تو ایکریمیا آ جاؤ۔ کنسلانا میں سی روز نامی ایک کلب ہے۔ اس کلب کے مالک اور جنرل مینجر چارلس کو چیک کرو۔ اس کا تعلق مارشل ایجنسی سے ہے اور وہ نہ صرف تمہیں مارشل ڈریلے کے بارے میں بتا سکتا ہے بلکہ اس کی مدد سے تم مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچ سکتے ہو۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"آپ کے خیال میں کیا وہ مارشل ایجنسی کے لئے کام کرتا ہے۔ اوور"......عمران نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ وہ مارشل ایجنسی کے لئے کام نہیں کرتا۔ وہ کارلوس کا دوست ہے اور کارلوس ریٹائرمنٹ کے بعد اکثر چارلس کے پاس ہی اٹھتا بیٹھتا ہے۔ دونوں کثرت سے شراب پیتے ہیں اور شراب کے نشے میں ہی ایک روز چارلس نے کارلوس کو بتایا تھا کہ کنسلانا کی شراب کی جو اے کوالٹی ہے وہ مارشل ڈریلے بے حد پسند کرتا ہے اور اس کے لئے ساری شراب اسی کے کلب سے سپلائی کی جاتی ہے۔ اس نے کارلوس سے چند مزید ایسی باتیں کی تھیں جس سے کارلوس کو اس پر شک ہوا کہ وہ مارشل ڈریلے کو ذاتی طور پر جانتا ہے اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں بھی جا چکا ہے۔ اوور"...... باڈونا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام بتایا ہے آپ نے اس آدمی کا۔ چارلس۔ اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ چارلس نام ہے اس کا اور وہ سی روز کلب کا مالک اور جنرل منیجر ہے۔ تمہیں کلب میں آسانی سے مل جائے گا۔ اوور"۔ باڈونا نے کہا۔

"آپ کا ایک بار پھر شکریہ آنٹی۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر یاد رکھوں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اس میں احسان والی کوئی بات نہیں ہے۔ تم میرے بیٹے ہو اور میں اپنے بیٹے کے لئے کچھ کر سکوں میرے لئے اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے اور ہاں اگر ہو سکے تو اس معاملے میں میرا نام کہیں نہ آئے۔ تم جانتے ہی ہو کہ مارشل ایجنسی ایک ایسی طاقت اور دہشت کا نام ہے جو تباہی اور بربادی پھیلانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اگر مارشل ڈریلے کو پتہ چل گیا کہ میں نے تمہیں کوئی انفارمیشن دی ہے تو وہ مجھ سمیت میرے سارے خاندان کو ختم کر دے گا۔ اوور"...... باڈونا نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں آنٹی۔ آپ بھول جائیں کہ آپ کی مجھ سے ایسی کوئی بات ہوئی ہے یا آپ نے مجھے کوئی ٹپ دی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ بیٹا۔ اوور"...... باڈونا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب آپ جلد سے جلد کالے اور موٹے انکل کو آنجہانی ہونے کا مشورہ دیں تاکہ ان کی جائیداد میرے نام ٹرانسفر ہو سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا تو باڈونا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور

عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ٹیبل پر پڑا ہوا اپنا سیل فون اٹھا لیا۔ اس نے سیل فون کے چند بٹن پریس کئے اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... رابطہ ملتے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ عمران نے اس کے پرسنل نمبر پر فون کیا تھا اس لئے بلیک زیرو نے بلا تامل اسے اپنا نام بتایا تھا۔

"پہنچ گئے دانش منزل"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ابھی پہنچا ہوں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میں آج رات ہی نکلنا چاہتا ہوں۔ تم میرے ٹائیگر، چوہان اور خاور کے کاغذات تیار کراؤ۔ چوہان اور خاور کو کال کر کے انہیں تیار رہنے کا حکم دے دو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں اور کاغذات بھی تیار کرا لیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے سیل فون بند کر کے میز پر رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے نیچے پڑے ہوئے جوتے پہنے اور بستر سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹرانسمیٹر کا بلب یکلخت جل اٹھا اور اس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو فشر اور ہیلے چونک پڑے۔ وہ دونوں ایک پہاڑی غار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں جو انہیں سارم نے مہیا کی تھیں۔

فشر نے سارم اور اس کے گروپ کو اس پہاڑی کی تلاش کے لئے بھیج دیا تھا جس کا راستہ لیبارٹری کی طرف جاتا تھا۔ ان دونوں نے احتیاطاً سارم سے مشین گنیں لے لی تھیں اور پھر وہ ایک غار میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔ فشر نے فوراً ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ سارم کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... بٹن پریس ہوتے ہی سارم کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ فشر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... فشر نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے لیبارٹری کے راستے کے بارے میں معلوم کر

لیا ہے۔ اوور''...... سارم نے کہا۔

''کیا تفصیلات ہیں۔ اوور''...... فشر نے کہا۔ سارم کی بات سن کر اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

''باس۔ جس غار کے بارے میں آپ نے بتایا تھا وہ آٹھویں پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک گول چٹان ہے۔ اسی میں ایک غار ہے۔ اوور''...... سارم نے کہا۔

''کیا تم اور تمہارا گروپ لیبارٹری پر حملے کے تیار ہے۔ اوور''۔ فشر نے پوچھا۔

''یس باس۔ ہم تیار ہیں۔ اوور''...... سارم نے جواب دیا۔

''سائنسی حفاظتی نظام کا توڑ موجود ہے تمہارے پاس۔ اوور''۔ فشر نے پوچھا۔

''یس باس۔ ہمارے پاس ہر قسم کے سائنسی اقدامات کا توڑ موجود ہے اور حساس اسلحہ بھی۔ اوور''...... سارم نے کہا۔

''اوکے۔ پوری ہوشیاری سے مشن مکمل ہونا چاہئے اور انتہائی تیزی سے۔ سمجھ گئے۔ اوور''...... فشر نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور''...... سارم نے کہا۔

''میں اور فشر باہر رہ کر اس بات کا خیال رکھیں گے کہ اس طرف کوئی اور فورس نہ آئے اور نہ ہی اس طرف ایئر اسکوارڈ آئے۔ اگر ایسا ہوا تو اس اسکوارڈ سے ہم دونوں نپٹ لیں گے۔ اوور''...... فشر نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... سارم نے کہا۔

"او کے۔ میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... فشر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ ہیلے۔ ہمیں باہر کی حفاظت کرنی ہے"...... فشر نے ہیلے سے کہا تو ہیلے نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں غار سے نکل کر باہر آ گئے۔ غار سے نکلتے ہی وہ پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ چوٹی پر پہنچ کر وہ ایک چٹان کے پیچھے رک گئے۔ یہاں سے وہ دور تک پھیلی ہوئی چھوٹی بڑی پہاڑیوں اور میدانی علاقوں کو صاف دیکھ سکتے تھے۔ اسی لمحے انہیں دور سے خوفناک اور مسلسل دھماکوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی ان دونوں کے چہروں پر بے چینی اور شدید اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔ اسی لمحے ایک ہولناک دھماکا ہوا اور انہوں نے ایک پہاڑی کو بکھرتے دیکھا۔

"یہ تو شاید وہی پہاڑی ہے جس میں ہمارے ساتھی گئے تھے"۔ ہیلے نے اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... فشر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو کہیں......" ہیلے نے کچھ کہنا چاہا۔

"خاموش رہو ہیلے۔ یہ انتہائی نازک لمحات ہیں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... فشر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو ہیلے نے ہونٹ بھینچ

لئے۔ پہاڑی کی طرف سے مسلسل مشین گنیں گرجنے اور زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ دور ہونے کے باوجود انہیں زمین اور پہاڑیاں ہلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے بیٹھے رہے اور انتظار کرتے رہے۔ دھماکوں کا سلسلہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو متحارب گروپ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے ہوں اور ان کے درمیان خوفناک فائٹ چھڑ گئی ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہاں ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

"شاید ختم ہو گیا سب کچھ"...... ہیلے نے بے چینی سے کہا۔

"ہاں"...... فشر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ پھر بیس پچیس منٹ اسی طرح خاموشی میں گزر گئے۔

"آخر وہاں ہو کیا رہا ہے۔ اتنی خاموشی کیوں ہے۔ تمہارے خیال میں کیا ہمارے سارے ساتھی ہٹ ہو گئے ہیں"...... ہیلے نے اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔ فشر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ طویل خاموشی کی وجہ سے اس کے اعصاب بھی تنے ہوئے تھے اور اس کے چہرے پر بھی بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ پھر اچانک ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں کی آواز سن کر وہ دونوں اچھل پڑے۔ فشر نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آن کیا۔

"ہیلو ہیلو۔ سارم کالنگ۔ اوور"...... بٹن پریس ہوتے ہی سارم کی آواز سنائی دی اور سارم کی آواز سن کر ان کے تنے ہوئے

اعصاب یکلخت ڈھیلے پڑ گئے اور ان کے چہروں پر سکون کے تاثرات نمودار ہوتے چلے گئے۔

"یس۔ فنشر اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... فنشر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"کامیابی باس۔ ہم نے وکٹری حاصل کر لی ہے۔ اوور"۔ سارم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو فنشر کے ساتھ ساتھ ہیلے کی آنکھوں میں بھی چمک ابھر آئی۔

"تفصیل بتاؤ۔ اوور"...... فنشر نے کہا۔

"غار اور لیبارٹری میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے۔ ساٹھ مسلح افراد تھے جن سے ہمارا مقابلہ ہوا ہے۔ ہم نے تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے اور ہمارے بھی سارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ میں اور میرا ایک ہی ساتھی زندہ ہے۔ بہرحال اب راستہ صاف ہے اور ہم لیبارٹری کے اندر موجود ہیں۔ اوور"...... سارم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ کیا تم نے لیبارٹری کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوور"...... فنشر نے پوچھا۔

"یس باس۔ لیکن ایک آدمی زندہ ہے۔ یہ لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر ایلڈس ہے۔ ہم نے اسے زندہ چھوڑ دیا ہے تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے۔ اوور"...... سارم نے کہا۔

"گڈ شو۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ تم ڈاکٹر ایلڈس کو زندہ رکھو۔

وہی ایک ایسا انسان ہے جو ہمیں ایس ون تک پہنچا سکتا ہے۔ اوور"...... فنشر نے کہا۔

"آپ آ جائیں۔ میں نے ڈاکٹر ایلڈس کو باندھ دیا ہے۔ وہ انتہائی خوفزدہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ خوف سے اس کی جان ہی نکل جائے۔ اوور"...... سارم نے کہا۔

"اوکے۔ ہم آ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل"...... فنشر نے کہا اور بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ ہیلے"...... فنشر نے کہا اور دونوں تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتے چلے گئے۔ پہاڑی سے اتر کر وہ دوڑتے ہوئے دوسری پہاڑی کی طرف گئے اور اس پہاڑی کے غار میں داخل ہو گئے۔ اس غار میں ایک جیپ موجود تھی جو سارم نے ان کے لئے وہاں چھوڑی تھی۔ دونوں اچھل کر جیپ میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور غار سے نکلتی چلی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر فنشر تھا جبکہ ہیلے سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ فنشر انتہائی خطرناک پہاڑی علاقے میں بھی جیپ کو اس طرح دوڑا رہا تھا جیسے وہ کسی سافٹ ٹریک پر جیپ دوڑا رہا ہو۔ تیز رفتاری کی وجہ سے ہیلے نے آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن فنشر کے چہرے پر معمولی سی بھی گھبراہٹ کے تاثرات نہیں تھے۔ جیپ اچھلتی اور دوڑتی ہوئی تیزی سے ایک ناپختہ راستے پر اڑی جا رہی تھی اور پھر ایک موڑ کاٹتے ہی فنشر نے زوردار انداز میں بریکیں لگائیں اور جیپ ایک چٹان سے

صرف چند انچ کے فاصلے پر رک گئی اور اس کے ساتھ ہی ہیلے نے ایک طویل سانس لیا۔ دوسرے لمحے فشر چھلانگ لگا کر نیچے اترا تو ہیلے بھی نیچے آ گیا اور دونوں تیزی سے دائیں ہاتھ پر موجود پہاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔ پہاڑی غار کے دہانے پر آ کر وہ رک گئے۔ اسی لمحے غار سے ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا نوجوان باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"سارم تم یہاں"...... فشر نے اسے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں"...... نوجوان نے کہا جس کا نام سارم تھا۔

"او کے۔ چلو"...... فشر نے کہا۔ وہ تینوں غار میں داخل ہوئے۔ غار میں ہر طرف تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ زمین اور دیواریں اکھڑی ہوئی تھیں۔ آگے جا کر یہ تباہی اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ جگہ جگہ چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ وہ ان چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں غار آگے ڈھلوانی ہو گئی اور وہ نیچے اترنا شروع ہو گئے۔ مسلسل دوڑتے دوڑتے آخر کار وہ ایک ہال میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف مشینوں کے پرزے بکھرے ہوئے تھے اور ہال بری طرح تباہ ہو چکا تھا۔

"اس طرف آئیں باس"...... سارم نے سائیڈ میں موجود ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو فشر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اس کے ساتھ ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے میں پہنچ گئے۔

کمرے میں ایک کرسی پر ایک بوڑھا آدمی رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس آدمی کی حالت بے حد خراب تھی اور وہ بری طرح سے سہا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بوڑھے کے پاس ایک اور آدمی کھڑا تھا جو سارم کا ساتھی تھا۔

"یہ ڈاکٹر ایلڈس ہے باس"...... سارم نے کہا۔

"اس کی زبان کھلواؤ اور اس سے کہو کہ اگر یہ زندہ رہنا چاہتا ہے تو بتا دے کہ ایس ون کہاں ہے ورنہ اسے بھیانک موت مرنا ہو گا"...... فشر نے کہا۔

"یس باس۔ آپ مجھے چند منٹ دے دیں۔ میں ابھی اس کی زبان کھلواتا ہوں"...... سارم نے کہا تو فشر نے اثبات میں سر ہلایا اور ہیلے کے ساتھ کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ لیبارٹری میں پھیلنے والی تباہی دیکھنا چاہتا تھا۔ وہاں ساری مشینیں تباہ ہو چکی تھیں۔ جگہ جگہ انسانی لاشیں بکھری ہوئی تھیں اور ہر طرف خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔

"لگتا ہے یہاں زبردست فائٹ ہوئی تھی"...... ہیلے نے کہا۔

"ہاں۔ سارم اور اس کے ساتھیوں نے تیز ایکشن کیا تھا اسی لئے یہ یہاں تک پہنچ گئے تھے ورنہ شاید یہ دونوں بھی زندہ نہ ہوتے"...... فشر نے کہا۔ اسی لمحے کمرے سے ڈاکٹر ایلڈس کی تیز اور انتہائی دردناک چیخیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سارم اور اس کے ساتھی نے ڈاکٹر ایلڈس کی ایک ایک بوٹی الگ

کرنی شروع کر دی ہو۔

"ہمیں اپنا کام ختم کر کے جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ لیبارٹری کی تباہی زیادہ دیر چھپی نہیں رہ سکے گی۔ اگر یہاں کوئی فورس آ گئی تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی"...... ہیلے نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہمارا کام بس ختم ہو گیا ہے۔ ایس ون ملتے ہی یہاں سے نکل جائیں گے"...... فشر نے کہا تو ہیلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر تک کمرے سے ڈاکٹر ایلڈس کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر خاموشی چھا گئی اور دو منٹ کے بعد سارم ہاتھوں میں ایک سیاہ رنگ کے کسی خاص میٹل کا بنا ہوا بڑا سا باکس لے کر باہر آ گیا۔ باکس کافی بھاری تھا جسے اس نے دونوں ہاتھوں سے اٹھا رکھا تھا۔

"ایس ون کا باکس مل گیا ہے باس۔ ڈاکٹر ایلڈس نے اسے اسی کمرے کے ایک خفیہ سیف میں چھپایا ہوا تھا۔ اس نے تھوڑے سے ہی تشدد کے بعد سیف کے بارے میں بتا دیا تھا"...... سارم نے کہا۔

"گڈ شو۔ یہ باکس ہیلے کو دے دو"...... فشر نے کہا تو سارم نے باکس ہیلے کو دے دیا۔

"ارے اتنا بھاری باکس۔ میں اکیلا کیسے اٹھاؤں گا"...... ہیلے نے بوکھلا کر کہا۔ باکس اٹھاتے ہی وہ قدرے جھک گیا تھا۔

"اسے تم ہی اٹھا کر میرے ساتھ باہر لے کر جاؤ گے"...... فشر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ہیلے نے منہ بنا کر کہا۔

"اور سارم تم میری بات سنو"...... فشر نے کہا۔

"یس باس"...... سارم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے جانے کے بعد تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلنا لیکن اس لیبارٹری کو ڈائنا مائٹ سے مکمل طور پر تباہ کر دینا۔ یہاں موجود کسی لاش کا ایک ٹکڑا بھی کسی کو دستیاب نہیں ہونا چاہئے۔ خاص طور پر تمہارے اپنے گروپ کے کسی آدمی کی لاش کی شناخت نہیں ہونی چاہئے ورنہ مارشل ایجنسی باولے کتوں کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائے گی"...... فشر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ ایسا ہی ہو گا"...... سارم نے کہا اور فشر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ لیبارٹری میں آیا تھا۔ ہیلے بھاری باکس اٹھائے اس کے ساتھ چل پڑا۔ وزن کی وجہ سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا لیکن فشر اس سے سینئر تھا اس لئے وہ اس کی بات ٹال نہیں سکتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ غار سے باہر آ گئے۔ ایس ون کا باکس جیپ میں رکھ کر ہیلے نے سکون کا سانس لیا۔ وزن اٹھا کر اور غار کا طویل سفر کر کے وہ واقعی بری طرح سے تھک گیا تھا اور اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ فشر ایک بار پھر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس

نے جیپ اسٹارٹ کی اور بیک کرنے لگا۔

"بیٹھو گے یا یہیں رکنے کا ارادہ ہے"...... فنشر نے ہیلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ایک چٹان پر جھکا ستا رہا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا جیپ میں آ گیا اور فنشر کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی فنشر نے جیپ موڑی اور تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا۔

فون کی گھنٹی بجی تو گارج چونک پڑا۔ وہ اپنے فلیٹ میں ایک صوفے پر نیم دراز تھا اور سامنے ٹی وی پر نیوز چینل دیکھ رہا تھا۔ میز پر شراب کی دو بوتلیں رکھی ہوئی تھیں جو خالی تھیں۔ وہ دونوں بوتلیں پی چکا تھا اور اب اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ جو ظاہر ہے شراب کے نشے کی وجہ سے تھیں۔ اس نے میز پر رکھا ہوا سیل فون اٹھایا اور سکرین کا ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر چیف کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ چیف کا نام دیکھ کر گارج یکلخت سیدھا ہو گیا۔ اس نے فوراً سیل فون کا بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

"گارج بول رہا ہوں چیف"...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے نانسنس۔ کیا تم نے شراب پی رکھی ہے"...... دوسری طرف سے مارشل ڈریلے کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس چیف۔ تھوڑی سی پی ہے۔ سوری چیف۔ رئیلی سوری"...... گارج نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنی آواز پر قابو پانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکا تھا اور مارشل ڈریلے نے فوراً محسوس کر لیا تھا کہ وہ شراب کے نشے میں ہے۔

"ادھر تم بیٹھے شراب پی رہے ہو ادھر سپر لیبارٹری پر حملہ کر کے لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے اور وہاں سے ایس ون بھی اڑا لیا گیا ہے نانسنس"...... مارشل ڈریلے نے غصیلے لہجے میں کہا تو گارج ایک جھٹکے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا۔ کیا۔ سپر لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے اور وہاں سے ایس ون اڑا لیا گیا ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کس کی جرأت ہے کہ اس طرح کی حرکت کرے"...... گارج نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔ لیبارٹری کی تباہی اور ایس ون کے چوری ہونے کا سن کر اس کا سارا نشہ یکلخت کافور ہو گیا تھا۔

"کل رات ایسا ہو چکا ہے گارج۔ مجھے آج صبح اس واقعے کا علم ہوا ہے اور میں نے خود وہاں جا کر معائنہ کیا ہے۔ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے اور میں نے سائنسی آلات سے ملبے کی چیکنگ بھی کرائی ہے۔ ایس ون وہاں نہیں ہے اور تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے"...... مارشل ڈریلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا مطلب ہے اس سب کے پیچھے لارڈ ہارمن کا ہاتھ

ہے"...... گارج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو یہ کام اور کس کا ہو سکتا ہے۔ اس کام کے لئے اس کا ایکشن گروپ ہی حرکت میں آیا ہو گا اور اسی نے یہ سب کچھ کیا ہو گا"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ لارڈ ہارمن نے کیا ہے تو میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ میں کنسلاٹا میں اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور ان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑوں گا"...... گارج نے اس قدر زور سے چیختے ہوئے کہا کہ اس کی آواز بھی پھٹ گئی تھی۔

"یہ سب بعد میں کر لینا۔ پہلے تم ان سے ایس ون واپس حاصل کرو۔ ہر قیمت پر۔ ایس ون ہمارے کے کسی قیمتی خزانے سے کم نہیں ہے۔ فوراً حرکت میں آ جاؤ اور اس کے بعد لارڈ اور اس کے تمام گروپس کا خاتمہ کر دینا۔ مجھے ناکامی کی رپورٹ نہیں چاہئے ورنہ......" مارشل ڈریلے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس نے گارج کا جواب سنے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔ گارج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے سیل فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ سیل فون اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کرتے ہی اس نے کال بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس باس۔ جیگر بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گارج بول رہا ہوں جیگر۔ فنشر اور اس کے ساتھی ہیلے کا پتہ لگاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ انہوں نے رات سپر لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور وہاں سے ایک انتہائی قیمتی دھات اڑا کر لے گئے ہیں۔ ہم نے ان سے فوری طور پر دھات واپس حاصل کرنی ہے اور پھر لیبارٹری کی تباہی کا ان سے اور لارڈ سے انتقام بھی لینا ہے۔ کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا۔ سمجھ گئے میری بات۔ اب کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر فوراً حرکت میں آ جاؤ۔ ان کا پتہ چلتے ہی مجھے رپورٹ کرو"...... گارج نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

"ایک بار مجھے لارڈ ہارمن کا پتہ چل جائے تو میں اس کی بوٹیاں نوچ لوں گا۔ اس کا خون پی جاؤں گا اور میں اس کو ایسی دردناک موت ماروں گا کہ صدیوں تک اس کی روح بھی تڑپتی رہے گی"...... گارج نے غصے کی شدت سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ لارڈ ہارمن انتہائی شاطر اور عیار آدمی ہے۔ اسے بھی معلوم ہو گا کہ جیسے ہی لیبارٹری کی تباہی اور ایس ون کے غائب ہونے کی خبر گارج تک پہنچے گی وہ یقیناً اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ اس لئے اس نے اپنے رائٹ ہینڈ فنشر اور اس کے دست راست ہیلے کو فوراً انڈر گراؤنڈ کر دیا ہو گا۔ گارج کو اپنے ساتھی جیگر کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک بار جیگر جس کی

تلاش میں نکل پڑتا ہے تو وہ اسے پاتال کی گہرائیوں سے بھی کھینچ نکالتا ہے۔ تقریباً بیس منٹ بعد سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارج نے چونک کر سیل فون اٹھایا اور ڈسپلے دیکھنے لگا۔ جیگر کی کال تھی۔ اس نے فوراً ایک بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس۔ گارج بول رہا ہوں"...... گارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"جیگر بول رہا ہوں باس۔ فنشر اور ہیلے کا پتہ چل گیا ہے"۔ دوسری طرف سے جیگر کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"گڈ شو۔ کیسے پتہ چلا ان کا اور کہاں ہیں وہ دونوں"۔ گارج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے یہی بتایا جا رہا تھا کہ دونوں آک لینڈ گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ ہر صورت میں ان کو ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔ میں نے اپنے مخبروں کا جال پورے کنسلانا میں پھیلا دیا اور آخر کار مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں کہاں ہیں"...... جیگر نے جواب دیا۔

"کہاں ہیں وہ دونوں نانسنس۔ جلدی بتاؤ"...... گارج نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ دونوں پال کی ایک رہائش گاہ میں چھپے ہوئے ہیں"۔ جیگر نے کہا۔

"پال۔ کون پال"...... گارج نے چونک کر کہا۔

"پال کنسلانا کے انڈر ورلڈ کا ڈان ہے باس اور کنسلانا میں ہونے والے بڑے بڑے کرائم اس کی سرپرستی میں ہوتے ہیں۔ وہ انتہائی طاقتور اور باوسائل آدمی ہے اس کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لارڈ ہارمن کا آدمی ہے اور ہر کام لارڈ ہارمن کے کہنے پر کرتا ہے"...... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم چند آدمیوں کو لے کر میرے فلیٹ میں آ جاؤ۔ ہر قسم کا اسلحہ ساتھ لانا۔ ہم نے فوراً وہاں ریڈ کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں پال کی اس رہائش گاہ سے نکل جائیں ہمیں انہیں ہر حال میں گردنوں سے دبوچنا ہے"...... گارج نے کہا۔

"یس باس۔ میں دس منٹ تک پہنچ جاؤں گا"...... جیگر نے کہا۔

"اور کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو"...... گارج نے کہا۔

"یس باس۔ ایک بات کرنی ہے اگر آپ اجازت دیں تو"۔ جیگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"بولو۔ کیا پوچھنا ہے"...... گارج نے کہا۔

"باس۔ پال انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے لازماً فشر اور ہیلے کی سیکورٹی کا انتظام کر رکھا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم جیسے ہی وہاں پہنچیں اس کی خبر پال کو مل جائے اور وہ اس رہائش گاہ کے کسی خفیہ راستے سے ان دونوں کو نکال دے۔ پال کرمنل ہے نجانے اس نے رہائش گاہ کو کس طرز کا بنا رکھا ہو"...... جیگر نے

کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم کیا چاہتے ہو۔ کیا کرنا چاہئے ہمیں"...... گارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آسان سا حل ہے باس۔ میں اپنے کسی آدمی کو وہاں پہلے بھیج دیتا ہوں۔ اس رہائش گاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ رہائش گاہ میں گن سے بے ہوشی کے کیپسول فائر کر دے گا جس سے اس رہائش گاہ میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس طرح وہ سب بے بس ہوں گے اور انہیں بھاگ نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا اور پھر ہم ریڈ کر کے فوراً انہیں پکڑ لیں گے"۔ جیگر نے کہا۔

"گڈ شو جیگر۔ واقعی تم میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ وہاں جاتے ہی میں فشر اور ہیلے کی بوٹیاں اُڑا دوں لیکن اچھا ہوا تم نے مجھے فوری ایکشن سے روک دیا۔ تمہاری ترکیب شاندار ہے۔ تم اس ترکیب پر عمل کرانے کے لئے کسی کو بھیج دو اور خود چار آدمی لے کر میرے پاس آ جاؤ پھر ریڈ کرنے میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا"...... گارج نے کہا۔

"یس باس"...... جیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور گارج نے رابطہ ختم کر دیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے مگر انتہائی چوڑے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سیاہ رنگ کی چمڑے کی جیکٹ اور نیلی جینز پہن رکھی تھی۔

"چلیں باس۔ میرا آدمی وہاں پہنچ گیا ہے۔ اس نے رہائش گاہ میں گیس کیپسول فائر کر کے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اس نے چیکنگ کی ہے وہاں فشر کے ساتھ پال بھی موجود ہے۔ وہ دونوں بھی ایک تہہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... نوجوان نے کہا جو جیگر تھا۔

"اور ہیلے"...... گارج نے پوچھا۔

"وہ نہیں ملا وہاں لیکن پال اور فشر اس کے بارے میں بتا دیں گے کہ وہ کہاں ملے گا"...... جیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایک کام کرو۔ وہاں جانے کی بجائے تم فشر اور پال کو سپیشل پوائنٹ پر منگوا لو۔ ہم وہیں جا کر ان سے بات کریں گے"...... گارج نے کہا۔

"یس باس۔ میں وہاں موجود اپنے آدمی ریمنڈ کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں وہ انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے آئے گا"...... جیگر نے کہا۔

"تو کرو کال"...... گارج نے کہا تو جیگر نے جیب سے ایک ماچس کی ڈبیہ جتنا آلہ نکالا۔ یہ جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور دوسری طرف کال دینے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ جیگر کالنگ۔ اوور"...... جیگر نے کہا۔

"یس باس۔ ریمنڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ریمنڈ کی آواز سنائی دی۔

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں ریمنڈ۔ اوور"...... جیگر نے پوچھا۔

"دو آدمی ہیں باس۔ آپ نے دو ہی ساتھ لے جانے کا حکم دیا تھا۔ اوور"...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم دونوں آدمیوں کے ساتھ مل کر فشر اور پال کو اٹھاؤ اور انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو۔ میں اور باس وہیں آ رہے ہیں۔ اوور"...... جیگر نے کہا۔

"یس باس۔ جیسا آپ کا حکم۔ اوور"...... ریمنڈ نے جواب دیا تو جیگر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"آئیں باس۔ ہمارے پہنچنے تک ریمنڈ انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچا چکا ہو گا"...... جیگر نے کہا تو گارج نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک کار میں سوار سپیشل پوائنٹ کی جانب اڑے جا رہے تھے۔ جیگر کار ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ گارج سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ سفر کرنے کے بعد وہ سپیشل پوائنٹ کی عمارت کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ یہ عمارت شہر سے ہٹ کر تھی۔ یہ گارج کا سب ہیڈ کوارٹر تھا جہاں وہ مجرموں کو لا کر نہ صرف ان پر تشدد کرتا تھا بلکہ انہیں انتہائی اذیت ناک موت مار دیتا تھا۔ عمارت میں داخل ہو کر وہ کار سے اتر آئے اور مین گیٹ سے عمارت میں داخل ہو گئے۔ ایک آدمی نے بڑھ کر ان کا استقبال

کیا۔

"لے آئے ان دونوں کو ریمنڈ"...... جیگر نے استقبال کرنے والے شخص سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس۔ دونوں اندر ہیں"...... ریمنڈ نے کہا تو جیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک ساؤنڈ پروف کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں دو مسلح افراد موجود تھے اور سامنے کرسیوں پر دو افراد بندھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش نظر آ رہے تھے۔ مسلح افراد نے گارج اور جیگر کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی"...... جیگر نے مسلح افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نو باس"...... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ جیگر"...... گارج نے بے ہوش افراد کی طرف دیکھتے ہوئے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو جیگر اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے بندھے ہوئے افراد کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک باکس نکالا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے ایک سرنج نکالی جس میں براؤن رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے بندھے ہوئے افراد کو باری باری انجکشن لگایا اور پھر اس نے سرنج کی سوئی پر کیپ لگا کر اسے دوبارہ باکس میں ڈالا اور باکس بند کر

کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

چند لمحوں کے بعد دونوں افراد کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ان دونوں نے باری باری آنکھیں کھول دیں آنکھیں کھلتے ہی ان کی نظریں جیگر اور گارج پر پڑیں تو وہ بری طرح سے چونک پڑے اور ان کے چہروں پر یکلخت گھبراہٹ اور خوف کے سائے پھیلتے چلے گئے۔

"گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔ تم گارج ہو نا۔ یہ ہمیں کیوں باندھ رکھا ہے تم نے"...... ایک نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"فشر۔ اب تک ہمارا چونکہ تم سے کبھی براہ راست ٹکراؤ نہیں ہوا تھا اس لئے میں تمہیں اور تمہارے لارڈ ہارمن کو ڈھیل دیتا آیا تھا لیکن اب تمہارے لارڈ نے ایکریمیا کی لیبارٹری تباہ کر کے پہل کر دی ہے۔ اس لئے اب میں جو تمہارے ساتھ کروں گا اس کا سن کر تمہارا بگ باس لارڈ ہارمن بھی دہل جائے گا"...... گارج نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو گارج۔ کیسی لیبارٹری اور کیسی تباہی"...... فشر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اب اپنی حیرت اور گھبراہٹ پر کافی حد تک قابو پا چکا تھا۔

"سپر لیبارٹری۔ جہاں سے تم نے ایس ون چوری کیا ہے"۔ گارج نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم مجھ پر اور لارڈ پر خواہ مخواہ الزام تراشی کر رہے ہو

گارج۔ ہم کسی سپر لیبارٹری کے بارے میں جب کچھ جانتے ہی نہیں تو اسے کیسے تباہ کریں گے اور یہ ایس ون کیا ہے"...... فشر نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"تم گارج کے سامنے غلط بیانی نہیں کر سکتے فشر۔ میرے آدمیوں کو کنسلانا کی پہاڑیوں کی ایک غار اور جگہ جگہ تمہارے اور ہیلے کے قدموں کے نشان ملے ہیں۔ یہ نشان جب ہم نے اپنے ڈیٹا سے چیک کئے تو اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ تم دونوں ہی وہاں کارروائی کرنے کے لئے گئے تھے"...... گارج نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فشر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ گارج نے اس پر نفسیاتی وار کیا تھا۔ اس نے ابھی تک اس علاقے کی چیکنگ بھی نہیں کی تھی۔ اس نے محض اندھیرے میں تیر چلایا تھا جس کا ردعمل فشر کے چہرے پر دیکھ کر اس کا شک پختہ ہو گیا کہ اس کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا ہے۔

"صرف پیروں کے نشانوں سے تم کیسے ثابت کر سکتے ہو کہ میں اور ہیلے وہاں گئے تھے"...... فشر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مختلف پہاڑیوں کی چٹانوں پر تمہارے ہاتھوں کی انگلیوں کے نشان بھی ٹریس ہوئے ہیں۔ جن کی فرانسک رپورٹ آ چکی ہے۔ اب تم یہ نہ کہنا کہ تمہاری انگلیوں کے نشان ہمارے پاس محفوظ نہیں تھے"...... گارج نے ایک اور تیر چلاتے ہوئے کہا تو فشر ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"اب تم بتاؤ کہ ایس ون کہاں ہے"...... گارج نے کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... فشر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر تم ایس ون میرے حوالے کر دو گے یا یہ بتا دو گے کہ ایس ون کہاں ہے تو میں تمہارے ساتھ کچھ رعایت کر دوں گا لیکن جب تم تعاون پر آمادہ نہیں ہو رہے تو پھر تم سے کوئی رعایت نہیں ہو سکتی"...... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم سے جو ہو سکتا ہے کر کے دیکھ لو گارج۔ تم جیسے گھٹیا انسان سے میں اور توقع بھی کیا کر سکتا ہوں۔ جس طرح تم ہمیں بے ہوش کر کے یہاں لائے ہو اور ہمیں باندھا گیا ہے یہ تمہاری بزدلی کا ثبوت ہے جبکہ تمہارے بارے میں میرا خیال تھا کہ تم اعلیٰ ظرف کے انسان ہو اور جب بھی میرا سامنا کرو گے کھل کر کرو گے لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔ تم جو مرضی کر لو لیکن حقیقت یہی ہے کہ لیبارٹری کی تباہی اور ایس ون کی چوری میں میرا یا لارڈ ہارمن کا کوئی ہاتھ نہیں ہے"...... فشر نے اس بار اس قدر بااعتماد لہجے میں کہا کہ اس کا اعتماد دیکھ کر اور اس کی باتیں سن کر گارج چکرا کر رہ گیا۔

"جیگر"...... گارج نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔

"یس باس"...... جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"خنجر لاؤ"...... گارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرے پاس ہے باس"...... جگر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تیز اور تپلی دھار والا خنجر نکال لیا۔

"فشر کے ساتھی پال کے پاس جاؤ اور اس کی ایک آنکھ نکال دو۔ اگر فشر درمیان میں کچھ بولے تو اس کی بھی ایک آنکھ نکال دینا پھر پال کی دوسری آنکھ نکالنا اور پھر اس کی ناک اور دونوں کان کاٹنے کے بعد خنجر اس کی گردن پر چلا دینا۔ فشر جتنی بار بھی بولے اس کے ساتھ بھی ایسا کرتے جانا۔ شروع ہو جاؤ جب تک فشر اپنی زبان نہ کھول دے"...... گارج نے انتہائی سفاکی سے کہا تو جگر سر ہلاتا ہوا خنجر لے کر تیزی سے پال کی طرف بڑھا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میرے پاس مت آؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ میری آنکھیں مت نکالو۔ میں سب بتا دیتا ہوں"۔ پال جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا جگر کو خنجر لے کر اپنی طرف آتا دیکھ کر حلق کے بل چیخنے لگا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو پال۔ کیا تم لارڈ سے غداری کرو گے"...... گارج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم کیا چاہتے ہو لارڈ کی ایک بات چھپانے کے لئے میں اپنی زندگی داؤ پر لگا دوں۔ اس لارڈ کا کیا فائدہ جو میری زندگی ہی نہ بچا سکے"...... پال نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ اگر تم سب کچھ بتا دو گے تو تم فائدے میں رہو گے

پال۔ میں تمہیں لارڈ سے زیادہ مراعات دے سکتا ہوں"۔ گارج نے کہا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ تم مجھے لارڈ ہارمن سے تحفظ دو گے اور مجھے وعدہ معاف گواہ بنا لو گے تو میں تمہیں ہر بات بتا سکتا ہوں"۔ پال نے کہا۔

"وعدہ رہا تم سے"...... گارج نے فاتحانہ لہجے میں کہا تو گارج نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

"لارڈ ہارمن کے حکم سے ہی لیبارٹری تباہ کی گئی تھی۔ فشر اور اس کا ساتھی ہیلے اس کام کے لئے گئے تھے اور ان کے ساتھ ایکشن گروپ تھا۔ اس ایکشن گروپ نے ہی سارا کام کیا تھا۔ پھر فشر اور ہیلے نے جا کر لیبارٹری سے میٹل باکس نکالا تھا جس میں ایس ون موجود ہے"...... پال نے کہا۔

"اب کہاں ہے وہ میٹل باکس"...... گارج نے پوچھا۔

"فشر نے وہ لارڈ ہارمن کو دیا تھا اور لارڈ نے اسے فوری طور پر کسی خفیہ جگہ منتقل کر دیا تھا تاکہ کوئی اس تک نہ پہنچ سکے"...... پال نے کہا۔

"کیا تم اس خفیہ جگہ کے بارے میں جانتے ہو"...... گارج نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ خفیہ جگہ ریڈ ہاؤس ہے۔ لارڈ اپنا تمام قیمتی سامان اس خفیہ ریڈ ہاؤس کے تہہ خانوں میں ہی رکھتا ہے"...... پال نے

جواب دیا۔

"کہاں ہے ریڈ ہاؤس"...... گارج نے پوچھا۔

"سانتان کی پہاڑیوں میں جہاں بلیک ویلی ہے وہاں ایک بڑی قدرتی جھیل ہے۔ اس جھیل کے قریب زیر زمین ریڈ ہاؤس ہے"۔ پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ ریڈ ہاؤس کی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں سے ایس ون حاصل کرنے جائیں اور ناکام لوٹیں۔ ایسی صورت میں تمہاری زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے"...... گارج نے کرخت لہجے میں کہا تو پال اسے ریڈ ہاؤس اور اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔ فشر، پال کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ پال کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دے۔

"اگر تمہاری بتائی ہوئی معلومات میں کوئی بات غلط نکلی تو"۔ گارج نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تم بے شک مجھے گولیوں سے اُڑا دینا"...... پال نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے مجھے جو تفصیل بتائی ہے وہ بالکل درست ہے"...... گارج نے کہا۔

"ہاں"...... پال نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"یہ سب بتا کر تم نے حقیقتاً لارڈ ہارمن سے غداری کی ہے۔

جس طرح لارڈ ہارمن اپنی صف میں کسی غدار کو برداشت نہیں کر سکتا اسی طرح مارشل ایجنسی بھی کسی غدار کو معاف نہیں کرتی"...... گارج نے کہا تو پال بری طرح سے چونک پڑا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... پال نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اپنی جان بچانے کے لئے اگر تم لارڈ ہارمن سے غداری کر سکتے ہو تو تم جیسا انسان کسی کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے اس لئے میں تم سے کیا ہوا وعدہ توڑتا ہوں کیونکہ مجھے غداروں سے سخت نفرت ہے۔ جیگر اسے گولیوں سے اُڑا دو"...... گارج نے تیز لہجے میں کہا تو پال کا رنگ زرد ہو گیا اور اس کا جسم بری طرح سے کانپنے لگا جبکہ اس کی باتیں سن کر فشر کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ گارج کا حکم سنتے ہی جیگر نے خنجر جیب میں رکھا اور دوسری جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ پال بری طرح سے چیخنے لگا۔ اسی لمحے کمرہ یکلخت مشین پسٹل کی تیز تڑتڑاہٹ اور پال کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم چھلنی ہو گیا تھا وہ چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"اب تم کیا کہتے ہو فشر"...... گارج نے فشر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تمہیں سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... فشر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ پال نے جو بتایا ہے وہ درست ہے"...... گارج نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"...... فشر نے لاپرواہی سے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تب تمہارا انجام بے حد برا ہوگا"...... گارج نے غرا کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ تمہاری قید میں ہوں۔ تم کچھ بھی کر سکتے ہو"۔ فشر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے یہ تو پتہ چل ہی گیا ہے کہ ایس ون کہاں ہے۔ اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جیگر اسے بھی گولیاں مار دو"...... گارج نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مار دو گولیاں لیکن یہ سن لو کہ پال نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہ غلط ہے"...... فشر نے کہا تو گارج بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... گارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ سائناس کی پہاڑیوں میں بلیک ویلی اور قدرتی جھیل کے پاس کوئی انڈر گراؤنڈ ریڈ ہاؤس نہیں ہے۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے تم سے جھوٹ بولا تھا"...... فشر نے جواب دیا۔

"تو سچ کیا ہے۔ تم بتا دو"...... گارج نے غرا کر کہا۔

"وہ تمہیں میں نہیں بتاؤں گا"...... فشر نے کہا۔

"تب تمہیں موت کے سوا کچھ نہیں ملے گا"...... گارج نے اسی

انداز میں کہا۔

"اوکے۔ جیسے تمہاری مرضی"...... فشر نے کہا تو اس کا اطمینان دیکھ کر گارج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم اگر یہ سمجھ رہے ہو تو یہ تمہاری بھول ہے فشر۔ میں تمہیں زندہ چھوڑنے کا رسک نہیں لوں گا۔ اڑا دو اسے جیگر"...... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔ جیگر نے مشین پسٹل کا رخ فشر کی طرف کیا اور دوسرے لمحے کمرہ مشین پسٹل کی مخصوص تڑتڑاہٹوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ فشر نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ وہ چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

"ان دونوں کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دینا"...... گارج نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی کنسلاتا کے انتہائی شاندار ہوٹل پیلس کے پورچ میں رکی اور عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ عقبی سیٹ سے ٹائیگر، چوہان اور خاور بھی نیچے اتر آئے۔

عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان چاروں نے میک اپ نہیں کئے تھے۔ وہ اصلی حلیوں میں ہی تھے۔ مین ڈور سے وہ ایک شاندار اور انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں اس وقت خاصے افراد دکھائی دے رہے تھے چونکہ یہ ہوٹل اعلیٰ طبقے کے افراد کے لئے مخصوص تھا اس لئے وہاں نظر آنے والے تمام افراد بہترین تراش کے لباسوں میں دکھائی دے رہے تھے۔

ایک طرف ایک وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جہاں ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی کاؤنٹر کی طرف بڑھتے

چلے گئے۔

”یس سر۔ فرمائیں“...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے انہیں دیکھ کر ہونٹوں پر کاروباری مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

”ہم سب ایک ساتھ فرمائیں یا کوئی ایک“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ آپ سب ایک ساتھ بھی فرما سکتے ہیں اور آپ میں سے کوئی ایک بھی“...... لڑکی نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمارا تعلق مشرق سے ہے اور ہم چاروں ہی الگ الگ زبانیں بولتے ہیں اگر ہم نے ایک ساتھ بولنا شروع کر دیا تو آپ کو ہماری باتیں سمجھنے کے لئے مختلف زبانوں کے ترجمان رکھنے پڑیں گے اگر آپ مترجم افورڈ کر سکتی ہیں تو ہمیں ایک ساتھ فرمانے میں کوئی حرج نہیں ہو گا“...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”پھر صرف آپ ہی فرمائیں کیونکہ میں آپ کی زبان سمجھ رہی ہوں“...... لڑکی نے کہا۔

”تو پھر میں آپ کی طرف سے ہاں سمجھوں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں“...... لڑکی نے چونک کر کہا۔

”آج آپ میری زبان سمجھ رہی ہیں کل مجھے بھی سمجھ لیں گی

اور کہتے ہیں کہ جب دو انسان ایک دوسرے کو سمجھنا شروع کر دیں تو انہیں ایک ہونے میں دیر نہیں کرنی چاہئے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تو کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"شادی۔ ارے باپ رے۔ یہاں بھی شادی کا رواج ہے۔ میں پہلے ہی شادی کے فنکشن سے بھاگ کر آیا ہوں ورنہ اب تک سر سے پاؤں تک شادی کی زنجیروں میں بندھ چکا ہوتا"...... عمران نے کہا تو لڑکی حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"آپ چاہتے کیا ہیں"...... لڑکی نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اگر مجھے شادی کرنی ہوتی تو میں آپ سے صاف کہہ دیتا کہ میں آپ کو چاہتا ہوں لیکن افسوس ایسا نہیں ہے۔ میں تو آپ کو دیکھ کر یہاں رک گیا تھا لیکن میرے ساتھی کرسٹن ہارلی سے ملنے آئے ہیں جسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر یہ تھک گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کرسٹن ہارلی۔ وہی کرسٹن ہارلی جو مڈران کا بزنس ٹائیکون ہے"...... لڑکی نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کیا آپ جانتی ہیں اسے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ ہمارے ہی ہوٹل کے تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر سات

میں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ پھر تو ان سے یہیں ملا جا سکتا ہے"...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا میں انہیں آپ کی آمد کی اطلاع دوں"...... لڑکی نے سائیڈ پر پڑے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے ان سے قرضہ وصول کرنا ہے۔ اگر آپ نے انہیں اطلاع دے دی تو ہمارا نام سنتے ہی وہ کھڑکی سے کود جائیں گے اور پھر ان کی ٹریٹمنٹ کے لئے ہمیں ہی بھاری رقم خرچ کرنی پڑے گی تاکہ وہ زندہ رہیں اور ہمارا قرض چکا سکیں اور اگر انہیں کچھ ہو گیا تو پھر نہ تو وہ ہمارا قرض اتار سکیں گے اور نہ اپنے علاج کا خرچہ"...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جا کر مل لیں میں انہیں فون نہیں کرتی"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان سے مل کر میں واپس آؤں گا تب تک آپ سوچ لیں کہ میں نے آپ کو پسند کر لیا ہے تو کیا آپ بھی مجھے پسند کر لیں گی اور میرے ساتھ جنگلوں ویرانوں میں چلیں گی تاکہ ہم وہاں اس دنیا سے آزاد اپنی الگ دنیا بسا سکیں"...... عمران نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو لڑکی ہنس پڑی۔

"اوکے۔ میں سوچوں گی"...... لڑکی نے بے باکی سے جواب دیا تو عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔

"آؤ دوستو"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ عمران لفٹ کی طرف بڑھا تو وہ تینوں بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

تھوڑی دیر میں وہ تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر سات کے دروازے پر تھے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس۔ کم ان"...... اندر سے دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران نے دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سامنے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا جسم بے حد بھاری اور مضبوط تھا۔ اس نے انتہائی قیمتی لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا ایک گلاس تھا اور وہ اس کے سپ لے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود ان میں تیز چمک تھی جو اس کی ذہانت کا غماز تھی۔ وہ جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا وہ وہیل چیئر تھی جس میں اس کی ٹانگیں سکڑی ہوئی تھیں جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ ٹانگوں سے معذور ہے۔

"کون ہو تم"...... ادھیڑ عمر نے ان چاروں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بے بس اور معذور انسان سے ظاہر ہے کہ اس کے ہمدرد ہی ملنے آ سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

"ہونہہ۔ تو تم میری معذوری کا مذاق اڑا رہے ہو۔ ہارلی کا۔ کاش آج سے پانچ سال پہلے تم یہاں آئے ہوتے اور تم نے کراسٹن ہارلی کے سامنے یہ بات کی ہوتی تو کراسٹن ہارلی تمہاری بوٹیاں اڑا کر رکھ دیتا"...... ادھیڑ عمر نے غراتے ہوئے کہا۔

"توبہ توبہ۔ میں کون ہوتا ہوں کسی کی معذوری کا مذاق اڑانے والا اور وہ بھی ایسے انسان کا جو بظاہر بزنس ٹائیکون ہو اور اس کے پیچھے چھپا ہوا چہرہ خطرناک ڈان براڈلی کا ہو"...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر ادھیڑ عمر کراسٹن ہارلی یوں اچھل پڑا جیسے وہ معذوری کے باوجود ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون براڈلی۔ کون ڈان"...... کراسٹن ہارلی نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔ ان چاروں نے صاف محسوس کیا تھا کہ اس کی حیرت مصنوعی تھی۔

"سنو مسٹر ہارلی یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے اور ریفرنس کے طور پر میرے پاس تمہارے لئے آراک کے کنگ میکلے کا نام ہے"...... عمران نے کہا تو ہارلی ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کنگ میکلے۔ اوہ۔ وہ تو میرا بہت اچھا دوست ہے۔ میرے دکھ درد کا ساتھی۔ تو اس نے تمہیں بھیجا ہے میرے پاس"...... ہارلی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ بیٹھو۔ میکلے کے دوست تو میرے دوست ہیں اور اس کے دوستوں کا میرے پاس ہونا ایسا ہے جیسے وہ خود میرے سامنے ہو"...... ہارلی نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی ہارلی کے سامنے صوفوں اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"تم چاروں شکل وصورت سے ایشیائی لگ رہے ہو"...... ہارلی نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تعلق ایشیا سے ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"ایشیا کے کس ملک سے اور تم کنگ میکلے کو کیسے جانتے ہو"۔ ہارلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوہ ہمالیہ کی ترائیوں میں ایک ریاست ہے۔ ریاست ڈھمپ۔ میں اس ریاست کا ولی عہد ہوں اور میکلے جب بھی ایشیا کی سیر کے لئے آتا ہے وہ خصوصی طور پر ڈھمپ آ کر ہمارے محل کے مہمان خانے میں ٹھہرتا ہے۔ اس کی اور میری پرانی دوستی ہے"۔ عمران نے کہا تو ہارلی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اوہ۔ تو تم رئیل پرنس ہو"...... ہارلی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میں تمہیں گھسیارہ دکھائی دیتا ہوں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو ہارلی بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ تمہیں میری بات بری لگی ہے

اس کے لئے سوری"...... ہارلی نے کہا۔

"پرنس کے سامنے صرف سوری کہنے سے کام نہیں چلتا"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر مجھے کیا کرنا پڑے گا"...... ہارلی نے اس کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم معذور نہ ہوتے تو میں تمہیں کان پکڑا دیتا اور ان تینوں کو تمہاری کمر پر کھڑا ہونے کا حکم دے دیتا۔ بہرحال میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ مجھے میکلے نے بتایا تھا کہ تم خفیہ طور پر معلومات فروخت کرنے کا دھندہ بھی کرتے ہو اور تمہاری مہیا کی ہوئی معلومات نہ صرف مستند ہوتی ہیں بلکہ انتہائی کارآمد بھی۔ کیا یہ درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں کسی اجنبی کے لئے یہ کام نہیں کرتا۔ تمہیں چونکہ کنگ میکلے نے بھیجا ہے اور تم خود پرنس ہو اس لئے میں اپنے سارے اصول توڑ سکتا ہوں۔ تمہیں جو معلومات چاہئیں، میں تمہیں مہیا کر دوں گا لیکن چونکہ یہ میرا دھندہ ہے اور ہر دھندہ معاوضے کے لئے کیا جاتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم میرا حق مجھے ضرور دو گے"...... ہارلی نے کہا۔

"کیا معاوضہ ہے تمہارا"...... عمران نے پوچھا۔

"جیسی معلومات۔ ویسا معاوضہ"...... ہارلی نے کہا۔

"اور اگر مجھے ایسی معلومات چاہئے ہوں جن کا تعلق براہ

راست تمہارے کلائنٹس سے ہو تو پھر تم کیا کرو گے“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے میری تم سے یہی درخواست ہو گی کہ ان باتوں کا ماخذ تم خود تک محدود رکھو گے۔ میکلے کے مجھ پر بے حد احسانات ہیں اور میں اس کے بھیجے ہوئے کسی بھی آدمی کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں اور پھر اس کے لئے میں تم سے منہ مانگا معاوضہ بھی مانگ سکتا ہوں“...... ہارلی نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ڈبل معاوضہ دوں گا اور تمہاری بتائی ہوئی ہر بات اس کمرے تک ہی محدود رہے گی۔ کسی بھی معاملے میں تمہارا نام نہیں آئے گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر بتاؤ کہ تمہیں کیا معلومات درکار ہیں“...... ہارلی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ایک سرکاری ایجنسی کے بارے میں معلومات درکار ہیں مجھے۔ جو ایکریمیا کی بڑی اور طاقتور ایجنسی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی باوسائل بھی سمجھی جاتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”ایجنسی کا نام بتاؤ“...... ہارلی نے سنجیدگی سے کہا۔ اس نے شراب کا گلاس خالی کر کے سامنے میز پر رکھ دیا تھا اور اپنی پوری توجہ عمران پر مبذول کر لی تھی۔

”مارشل ایجنسی“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا انداز بتا رہا تھا کہ تم کسی خطرناک ایجنسی کا ہی نام لو گے“...... ہارلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا اس ایجنسی سے تم ڈرتے ہو“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کرسٹن ہارلی کسی سے نہیں ڈرتا۔ اسے اپنی موت سے بھی کوئی ڈر نہیں ہے“...... ہارلی نے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”گڈ شو۔ تو پھر میں امید کر سکتا ہوں کہ میکلے نے مجھے صحیح آدمی کے پاس بھیجا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل۔ میکلے تمہیں کسی غلط آدمی کے پاس بھیج ہی نہیں سکتا۔ ایکریمیا میں سوائے ہارلی کے اور کوئی نہیں ہے جو مارشل ایجنسی کے بارے میں جانتا ہو“...... ہارلی نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ پھر مجھے پوری انفارمیشن چاہئے۔ تمہیں یہ بھی بتانا ہو گا کہ مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور مارشل ڈریلے مجھے کہاں مل سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ تم یہ سب کیوں جاننا چاہتے ہو“...... ہارلی نے پوچھا۔

”تم آم کھاؤ گٹھلیاں نہ گنو۔ تمہارا ہی فائدہ ہے“...... عمران

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بڑا کام ہے اور بڑے کام کا معاوضہ بھی بڑا ہی ہوتا ہے"...... ہارلی نے کہا۔

"معاوضہ بتاؤ اپنا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ساری معلومات کے لئے بیس لاکھ ڈالرز"...... ہارلی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر معلومات حتمی اور تصدیق شدہ ہوئیں تو میں پچیس لاکھ ڈالرز دوں گا"...... عمران نے کہا تو ہارلی یکلخت اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"پچیس لاکھ ڈالرز۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو"...... ہارلی نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پرنس آف ڈھمپ کے لئے یہ معمولی رقم ہے اگر تم پچاس لاکھ بھی مانگتے تو میں انکار نہ کرتا لیکن معلومات کا مستند ہونا شرط ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں تمہیں مستند معلومات فراہم کروں گا"...... ہارلی نے کہا۔

"اوکے۔ بولتے جاؤ۔ میں سن رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پہلے تصدیق کراؤ کہ تم مجھے پچیس لاکھ ڈالرز دے بھی سکتے ہو یا نہیں"...... ہارلی نے کہا۔

"ایسا کہہ کر تم پرنس کی تذلیل کر رہے ہو ہارلی۔ پرنس کی تذلیل کرنے والا دوسرا سانس نہیں لیتا"...... ٹائیگر نے پہلی بار غرا

کر کہا تو ہارلی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور ٹائیگر کے چہرے پر غصے کے تاثرات دیکھ کر وہ لرز کر رہ گیا۔

"لیکن......" ہارلی نے کہنا چاہا۔

"میری چیک بک دو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چیک بک نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ انٹرنیشنل بنک کی چیک بک دیکھ کر ہارلی ایک بار پھر اچھل پڑا۔ عمران نے جیب سے قلم نکالا اور اس نے گارنٹڈ چیک پر پچیس لاکھ کی رقم لکھ کر اس پر سائن کئے اور پھر اس نے چیک بک سے چیک الگ کر کے ہارلی کی طرف بڑھا دیا۔

ہارلی نے اس سے چیک لیا اور پھر وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چیک کو دیکھنے لگا۔ چیک ہائر انٹرنیشنل بنک کا تھا جس کی ارب پتی لارڈز ہی چیک بک رکھ سکتے تھے۔

"میں نے تمہیں اصلی چیک دیا ہے۔ اب مجھے اصلی معلومات ملنی چاہئیں۔ اگر کوئی بھی گڑبڑ ہوئی تو میرے یہ تینوں گارڈز تمہارا کیا حشر کریں گے اس کے بارے میں شاید میں بھی تمہیں نہ بتا سکوں"...... عمران نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نہیں نہیں۔ اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ میں تمہیں رئیل معلومات دوں گا۔ تم فکر نہ کرو"...... ہارلی نے جلدی سے کہا۔

"تو بولو"...... عمران نے کہا۔

"سب سے پہلے تو میں تمہیں یہ بتا دوں پرنس کہ مارشل ایجنسی انتہائی خوفناک ہے۔ انسانوں کو کیڑوں سے بھی کم حیثیت دیتی ہے۔ اس ایجنسی نے اپنی حفاظت اور دوسروں کو ختم کرنے کے لئے انتہائی خطرناک اور فاسٹ ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں"...... ہارلی نے کہا۔

"یہ سب ہم جانتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم یہاں ایس ون حاصل کرنے کے لئے آئے ہو"۔ ہارلی نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران چونک پڑا اور اس کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی کہ یہ بات ہارلی کیسے جانتا ہے۔

"کیا مطلب۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہم یہاں ایس ون کے لئے آئے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دنوں مارشل ایجنسی اور لارڈ ہارمن جو گارڈ سینڈیکیٹ کا چیف ہے کے درمیان ایس ون کے لئے ٹھنی ہوئی ہے جو مارشل ایجنسی کے ایجنٹوں نے پاکیشیا سے اڑائی تھی۔ مارشل ڈریلے نے ایس ون ایکریمیا کی سپر لیبارٹری میں پہنچا دی تھی لیکن لارڈ ہارمن کے آدمیوں نے اس لیبارٹری پر حملہ کیا۔ اسے تباہ کیا اور ایس ون وہاں سے نکال کر لے گئے۔ اب مارشل ایجنسی کے ایجنٹ جن میں گارج سرفہرست ہے لارڈ کے آدمیوں کو ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم بھی شاید اسی چکر میں یہاں آئے ہو۔

ایس ون کی قیمت اربوں ڈالرز ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی کچھ بھی کر سکتا ہے"...... ہارلی نے کہا۔

"تو کیا اب بھی ایس ون لارڈ ہارمن کے پاس ہی ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لئے یہ بات نئی تھی کہ مارشل ایجنسی سے ایس ون چھینی جا چکی ہے۔ وہ یہ تو جانتا تھا کہ کسی گروپ نے سپر لیبارٹری تباہ کر دی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ لیبارٹری ایس ون کے لئے تباہ کی گئی ہے اور اس تباہی میں گارڈ سینڈیکیٹ کا ہاتھ ہے۔

"نہیں۔ ایس ون دوبارہ مارشل ایجنسی کی تحویل میں آ چکی ہے"...... ہارلی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"مارشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ گارج جب حرکت میں آتا ہے تو وہ پاتال میں بھی چھپے ہوئے مجرموں کو ڈھونڈ نکالتا ہے۔ اس نے اپنے مخصوص ایکشن گروپ کے ذریعے ان دو افراد اور اس گروپ کا پتہ چلا لیا تھا جنہوں نے سپر لیبارٹری میں کارروائی کی تھی۔ اس کے بعد ان میں سے مین آدمی جس کا نام فنشر تھا اسے اٹھوا لیا گیا اور پھر گارج نے اس کی زبان کھلوا لی۔ فنشر انتہائی سخت جان آدمی تھا وہ کسی بھی طرح زبان کھولنے والوں میں سے نہیں تھا لیکن نجانے گارج نے کیا کیا تھا کہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ لارڈ ہارمن کا خفیہ ٹھکانہ جسے وہ ریڈ ہاؤس کہتا ہے کہاں ہے۔ اس نے بڑے

گروپ کے ساتھ سائناس کی پہاڑیوں میں قدرتی جھیل پر ریڈ کیا اور پھر وہ زیر زمین ریڈ ہاؤس میں داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں زبردست تباہی پھیلائی اور وہاں چھپایا ہوا ایس ون حاصل کر لیا۔ اس کے بعد گارج نے گارڈ سینڈیکیٹ کے خلاف زبردست کارروائی کی اور ایکریمیا میں موجود اس سینڈیکیٹ کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔ اب صرف لارڈ ہارسن زندہ ہے لیکن وہ بھی مارشل ایجنسی اور خاص طور پر گارج سے بچنے کے لئے چھپتا پھر رہا ہے“۔ ہارلی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مطلب یہ کہ گارڈ سینڈیکیٹ، مارشل ایجنسی سے شکست کھا چکا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ فی الحال تو ایسا ہی ہے لیکن چونکہ لارڈ ہارسن زندہ ہے اس لئے وہ نیا سینڈیکیٹ بنا کر اپنی حیثیت بحال کر سکتا ہے اور پھر مارشل ایجنسی کے خلاف بدلے کی کارروائی بھی۔ وہ بھی مارشل ڈریلے جیسا خطرناک اور درندہ صفت انسان ہے جو پلٹ کر بدلہ لینے کا ماہر ہے“...... ہارلی نے کہا۔

”تو اب ایس ون کہاں ہے“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ظاہر ہے مارشل ایجنسی کے قبضے میں ہے اور کہاں ہو سکتی ہے“...... ہارلی نے کہا۔

”میرا مطلب ہے کہ مارشل ایجنسی نے ایس ون کہاں چھپا کر

رکھی ہے۔ کیا اس کے بارے میں تم بتا سکتے ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس کے بارے میں فی الحال میرے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اگر تم کہو تو میں معلومات حاصل کر سکتا ہوں لیکن اس کے لئے تمہیں دو روز انتظار کرنا پڑے گا۔ میرا ایک آدمی مارشل ایجنسی میں موجود ہے۔ اس سے رابطہ کرنے اور اس سے معلومات لینے میں بہرحال مجھے وقت لگے گا“...... ہارلی نے کہا۔

”تم مجھے گارج کا پتہ بتا سکتے ہو۔ وہ کہاں مل سکتا ہے مجھے“۔ عمران نے پوچھا۔

”گارج کا اصل ٹھکانہ تو اس کا کلب ہے گارج کلب۔ لیکن وہ کب کہاں ہوتا ہے یہ بتانا مشکل ہے“...... ہارلی نے کہا۔

”کوشش تو کرو کہ وہ کہاں مل سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کوشش کر لیتا ہوں۔ ایک منٹ“...... ہارلی نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔

”جس سے بھی بات کرو لاؤڈر آن کر کے ہمیں بھی سنانا کہ تم کس سے بات کر رہے ہو اور وہ تمہیں کیا جواب دے رہا ہے“۔ عمران نے کہا تو ہارلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ پچیس لاکھ کا گارنٹیڈ چیک تھا جس کی وجہ سے وہ عمران کو ہر بات تفصیل سے بتانے کے ساتھ ساتھ اس کی ہر بات مان بھی رہا تھا۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہارلی بول رہا ہوں جمی"...... ہارلی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس"...... جمی نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گارج کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور مجھے رپورٹ کرو فوراً"...... ہارلی نے کہا۔

"یس باس"...... جمی نے کہا اور ہارلی نے رابطہ ختم کر دیا۔

"بس تھوڑی دیر اور انتظار کر لو۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ گارج کہاں ہے"...... ہارلی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مارشل ڈریلے کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ایکریمیا کے ہر حصے میں مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر موجود ہیں لیکن وہ سب ذیلی ہیڈ کوارٹر ہیں۔ مین ہیڈ کوارٹر جہاں مارشل ڈریلے کا ہولڈ ہے وہ انتہائی سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن تاحال اس کا علم نہیں ہو سکا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ گارج ایک ایسا انسان ہے جو مین ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتا ہے۔ یہ ہیڈ کوارٹر مارشل ہیڈ کوارٹر کہلاتا ہے"...... ہارلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہارے پاس مارشل ایجنسی کے بارے

میں تمام معلومات موجود ہیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے تمام معلومات کا نہیں کہا تھا یہ کہا تھا کہ مجھ سے زیادہ مارشل ایجنسی کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ایکریمیا میں جتنے بھی ذیلی ہیڈ کوارٹر ہیں میرے پاس ان سب کی تفصیل موجود ہے"۔ ہارلی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے ان تمام ذیلی ہیڈ کوارٹرز کی تفصیل چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"مل جائیں گی۔ میں ابھی اپنے اسسٹنٹ کو کال کر دیتا ہوں۔ آدھے گھنٹے تک وہ فائل لے کر یہاں پہنچ جائے گا جس میں مارشل ایجنسی کے بارے میں تمہیں اچھی خاصی معلومات مل جائیں گی"۔ ہارلی نے کہا اور اس نے ایک بار پھر سیل فون آن کیا اور نمبر ملا کر اپنے اسسٹنٹ کو کال کرنے لگا۔ اس نے ابھی فون بند کیا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"جمی کی کال ہے۔ اس نے یقیناً گارج کا پتہ چلا لیا ہے کہ وہ کہاں ہے"...... ہارلی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہارلی نے سیل فون کان سے لگانے کی بجائے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"جمی بول رہا ہوں باس"...... جمی کی آواز سنائی دی۔

"یس جمی۔ کیا رپورٹ ہے۔ پتہ چلا کہ گارج کہاں ہے"۔ ہارلی نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔ گارج اس وقت اپنے کلب میں موجود ہے"۔ جمی نے جواب دیا۔

"او کے"...... ہارلی نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

"گارج کلب اس کا محفوظ ترین ٹھکانہ ہے۔ وہاں اس نے اپنی حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا ہے اور کلب میں اس نے خوفناک لڑاکے بھی اکٹھے کر رکھے ہیں"...... ہارلی نے کہا۔

"ظاہر ہے اب وہ ہم جیسے شریف تو اپنے پاس اکٹھا کرنے سے رہا۔ بہرحال تم نے جو معلومات دی ہیں اس کے لئے شکریہ"۔ عمران نے کہا۔

"اس میں شکریہ کی کیا بات ہے۔ تم نے ان معلومات کے عوض مجھے کثیر معاوضہ بھی تو دیا ہے"...... ہارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمیں یہاں ایک کار، اسلحہ اور رہائش مل سکتی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ یہ سب ہو جائے گا تم فکر نہ کرو"...... ہارلی نے کہا۔

"اس کے لئے اگر الگ معاوضہ چاہئے تو میں وہ بھی دے دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے جو دیا ہے میرے لئے کافی ہے۔ اس میں تمہیں میں رہائش، کار اور اسلحہ کے ساتھ

ساتھ دس آدمی بھی دے سکتا ہوں بغیر کسی معاوضہ کے"...... ہارلی نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے اپنا رابطہ نمبر دے دو۔ جب ضرورت ہو گی تو میں آدمی بھی منگوا لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پرسنل نمبر دے دیتا ہوں۔ نوٹ کر لو۔ حوالے کے لئے پرنس ہی ٹھیک رہے گا"...... ہارلی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور ہارلی اسے اپنا رابطہ نمبر نوٹ کرانے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

مارشل ڈریلے اپنے آفس میں بیٹھا روز مرہ کے کام میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹائف بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... مارشل ڈریلے کے لہجے میں تندی بڑھ گئی۔

"چیف۔ آپ ہارلی کو تو جانتے ہوں گے"...... ٹائف نے کہا۔

"کون ہارلی۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... مارشل ڈریلے نے غرا کر کہا۔

"میں کرسٹن ہارلی کی بات کر رہا ہوں چیف"...... ٹائف نے کہا۔

"وہی کرسٹن ہارلی جو ٹمڈران کا بزنس ٹائیکون ہے"...... مارشل ڈریلے نے چونک کر کہا۔

"یس چیف۔ اس نے مارشل ایجنسی اور خاص طور پر گارج کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں"...... ٹائف نے جواب دیا۔

"کیوں۔ اسے مارشل ایجنسی اور گارج کے متعلق معلومات لینے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی"...... مارشل ڈریلے نے حیران ہو کر کہا۔

"میں بھی اسی بات پر چونکا تھا چیف۔ میں تھوڑی دیر پہلے جائنٹ کلب میں اپنے دوست جمی کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کے پاس ہارلی کی کال آئی۔ میں چونکہ جمی کے بے حد کلوز ہوں اس لئے اس نے میرے سامنے ہارلی کی کال اٹنڈ کی تھی اور ہارلی نے جمی کو حکم دیا تھا کہ وہ گارج کے بارے میں پتہ کرائے کہ وہ کہاں ہے۔ جمی نے فوری طور پر اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے جگہ جگہ فون کئے تھے اور پھر ہارلی کو کال کر کے بتایا تھا کہ گارج اپنے کلب میں موجود ہے"...... ٹائف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے کیا کیا"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"میں نے جمی کو مزید کریدنے کی کوشش کی لیکن اس سے مجھے زیادہ معلومات نہ ملیں تو میں فوراً اس کے کلب سے نکلا اور باہر آ

کر میں نے سیل فون کی کمپنی سے یہ پتہ کرایا کہ ہارلی نے جمی کو کس نمبر سے کال کی تھی اور وہ کہاں ہے۔ کچھ ہی دیر میں مجھے پتہ چل گیا کہ ہارلی نے پیلس ہوٹل سے کال کی تھی۔ میرے آدمی پیلس ہوٹل میں بھی موجود تھے۔ میں نے ان سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ہارلی تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر سات میں موجود ہے۔ میرے آدمیوں نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے ہارلی سے چار ایشیائی ملنے کے لئے آئے تھے وہ تقریباً ایک گھنٹے تک ہارلی کے ساتھ رہے تھے اور پھر وہاں سے چلے گئے تھے''...... ٹائف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کراسٹن ہارلی کو میں جانتا ہوں وہ معلومات فروخت کرنے کا خفیہ دھندہ کرتا ہے لیکن وہ کسی بھی سرکاری ایجنسی کے بارے میں کوئی معلومات فروخت نہیں کرتا۔ وہ آسانی سے زبان کھولنے والا نہیں ہے۔ بہرحال تم نے بتا دیا۔ میں اب اس سے خود پوچھ لوں گا کہ اس نے ہمارے بارے میں معلومات کیوں حاصل کی ہیں اور وہ ایشیائی کون تھے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''...... ٹائف نے جواب دیا تو مارشل ڈریلے نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ایک بار پھر کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''گارج بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی گارج کی کرخت آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈریلے بول رہا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... گارج کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

''مجھے ابھی ٹائف کی کال آئی تھی۔ اس نے ایک اطلاع دی ہے مجھے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''کیسی اطلاع چیف''...... گارج نے چونک کر کہا تو مارشل ڈریلے نے اسے ٹائف کی بتائی ہوئی تفصیلات کا بتا دیا۔

''ہونہہ۔ آپ فکر نہ کریں چیف۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ ہارلی میرے بارے میں کیوں معلومات لے رہا ہے اور اس کے پاس جو ایشیائی آئے تھے وہ کون تھے''...... گارج نے کہا۔

''دھیان رکھنا۔ ہارلی بے حد کائیاں آدمی ہے۔ وہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اس کی آپ فکر نہ کریں چیف۔ گارج کے سامنے پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ہارلی کیا چیز ہے اور وہ تو ویسے ہی معذور آدمی ہے اس کی زبان کھلوانا میرے لئے مشکل نہیں ہو گا''۔ گارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرو اس سے بات اور پھر مجھے رپورٹ کرو''۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ مجھے دو گھنٹے دے دیں۔ دو گھنٹوں کے بعد میں آپ کو کال کر کے ساری رپورٹ دے دوں گا''...... گارج نے

کہا۔

"اوکے"...... مارشل ڈریلے نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ مارشل ڈریلے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل ولسن بول رہا ہوں سپریم ہاؤس سے"...... دوسری طرف سے کرخت آواز سنائی دی تو مارشل ڈریلے چونک پڑا۔ کرنل ولسن ایکریمین سپریم ہاؤس کا ملٹری سیکرٹری تھا۔

"اوہ۔ یس سر"...... مارشل ڈریلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب آپ سے بات کریں گے"...... کرنل ولسن نے کہا۔

"اوکے۔ کرائیں بات"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں"...... کرنل ولسن نے کہا۔

"اوکے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"پریذیڈنٹ سپیکنگ"...... چند لمحوں کے بعد ایکریمین پریذیڈنٹ کی مخصوص ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ مارشل ڈریلے سپیکنگ"...... مارشل ڈریلے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے ابھی تک مجھے سپر لیبارٹری کی تباہی کی رپورٹ نہیں بھیجی۔ کیا ہوا ان مجرموں کا جنہوں نے سپر لیبارٹری پر اٹیک کیا تھا"...... پریذیڈنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں رپورٹ تیار کر رہا ہوں جناب۔ سپر لیبارٹری کے تمام مجرموں کو تلاش کر کے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا ہے۔ میں اگلے دو گھنٹوں تک پریذیڈنٹ ہاؤس میں رپورٹ پہنچا دوں گا"۔ مارشل ڈریلے نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کس کا ہاتھ تھا اس لیبارٹری کی تباہی میں"...... پریذیڈنٹ نے پوچھا۔

"یہ کام لارڈ ہارمن نے کیا تھا جناب۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ ایس ون سپر لیبارٹری میں پہنچ چکی ہے۔ اس نے ایس ون حاصل کرنے کے لئے لیبارٹری پر حملہ کرایا تھا اور اس کے ایکشن گروپ نے لیبارٹری کی سیکورٹی کنٹرول کر کے حملہ کیا تھا اور سیکورٹی کے مسلح افراد کو ہلاک کر کے لیبارٹری کی دیواریں بلاسٹ کر کے لیبارٹری کے اندر گھس گئے تھے اور اندر جاتے ہی انہوں نے تباہی مچا دی تھی۔ وہ لیبارٹری سے صرف ایس ون حاصل کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے جاتے ہوئے لیبارٹری کو ڈائنا مائٹس سے اڑا دیا تاکہ ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے لیکن میرے ایجنٹ گارج نے اپنی ذہانت سے نہ صرف ان حملہ آوروں کو ٹریس کیا بلکہ انہیں ان کے انجام تک پہنچاتے ہوئے ان سے دوبارہ ایس ون حاصل کر لی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہمارے پاس چونکہ لارڈ ہارمن کا کوئی سراغ نہیں ہے اس لئے وہ
بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے لیکن گارج اس کی تلاش میں لگا ہوا
ہے۔ جلد ہی لارڈ ہارمن کا پتہ چل جائے گا اور اسے بھی اس کے
منطقی انجام تک پہنچا دیا جائے گا''...... مارشل ڈریلے نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ ایس ون کہاں ہے کیا آپ نے اسے محفوظ مقام پر
منتقل کرا دیا ہے''...... پریذیڈنٹ نے پوچھا۔

''ایس ون میں نے اپنے سیکرٹ ہیڈ کوارٹر میں رکھ لیا ہے سر۔
جب بھی کسی لیبارٹری میں اس کی ضرورت ہو گی میں اپنی حفاظت
میں اسے وہاں پہنچا دوں گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''کیا آپ کے خیال میں آپ کا ہیڈ کوارٹر ایس ون کے لئے
محفوظ جگہ ہے''...... پریذیڈنٹ نے پوچھا۔

''یس سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ مارشل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں
کوئی نہیں جانتا۔ یہ سیکرٹ اور انتہائی محفوظ ہے''...... مارشل ڈریلے
نے کہا۔

''اوکے۔ آپ مجھے ساری رپورٹ بنا کر بھیجیں ایک بار میں
رپورٹ پڑھنا چاہتا ہوں''...... پریذیڈنٹ نے کہا۔

''یس سر۔ میں جلد ہی رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کر
دوں گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور پریذیڈنٹ نے اوکے کہہ کر
رابطہ ختم کر دیا۔ مارشل ڈریلے نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور

کریڈل پر رکھ دیا اور اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل پر جھک گیا۔
ابھی وہ فائل پر جھکا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو
مارشل ڈریلے ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اب کس کی کال ہے''...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''مارشل ڈریلے سپیکنگ''...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں
کہا۔

''ہاربر بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

''یس ہاربر۔ کیوں فون کیا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کرختگی
سے پوچھا۔

''چیف۔ پاکیشیا سے علی عمران تین ساتھیوں کے ساتھ کنسلانا
پہنچا ہے''...... ہاربر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام
کرنے والے علی عمران کی بات کر رہے ہو''...... مارشل ڈریلے نے
چونکتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... ہاربر نے کہا۔

''کب آیا ہے وہ یہاں اور وہ کس حلیے میں ہے اور کہاں ہے
وہ اب''...... مارشل ڈریلے نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھتے
ہوئے کہا۔

"اسے کنسلانا ایئر پورٹ پر چیک کیا گیا تھا چیف۔ اس کے ساتھ تین افراد تھے۔ وہ اصلی حلیوں میں ہیں جن میں سے دو افراد کا تو علم نہیں ہو سکا ہے کہ وہ کون ہیں لیکن ان میں ایک آدمی عمران کا شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے"...... ہاربر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب وہ کہاں ہیں نانسنس۔ یہ بتاؤ"...... مارشل ڈریلے نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"انہیں ایئر پورٹ سے نکل کر پیلس ہوٹل جاتے دیکھا گیا تھا اور اطلاع کے مطابق وہ پیلس ہوٹل میں تھرڈ فلور پر موجود کمرہ نمبر سات میں گئے تھے۔ میں نے اس کمرے کے بارے میں انکوائری کرائی ہے۔ اس کمرے میں مڈران کا بزنس ٹائیکون کرسٹن ہارلی ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ چاروں اس سے ملنے گئے تھے۔ ایک گھنٹے تک وہ کرسٹن ہارلی کے ساتھ اس کے روم میں رہے اور پھر وہاں سے نکل گئے۔ ہوٹل سے نکلنے کے لئے انہوں نے عقبی راستہ اختیار کیا تھا اس لئے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ میرے آدمی ان کی تلاش میں لگے ہوئے ہوں"...... ہاربر نے کہا۔

"اوہ۔ تو ہارلی سے جو چار ایشیائیوں نے ملاقات کی تھی وہ عمران اور اس کے ساتھی تھے"...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... ہاربر نے جواب دیا۔

"انہیں تلاش کرو نانسنس۔ فوراً گارج سے بات کرو اور انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کے بارے میں بتا دو۔ وہ یقیناً مارشل ایجنسی کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں پہنچے ہیں۔ گارج سے کہو کہ وہ جہاں دکھائی دیں انہیں کوئی موقع دیئے بغیر شوٹ کر دے۔ کوئی رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے"...... مارشل ڈریلے نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں نے گارج کو کال کیا تھا لیکن وہ کہیں اور مصروف ہے۔ میں دوبارہ اس سے بات کرتا ہوں اور اسے ساری تفصیل بتا دیتا ہوں"...... ہاربر نے کہا۔

"اوکے"...... مارشل ڈریلے نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔

گارج اپنے آفس میں بیٹھا سیل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اچانک سامنے میز پر رکھے ہوئے فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایک منٹ جیمز۔ کال آ رہی ہے۔ ہولڈ کرو۔ میں ابھی تم سے بات کرتا ہوں"...... گارج نے سیل فون پر کہا اور پھر اس نے سیل فون میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"گارج بول رہا ہوں"...... گارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مارشل ڈریلے کی کرخت آواز سنائی دی اور مارشل ڈریلے کی آواز سن کر گارج یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"یس چیف"...... گارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے مارشل ڈریلے اسے نائف کی ہارلی کے بارے میں بتائی ہوئی باتوں سے آگاہ کرنے لگا۔ چیف کی باتیں سن کر گارج کا چہرہ

سرخ ہو گیا۔ اس نے چیف سے دو گھنٹوں کا وقت لیا اور پھر فون بند کر دیا۔

"یہ ہارلی ہے کیا چیز۔ جو میرے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے"...... گارج نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سیل فون اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"جیمز۔ میں تمہیں بعد میں فون کروں گا ایک ضروری کام آ گیا ہے۔ گڈ بائے"...... گارج نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر فون بند کر کے میز پر رکھ دیا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"راجر بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی غراتی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

گارج بول رہا ہوں"...... گارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس"...... گارج کی آواز سنتے ہی راجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی چیف نے مجھے کال کر کے بتایا ہے کہ کرسٹن ہارلی نے جو مڈران کا بزنس ٹائیکون ہے اور اصل میں معلومات کا دھندہ کرتا ہے میرے اور مارشل ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ہارلی جو اس وقت پیلس ہوٹل میں تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر سات میں ٹھہرا ہوا ہے اس سے چار ایشیائی ملنے آئے ہیں۔ ان چاروں کے ملنے کے بعد ہی ہارلی نے میرے

بارے میں اور مارشل ایجنسی کے بارے میں معلومات کی ہیں"۔ گارج نے کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا باس۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں ہارلی سے مل کر اس سے ان ایشیائیوں کے بارے میں پوچھوں کہ وہ کون ہیں اور کس کے لئے مارشل ایجنسی اور خاص طور پر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں"...... راجر نے کہا۔

"مجھے ہارلی کی عادت معلوم ہے۔ وہ اتنی آسانی سے زبان کھولنے والا نہیں ہے اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ وہ سرکاری ایجنسیوں کے بارے میں کسی بھی صورت میں معلومات فروخت نہیں کرتا لیکن پھر بھی ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ ایس ون کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی وقت یہاں آ سکتے ہیں۔ مجھے یہی شک ہے کہ کہیں ہارلی سے ملنے پاکیشیائی ایجنٹ نہ پہنچ گئے ہوں اور انہوں نے ہی ہارلی کو مجبور کیا ہو کہ وہ میرے بارے میں اور مارشل ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کرے"...... گارج نے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے باس"...... راجر نے کہا۔

"تم ہارلی کو اٹھاؤ اور ہر صورت میں اس کی زبان کھلواؤ اور ان چاروں کے متعلق پوری تفصیلات معلوم کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ اس کے بعد کیا کرنا ہے یہ فیصلہ میں بعد میں کروں گا"...... گارج نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا اور گارج نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں۔ اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس باس"...... اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"جان سے کہہ دو کہ اگر چار ایشیائی کلب میں آئیں اور میرا پوچھیں تو انہیں زندہ پکڑ کر نیچے تہہ خانے میں پہنچا دے اور پھر مجھے اطلاع دی جائے"...... گارج نے کہا اور بٹن پریس کر کے انٹرکام بند کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"گارج بول رہا ہوں"...... گارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"یس راجر۔ کیا رپورٹ ہے"...... گارج نے اسی انداز میں کہا۔

"باس۔ میں ہارلی کو ہوٹل سے اغوا کرا کے سپیشل پوائنٹ پر لے گیا تھا اور پھر میں نے اس پر خوفناک تشدد کیا تو اس نے زبان کھول دی"...... راجر نے کہا۔

"گڈ شو۔ کیا بتایا ہے اس نے"...... گارج نے پوچھا۔

"اس نے بتایا ہے کہ وہ چاروں ایشیائی کوہ ہمالیہ کی ترائیوں میں موجود کسی ڈھمپ ریاست سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں ایک نوجوان خود کو پرنس آف ڈھمپ کہتا ہے۔ اس پرنس نے ہارلی کو اس کے ایک دوست کا حوالہ دیا تھا اور ایس ون، مارشل ایجنسی اور آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے لئے پرنس نے اسے بھاری معاوضہ بھی دیا تھا"...... راجر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ کیا اس نے یہ بتایا ہے کہ وہ اب کہاں گئے ہیں"۔ گارج نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔ انہوں نے ہارلی سے رہائش گاہ، اسلحہ اور کار مانگی تھی۔ ہارلی نے اسے ایک خفیہ رہائش گاہ دی تھی جہاں اس کے کہنے کے مطابق کار اور وافر تعداد میں اسلحہ موجود ہے"...... راجر نے کہا۔

"تو تم نے اس رہائش گاہ پر ریڈ کیوں نہیں کیا نانسنس"۔ گارج نے گرج کر کہا۔

"میں نے ریڈ کے لئے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیج دیا ہے باس۔ انہوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ رہائش گاہ خالی ہے۔ وہاں کوئی نہیں پہنچا ہے۔ میرے آدمی وہاں رک گئے ہیں اور وہ ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایشیائی جیسے ہی وہاں پہنچیں گے وہ انہیں فوراً ہلاک کر دیں گے"...... راجر نے کہا۔

"نہیں۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ انہیں ہلاک نہ کریں بلکہ

بے ہوش کریں اور باندھ کر یہاں میرے کلب میں لے آئیں۔ میں پہلے ان سے بات کرنا چاہتا ہوں اور پھر انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا"...... گارج نے کہا۔

"یس باس۔ میں کہہ دیتا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"رہائش گاہ میں کار موجود ہے یا نہیں"...... گارج نے پوچھا۔

"یس باس۔ کار موجود ہے اور رہائش گاہ کے ایک تہہ خانے سے میرے آدمیوں نے وہ اسلحہ بھی ضبط کر لیا ہے جو ہارلی نے ایشیائیوں کو دینا تھا"...... راجر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ رہائش گاہ پہنچے ہی نہیں ہیں۔ اوکے تم اپنے آدمیوں کو الرٹ رکھو۔ جیسے ہی وہ چاروں پہنچیں تمہارے آدمی ان پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح جھپٹ پڑیں"۔ گارج نے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا۔

"ہارلی کا کیا ہوا ہے"...... گارج نے پوچھا۔

"وہ مر چکا ہے باس۔ میں نے اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا دی ہے"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو گارج نے رسیور رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"گارج بول رہا ہوں"...... گارج نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت اور تیز لہجے میں کہا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مارشل ڈریلے کی بھی جواباً غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"یس چیف"...... مارشل ڈریلے کی آواز سن کر گارج نے یکلخت مئودبانہ ہو کر کہا۔

"ان افراد کا پتہ چل گیا ہے جو پیلس ہوٹل میں ہارلی سے ملنے گئے تھے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"اوہ۔ کون ہیں وہ"...... گارج نے چونک کر کہا۔

"وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں جو یہاں ایس ون حاصل کرنے آئے ہیں"...... مارشل ڈریلے نے کہا تو گارج بری طرح سے اچھل پڑا۔

"عمران اور اس کے ساتھی۔ آپ کا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس"...... گارج نے کہا۔

"ہاں۔ وہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں ظاہر ہے ان کے یہاں آنے کا مقصد ایس ون کا حصول ہی ہو سکتا ہے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ایشیائی عمران اور اس کے ساتھی ہیں"...... گارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو مارشل ڈریلے نے اسے ہاربر کی رپورٹ سے آگاہ کر دیا۔

"یس چیف۔ میں سمجھ گیا۔ آپ نے اچھا کیا ہے جو مجھے ان کے بارے میں بتا دیا ہے۔ اب میں ان کے خلاف تیزی سے

ایکشن کر لوں گا اور اس وقت تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میں انہیں ان کے انجام تک نہیں پہنچا دیتا۔ وہ یہاں آ تو گئے ہیں لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ان کے مقدر میں موت ہو گی۔ صرف موت"...... گارج نے کہا۔

"انتہائی محتاط انداز میں ان کے خلاف کام کرنا گارج۔ وہ نہایت ذہین اور شاطر انسان ہیں۔ آسانی سے قابو نہیں آئیں گے"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں چیف۔ وہ کسی بھی حالت میں مجھ سے نہیں بچ سکیں گے۔ ان کی موت ہی انہیں یہاں کھینچ کر لائی ہے"۔ گارج نے کہا۔

"تمہیں جو بھی کرنا ہے کرو لیکن انہیں کسی بھی حالت میں مارشل ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچنا چاہئے"...... مارشل ڈریلے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

"ہونہہ۔ تو یہ پرنس آف ڈھمپ عمران ہے۔ میرے ذہن میں بھی یہ نام کھٹک رہا تھا"...... گارج نے رسیور کریڈل پر رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا سن کر اس کا چہرہ غیظ وغضب سے اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے فوراً انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"جان کو بھیجو فوراً"...... گارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... پرسنل سیکرٹری نے جواب دیا تو گارج نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے آف کر دیا۔

"مجھے کلب کی حفاظت مزید سخت کرنی پڑے گی اور یہاں ایسے انتظامات کرانے پڑیں گے کہ عمران اور اس کے ساتھی اگر یہاں آئیں تو وہ یہاں سے کسی بھی صورت میں زندہ بچ کر نہ جا سکیں"۔ گارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ جان کا منتظر تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک نئی اور جدید رہائش گاہ میں تھا۔ یہ رہائش گاہ اس نے ایکریمیا میں اپنے ایک دوست کو فون کر کے حاصل کی تھی۔ پہلے اس کا ارادہ تھا کہ وہ ہارلی کی دی ہوئی رہائش گاہ اور کار استعمال کرے گا لیکن پھر اس نے ہارلی سے مل کر باہر جاتے ہی اپنا ارادہ بدل لیا تھا اور باہر آ کر اپنے ایک پرانے دوست کو فون کیا اور اس سے رہائش گاہ اور کار حاصل کر لی اور پھر ٹیکسی میں سوار ہو کر اپنے دوست کی بتائی ہوئی خفیہ رہائش گاہ پہنچ گیا۔

طویل سفر سے وہ چونکہ تھکے ہوئے تھے اور آتے ہی وہ سب عمران کے ساتھ ہارلی سے ملنے چلے گئے تھے اس لئے وہ یہاں کچھ دیر آرام کرنا چاہتے تھے۔ عمران نے بھی کچھ دیر ریسٹ کیا تھا اور پھر اس نے ٹائیگر سے کہہ کر اپنے لئے چائے بنوائی۔ اب وہ دونوں ایک کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

"باس۔ کیا اب آپ گارج سے مل کر اس سے پوچھ گچھ کریں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ وہی ہمیں مارشل ہیڈ کوارٹر پہنچا سکتا ہے اور ایس ون مارشل ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا ہمیں گارج کے علاوہ کسی اور سے مارشل ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہیں چل سکتا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"پتہ چل سکتا ہے لیکن اس کے لئے کافی وقت برباد ہو گا۔ ہارلی کی باتوں سے پتہ چلا ہے کہ ایس ون اس وقت مارشل ڈریلے کے پاس اس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ اگر ہم لمبے چکروں میں پڑ گئے تو ایس ون وہاں سے نجانے کہاں منتقل کر دیا جائے اس لئے اب ہمیں تیزی سے کام کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور چوہان اور خاور اندر آ گئے۔ وہ ریسٹ کر کے اب فریش دکھائی دے رہے تھے۔

"ہم تیار ہیں عمران صاحب"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ میں سہرا باندھ لوں پھر چلتے ہیں"...... عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"سہرا۔ کیا مطلب"...... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

"تم دولہے کے بھائی ہو اور ابھی تو تم نے بولا ہے کہ ہم تیار ہیں۔ اب بس میرا ہی تیار ہونا باقی ہے"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تو ہو جائیں پھر آپ بھی تیار تاکہ آپ کو گدھی پر بٹھا کر لے جایا جا سکے"...... چوہان نے مسکرا کر کہا۔

"گدھی پر بٹھا کر۔ بندۂ خدا دولہے کو گھوڑیوں پر یا پھر کاروں میں بٹھا کر لے جانے کا تو سنا ہے یہ گدھی پر دولہے کو کب سے بٹھایا جانے لگا ہے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"کنسلاٹا کے اونچے نیچے اور ڈھلانی پہاڑی علاقے میں گھوڑے اور گاڑیاں نہیں چلتیں۔ یہاں خچروں اور گدھوں کی ہی سواری کرنی پڑتی ہے"...... خاور نے کہا۔

"تو میرے لئے کسی خچر یا گدھے کا بندوبست کرتے گدھی ہی کیوں"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"گھوڑیوں کی طرح گدھی ہی ہونی چاہئے یا پھر خچری"۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"خچری والی بات بھی خوب کہی تم نے۔ چلو ٹھیک ہے دولہے کو کچھ ہی دیر تو گھوڑی پر یا کار میں بیٹھنا ہوتا ہے۔ یہ نہ سہی خچری ہی سہی"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں ہنس پڑے۔

"چائے پئیں گے آپ"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"پلا دو"...... خاور نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب آپ کا کیا ارادہ ہے"...... چوہان نے عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دلہن لانے کا ہی پروگرام ہے اور کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں جواب دیا تو وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"دلہن جس کا نام ایس ون ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ کوڈ نام ہے۔ دھیان رکھنا یہ نام جولیا کو معلوم نہ ہو جائے ورنہ وہ اصل نام کی لڑکی کی قبر کھود کر بھی اسے نکال لے گی"...... عمران نے رازدارانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"کیا آپ کو اندازہ ہے کہ مارشل ہیڈ کوارٹر کہاں ہو سکتا ہے"۔ چوہان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے یہاں آ کر کافی ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی ہے لیکن مارشل ڈریلے نے واقعی ہیڈ کوارٹر انتہائی سیکرٹ رکھا ہوا ہے۔ وہ بہت چالاک انسان ہے اور انتہائی باوسائل بھی"۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں پتہ کر کے بتاؤں کہ مارشل ہیڈ کوارٹر کہاں ہو سکتا ہے"...... چوہان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تم کیسے پتہ کر سکتے ہو۔ میں نے ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے لے کر سپریم آرگنائزیشن تک سے معلومات حاصل کر لی ہیں جو دنیا بھر کی ایجنسیوں اور ان کے ہیڈ کوارٹرز کی خبریں رکھتی ہیں۔ جب مجھے ان سے کچھ پتہ نہیں چل سکا تو پھر تم کس سے پتہ کرو گے"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک کوشش کرنے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ کام بن جائے اور ہمارا کام آسان ہو جائے"...... چوہان نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ایک کیا دس کوششیں کرو۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اور اگر میں نے معلوم کر لیا تو آپ کیا انعام دیں گے مجھے"۔ چوہان نے کہا۔

"کام بڑا بھی ہے اور اہم بھی۔ اگر تم کامیاب ہو گئے تو میں نے جس گھوڑی پر سہرا باندھ کر بیٹھنا ہے۔ سہرا تمہیں باندھ کر خود اٹھا کر اس پر بٹھا دوں گا۔ دلہن تمہاری"...... عمران نے کہا تو چوہان اور خاور ہنس پڑے۔

"نہیں۔ یہ انعام نہیں۔ کسی اور انعام کی بات کریں"۔ چوہان نے کہا۔

"تو تم بتا دینا کہ تمہیں کیا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"کیس مکمل ہونے کے بعد آپ کو چیف سے جو چیک ملے گا

وہ میرا ہو گا''...... چوہان نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

''ارے باپ رے۔ یہ تم نے کیا مانگ لیا۔ تمہارا چوہا چیک دینے میں پہلے ہی بخل سے کام لیتا ہے اور اگر دے بھی دے تو اس میں اتنی کم رقم لکھتا ہے کہ میں سلیمان کا ادھار لیا ہوا دودھ کا بل بھی چکا سکوں اور وہ بھی تم مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو''۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''دودھ والے کا بل میں اپنی جیب سے ادا کر دوں گا۔ بس آپ چیف کا دیا ہوا چیک مجھے دے دینا''...... چوہان نے مسکرا کر کہا۔

''سمجھ گیا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا سمجھ گئے''...... خاور نے بھی مسکرا کر کہا۔

''یہی کہ تم دونوں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ یہ دیکھ سکو کہ چیف مجھے جو چیک دیتا ہے اس میں کتنی رقم ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو دونوں ہنس پڑے۔

''جی ہاں۔ یہی بات ہے۔ چلیں آپ چیک ایک نظر دکھا دینا۔ دیکھ کر میں اسی وقت آپ کو واپس لوٹا دوں گا''...... چوہان نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو میں چیف سے درخواست کر کے دو چیک بنوا لوں گا ایک چھوٹی اماؤنٹ کا چیک اور دوسرا بڑی اماؤنٹ کا چھوٹی اماؤنٹ کا چیک تم دونوں کو دکھانے میں بھلا مجھے کیا اعتراض

ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''آپ مجھے اسپیشل فون دے سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے جیب سے ایک جدید ساخت کا نیا سیل فون نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''اس میں جدید سیٹلائٹ نیٹ ورک ہے۔ جس کی کال نہ چیک کی جا سکتی ہے اور نہ ہی ٹریس کی جا سکتی ہے۔ یہ میں نے خصوصی طور پر یہاں آتے ہوئے لیا تھا''...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر چائے کے دو کپ لے کر اندر آیا اور اس نے ایک کپ خاور کو پکڑا دیا اور دوسرا کپ چوہان کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ چوہان نے سیل فون آن کیا اور پھر اس کے بٹن پریس کرنے لگا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ چوہان نے سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا تاکہ وہ سب باتیں سن سکیں۔

''ایکریمین ریاست۔ ساؤ ہان کا رابطہ نمبر دیں''...... چوہان نے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحے انتظار کے بعد آپریٹر نے ساؤ ہان کا نمبر نوٹ کرا دیا۔ چوہان نے کال ڈسکنکٹ کی اور آپریٹر کا بتایا ہوا رابطہ نمبر ملانے لگا۔

"ساؤ ہان انکوائری پلیز"...... رابطہ ملتے ہی ایک اور نسوانی
آواز سنائی دی۔
"ویسٹرن ساؤ ہان میں کلاکس کلب ہے۔ اس کلب کا نمبر
بتائیں"...... چوہان نے کہا۔
"ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے"...... چوہان نے کہا اور پھر چند منٹ بعد اسے کلاکس
کلب کا نمبر بتا دیا گیا۔ چوہان کال ڈسکنکٹ کر کے آپریٹر کا بتایا
ہوا نمبر ملانے لگا۔
"یس کلاکس کلب"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک
چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"وناس سے کاؤ ہارا بول رہا ہوں۔ میری کلاکس سے بات کراؤ
"...... چوہان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کا نام سن کر
عمران چونک پڑا۔
"بڑا حیرت انگیز نام ہے۔ کاؤ ہارا"...... عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔
"ایک منٹ ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے"...... چوہان نے کہا اور دوسری طرف چند لمحوں کے
لئے خاموشی چھا گئی۔
"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد اسی آدمی کی
بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی جس نے اس کا فون ریسیو کیا تھا۔

"ہاں۔ میں لائن پر ہوں"...... چوہان نے کہا۔
"باس سے بات کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ کیا میں نے سچ سنا ہے کہ مجھے کاؤ ہارا نے کال کیا ہے۔
کیا تم واقعی کاؤ ہارا ہو"...... دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن
انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
"ہاں۔ میں کاؤ ہارا ہوں۔ وہی کاؤ ہارا جس نے کلاکس کی
زندگی موت کے منہ سے نکالنے کے لئے اپنا خون ڈونیٹ کیا تھا"۔
چوہان نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔
"اوہ اوہ۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے کہ میرے محسن کاؤ
ہارا نے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ تم کہاں ہو کاؤ ہارا۔ میں اپنے محسن
کی شکل دیکھنے کے لئے اس کی آواز سن کر اور بھی ترس گیا ہوں۔
بتاؤ کہاں ہو تم۔ تمہیں لینے کے لئے میں دنیا کے کسی بھی حصے میں
پہنچ سکتا ہوں۔ تم واقعی میرے محسن ہو اور آج جو میں زندگی جی رہا
ہوں یہ تمہارے ہی دیئے ہوئے خون کی بدولت ہے جو میری رگوں
میں نئی زندگی بن کر دوڑ رہا ہے"...... کلاکس کی جذبات سے بھرپور
آواز سنائی دی۔
"نہیں۔ میں ابھی تم سے نہیں مل سکتا۔ تم پرانی باتیں چھوڑو اور
یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... چوہان نے کہا۔
"اوہ۔ ایک منٹ"...... کلاکس نے کہا۔ اسی لمحے فون کے اسپیکر
سے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اب فون مکمل طور پر محفوظ ہے۔ تم کھل کر بات کر سکتے ہو میرے محسن"...... دوسری طرف سے کلائس نے کہا۔

"مجھے تم سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔ اگر تمہارے اردگرد کوئی ہے تو اسے ہٹا دو"...... چوہان نے سخت لہجے میں کہا۔

"کوئی نہیں ہے۔ تم بے فکر ہو کر بات کرو"...... کلائس نے کہا۔

"اوکے۔ مجھے تم سے ایک مدد درکار ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں۔ یہ تو میری خوش نصیبی ہو گی کہ میں اپنے محسن کے کسی کام آ سکوں۔ تمہارے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔ بولو۔ کیا مدد چاہئے"...... کلائس نے کہا۔

"جب ونٹاس میں تمہارا علاج چل رہا تھا تو میں نے تم سے ملاقات کی تھی۔ تم نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا کہ تم ویسٹرن ساؤ ہان میں موجود ایک کلب کے مالک ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تم ایکریمیا کی ایجنسیوں کے خفیہ ہیڈ کوارٹر بنانے کے بھی ٹھیکے لیتے ہو"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ یہ درست ہے۔ ایکریمیا کی بے شمار ایجنسیوں اور سرکاری طور پر بنائے گئے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے ٹھیکے مجھے ہی ملتے ہیں"...... کلائس نے کہا۔

"تم نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ تم نے کچھ عرصہ قبل ایکریمیا میں ایک بہت بڑا ہیڈ کوارٹر بنوایا ہے جسے مارشل ہیڈ کوارٹر کہا جاتا ہے اور ہیڈ کوارٹر کے مکمل ہونے کے بعد ایکریمین ایجنسیوں نے چن

چن کر ان تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا جو ہیڈ کوارٹر کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے جن میں مزدوروں سمیت بڑے بڑے کنسٹرکٹر اور انجینئرز بھی شامل تھے چونکہ یہ ہیڈ کوارٹر تمہاری نگرانی میں تعمیر کرایا گیا تھا اس لئے اس ایجنسی کے افراد تمہیں بھی ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے تھے تاکہ ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر سیکرٹ رکھا جا سکے اور کسی ذریعے سے یہ پتہ نہ چلایا جا سکے کہ مارشل ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور کس نے تعمیر کرایا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ جب میں نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا تو میرے پیچھے مارشل ایجنسی کے ایجنٹ پڑ گئے تھے اور ان سے ہی جان بچانے کے لئے مجھے فوری طور پر ایکریمیا سے نکلنا پڑا تھا اور میں حلیہ بدل کر ونٹاس پہنچ گیا تھا لیکن مارشل ایجنسی کے ایجنٹ وہاں بھی پہنچ گئے تھے اور مجھے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میرے جسم میں تھوڑی سی جان باقی تھی اور تم بروقت مجھے اٹھا کر ہسپتال لے گئے تھے جہاں میرا علاج ہوا اور تم نے مجھے زندہ رکھنے کے لئے اپنے خون کی کئی بوتلیں بھی دی تھیں۔ یہ سب میں کیسے بھول سکتا ہوں"...... کلائس نے کہا۔

"جانتا ہوں۔ ٹھیک ہوتے ہی تم حلیہ بدل کر سان ہاؤ منتقل ہو گئے تھے اور مارشل ایجنسی کے ایجنٹ یہی سمجھتے ہیں کہ تم ہلاک ہو چکے ہو۔ کاؤ ہارا کا نام کوڈ تم نے ہی مجھے دیا تھا اور تم نے کلائس کلب کا بھی بتایا تھا کہ مجھے جب بھی تمہاری کوئی مدد درکار ہو تو میں

تم سے کاؤ ہارا کے نام سے بات کر سکتا ہوں"...... چوہان نے کہا۔
"ہاں بالکل۔ اسی لئے جب میرے آدمی نے مجھے یہ نام بتایا تو میں بے چین ہو گیا تھا"...... کلائس نے کہا۔
"تمہیں یہ سب بتانے کا مقصد یہ تھا کہ تمہیں اس بات کا یقین آ جائے کہ میں اصل کاؤ ہارا ہوں اور تم سے خود بات کر رہا ہوں"...... چوہان نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آ گیا ہے۔ تم بتاؤ تمہیں میری کیا مدد چاہئے"...... کلائس نے کہا۔
"مجھے مارشل ہیڈ کوارٹر کا پتہ چاہئے"...... چوہان نے کہا۔
"اوہ۔ لیکن کیوں۔ تم مارشل ہیڈ کوارٹر کیوں ڈھونڈ رہے ہو"۔ کلائس نے چونک کر کہا۔
"ابھی کچھ دیر قبل تم نے کہا تھا کہ میرے لئے تمہاری جان بھی حاضر ہے اور اب لیکن اور کیوں کی بات کر رہے ہو"...... چوہان نے ناگوار لہجے میں کہا۔
"اوہ اوہ۔ ناراض مت ہو کاؤ ہارا۔ میں نے ایسے ہی کہہ دیا تھا۔ او کے تم چونکہ میرے محسن ہو اس لئے میں تمہاری مدد ضرور کروں گا لیکن یہ سب کچھ میں تمہیں فون پر نہیں بتا سکتا۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم کہاں ہو۔ میں تمہیں مارشل ہیڈ کوارٹر کی پوری فائل بھیج دیتا ہوں۔ اس فائل میں تمہیں خفیہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ساری معلومات مل جائیں گی اور یہ بھی کہ وہاں حفاظت کے کیا انتظامات

ہیں"...... کلائس نے کہا۔
"میں بہت دور ہوں۔ تمہاری فائل مجھ تک پہنچنے میں خاصا وقت لگ جائے گا۔ تمہارے پاس جو تفصیلات ہیں مجھے وہی بتا دو"...... چوہان نے کہا۔
"تم یہ بتاؤ کہ تم ہو کہاں۔ بے فکر رہو تم میرے محسن ہو اور میں اپنے محسن کو کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتا۔ اگر تمہارے پاس فائل پہنچنے میں وقت لگے گا تو میں تمہیں ایک ایسے آدمی کا پتہ بتا دوں گا جو اس معاملے میں تمہاری بھرپور مدد کرے گا بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ وہ اس معاملے میں تمہاری مجھ سے زیادہ مدد کر سکتا ہے تو غلط نہیں ہو گا"...... کلائس میں کہا۔
"میں کنسلانا میں ہوں"...... عمران کے اشارے پر چوہان نے اسے بتا دیا۔
"گڈ شو۔ پھر تو میرا کام آسان ہو گیا۔ مارشل ہیڈ کوارٹر کنسلانا میں ہی ہے"...... کلائس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"گڈ شو۔ پتہ بتاؤ"...... چوہان نے کہا۔
"شہر سے ہٹ کر سلانکا جھیل کے پاس ایک پرفضا پہاڑی مقام ہے۔ جھیل کے پاس ایک کلب ہے جسے ڈریگن کلب کہا جاتا ہے۔ بظاہر وہ عام سا کلب ہے لیکن مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر اسی کلب کے نیچے ہے جس کا ایک خفیہ راستہ اس کلب کے زیر زمین جھیل کے نیچے سے گزر کر ڈائریکٹ مارشل ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہے۔ اس

کلب کا مالک جس کا اصل نام لاسٹر ہے اور وہ بلیک ڈریگن کے
نام سے مشہور ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ مارشل ہیڈ
کوارٹر جانے کا راستہ کہاں ہے۔ اس تک پہنچ جاؤ تو تمہارے لئے
مارشل ہیڈ کوارٹر کے دروازے کھل جائیں گے لیکن یہ یاد رکھنا کہ
مارشل ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کا انتظام انتہائی سخت ہے۔ وہاں اس
قدر ٹائٹ سیکورٹی ہے کہ خفیہ راستے میں ایک معمولی سی چیونٹی بھی
رینگتی ہے تو اس کا مارشل ہیڈ کوارٹر کو علم ہو جاتا ہے اور انہوں نے
وہاں ایسے سائنسی انتظامات کر رکھے ہیں کہ آٹو میٹک گنیں فوراً
حرکت میں آجاتی ہیں اور خفیہ راستے میں رینگنے والی چیونٹی کو بھی
ایک لمحے میں جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں''...... کلائس نے کہا۔

''کیا تم ان حفاظتی انتظامات کے بارے میں جانتے ہو''۔
چوہان نے پوچھا۔

''ہاں۔ جانتا ہوں''...... کلائس نے کہا اور پھر وہ اسے مارشل
ہیڈ کوارٹر کی سیکورٹی اور حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتانے لگا۔

''یہ سارا سیٹ اپ میرے دوستوں کا ہی بنایا ہوا ہے جو بالکل
اسی طرح سے کام کر رہا ہے جس طرح اسے بنایا گیا تھا۔ حفاظتی
سسٹم نصب کرنے والوں کو بھی چن چن کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور
مارشل ڈریلے سمجھتا ہے کہ دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں ہے جو ان
حفاظتی سسٹم کو بلاک کر سکے اور اس کی اجازت کے بغیر خفیہ راستے
سے اندر آسکے''...... کلائس نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔ چوہان نے

اس سے چند مزید معلومات لیں اور پھر اس نے کلائس کا شکریہ ادا
کیا اور فون بند کر دیا۔ اس نے عمران کی طرف دیکھا تو چونک پڑا۔
عمران اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

''میری طرف ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''تمہاری طرف نہیں۔ تمہارے سر کی طرف دیکھ رہا ہوں''۔
عمران نے جواب دیا۔

''سر کی طرف کیوں''...... چوہان نے حیران ہو کر کہا۔

''تمہارے سر پر سینگ نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی مجھے دکھائی دے
رہے ہیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو چوہان ہنس پڑا۔
خاور کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''میرے سر پر سینگ ہیں نہیں تو آپ کو کیسے نظر آ رہے
ہیں''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''انہیں عقل کے سینگ کہا جا سکتا ہے جو صرف عقل والوں کو
ہی دکھائی دیتے ہیں''...... عمران نے متانت بھرے لہجے میں کہا اور
اس کی نئی اختراع پر چوہان اور خاور بے اختیار ہنس پڑے۔ ٹائیگر
کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''میں بھی حیران ہوں کہ جو کام آپ کرتے ہیں اور اپنے کسی
دوست کو فون کر کے معلومات حاصل کرتے ہیں آپ کی طرح کا
کام آج چوہان نے کر دکھایا ہے اور اس نے وہ سب معلوم کر لیا
ہے جو آپ بھی معلوم نہیں کر سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ میں واقعی اس بار ٹکریں مار مار کر پاگل ہو رہا تھا اور مجھے مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ لے دے کر اب گارج ہی تھا جو ہمیں مارشل ہیڈ کوارٹر تک پہنچا سکتا تھا لیکن چوہان نے میری ساری پریشانی ہی ختم کر دی ہے"...... عمران نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"یہ سب ہم نے آپ سے ہی سیکھا ہے عمران صاحب۔ اتفاق سے کلاکس کی میں نے وناکاس میں ایک مشن کے دوران اس وقت مدد کی تھی جب اس کی جان واقعی خطرے میں تھی۔ میں نے اس کی جان بچانے کے لئے اسے اپنا خون بھی دیا تھا۔ تب سے وہ میرا احسان مند ہے۔ جب سے مارشل ڈریلے اور مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی بات ہو رہی ہے۔ نام میرے دماغ کے کسی کونے میں کھٹک رہا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ نام میں نے پہلے بھی سنا ہوا ہو۔ بہت یاد کیا اور اب جب ریسٹ کر کے اٹھا تو مجھے کلاکس یاد آ گیا کہ اسی نے مجھ سے مارشل ہیڈ کوارٹر کی خفیہ تعمیر کی بات کی تھی۔ مارشل ڈریلے نے واقعی ان تمام افراد کو ہلاک کرا دیا تھا جنہوں نے مارشل ہیڈ کوارٹر بنانے میں معمولی سا بھی حصہ لیا تھا"۔ چوہان نے کہا۔

"جو بھی ہے مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم بھی دوست اور دشمن کی تمیز بھلا کر انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرنے پر تیار رہتے ہو۔ تمہاری اور کلاکس کی باتوں سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ کلاکس واقعی

کام کا آدمی ہے اور آئندہ بھی ہمارے کام آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ جتنی معلومات اس کے پاس ہیں اتنی ورلڈ کراس آرگنائزیشن یا سپریم آرگنائزیشن کے پاس بھی نہیں ہوں گی۔ اس کے پاس دنیا بھر کی معلومات کا خزانہ ہے"...... چوہان نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے اسے ٹریژر مین کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"جی ہاں"...... چوہان نے مسکرا کر کہا۔

"اوکے۔ آؤ دیکھتے ہیں کلاکس نے جو ٹپ دی ہے اس سے ہمیں کیا مدد مل سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹائیگر تم کار نکالو تب تک یہ چائے ختم کر لیتے ہیں"۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ چوہان اور خاور نے چائے ختم کی اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران بھی اٹھا اور پھر وہ کمرے سے نکل کر باہر آ گئے۔ باہر کار تیار تھی اور ٹائیگر کار کے پاس کھڑا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ چاروں کار میں بیٹھے ڈریگن کلب کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ ٹائیگر سائیڈ سیٹ پر اور چوہان اور خاور پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی عمران نے کار ایک سڑک پر

روک دی۔ سامنے ایک بڑا سا بکسٹال تھا۔

''جا کر کنسلانا کا تفصیلی نقشہ لے آؤ ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلا کر کار سے نکلا اور بکسٹال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ نقشہ تھا۔ عمران نے اس سے نقشہ لے کر کھولا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک پوائنٹ پر انگلی رکھ دی۔

''یہاں ہے ڈریگن کلب''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے نقشہ سمیٹ کر ٹائیگر کو دے دیا اور کار ایک بار پھر آگے بڑھا دی۔ آدھے گھنٹے کے بعد کار شاندار اور وسیع و عریض ڈریگن کلب کے احاطے میں داخل ہو رہی تھی۔ کار پارک میں روک کر وہ چاروں نکلے اور مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب بڑا اور واقعی شاندار تھا جہاں ہر چیز میں نفاست ٹپک رہی تھی۔ ہال میں رونق تھی اور وہاں امراء طبقے کے افراد شراب نوشی کر رہے تھے۔ عمران رکے بغیر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک لڑکی موجود تھی۔

''فرمائیں''...... لڑکی نے انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ اس طرح مسکرا کر دیکھیں گی اور فرمانے کو کہیں گی تو میں بہت کچھ فرما دوں گا اور اگر میں نے فرمانا شروع کر دیا تو آپ میری کوئی بھی فرمائش پوری نہیں کر سکیں گی''...... عمران نے

مخصوص لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں''...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سمجھنے والے بہت کچھ سمجھ جاتے ہیں۔ شکل سے آپ سمجھدار معلوم ہوتی ہیں اور اگر آپ جان بوجھ کر کچھ نہ سمجھنا چاہیں تو یہ آپ کی سمجھ پر ہی منحصر ہے''...... عمران نے کہا تو لڑکی کے چہرے پر تعجب کے تاثرات پھیل گئے۔

''ہمیں بلیک ڈریگن سے ملنا ہے''...... چوہان نے آگے بڑھ کر کہا تو لڑکی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''آپ نے باس سے ملاقات کا وقت لیا ہے کیا''...... لڑکی نے کہا۔

''وقت لیا نہیں خریدا ہے''...... عمران نے کہا تو لڑکی ایک بار پھر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''خریدا ہے۔ کیا مطلب''...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم کلب کے ساتھ والے ڈیپارٹمنٹل سٹور میں کچھ خریداری کرنے کے لئے آئے تھے۔ ایک سٹال پر ہم نے بلیک ڈریگن کا وقت دیکھا جو سستے میں مل رہا تھا اس لئے ہم نے خرید لیا۔ اب آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ بلیک ڈریگن کے لئے ہمارے خریدے ہوئے وقت کا فائدہ دیں اور ہمیں فوراً اس سے ملائیں''...... عمران

کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"آپ میری بلیک ڈریگن سے بات کرائیں۔ اگر میری بات سن کر بلیک ڈریگن نے ملنے سے انکار کر دیا تو ہم واپس چلے جائیں گے"...... چوہان نے سرد لہجے میں کہا تو لڑکی چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا کر نمبر پریس کرنے لگی۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"کاؤنٹر سے میری بول رہی ہوں باس"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... باس نے سرد لہجے میں کہا۔

"چار افراد آئے ہیں جو آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے کہا۔

"کون ہیں وہ۔ کہاں سے آئے ہیں اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں"...... باس نے کہا۔

"ایک منٹ۔ میں نے ان سے نام نہیں پوچھا"...... لڑکی نے بوکھلا کر کہا۔

"تو پوچھو نانسنس۔ ہر کسی کو مجھ سے ملانے کے لئے فون نہ کیا کرو"...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ لڑکی نے کانپتے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آپ کا نام"...... لڑکی نے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹمبکٹو"...... اس سے پہلے کہ چوہان کچھ کہتا عمران فوراً بول پڑا۔

"ٹمبکٹو۔ کیا مطلب"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ہال میں موجود باقی افراد بھی حیرت سے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

"تمہیں ٹمبکٹو کے نام کا مطلب نہیں پتہ حیرت ہے شکل و صورت سے تو تم پڑھی لکھی لگ رہی ہو لیکن اب لگ رہا ہے جیسے تم جاہل ہو اور جاہل لڑکیاں مجھے اچھی نہیں لگتیں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں جاہل نہیں ہوں"...... لڑکی نے بھنا کر کہا۔

"تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں ورنہ میں اپنے سیکرٹری سے کہنے لگا تھا کہ تمہیں شاہی وظیفے پر کسی اسکول میں داخل کرا دیا جائے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا۔ اسے آگے بڑھتے دیکھ کر اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

"ارے ارے۔ کہاں جا رہے ہیں آپ۔ آپ رک جائیں"۔ لڑکی نے عمران کو جنرل منیجر کے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر عمران کی طرف لپک کر کہا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختی ہوئی ایک طرف جا گری۔

"اگر باس سے گستاخی کی تو گولی مار دوں گا"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اس نے لڑکی کو بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکیلا تھا اور

لڑکی اپنا توازن برقرار نہ رکھ کر گر گئی تھی۔ عمران جنرل منیجر کے دروازے کے پاس آیا اور پھر اس نے اطمینان بھرے انداز میں دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک انتہائی شاندار اور سجا ہوا کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں ایک شاندار میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا سیل فون کان سے لگائے کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر کال ڈسکنکٹ کی اور سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہو تم۔ اور اس طرح منہ اٹھائے اندر کیوں آئے ہو''۔ ادھیڑ عمر نے انہیں غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

''باس۔ باس۔ میں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ زبردستی اندر گھس آئے ہیں''...... اسی لمحے عقب سے لڑکی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ گولی مار دوں گا''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو لڑکی سہم کر تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

''تم جاؤ میری۔ میں ان سے خود بات کر لوں گا''...... ادھیڑ عمر نے کہا تو لڑکی ٹائیگر کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے باہر نکل گئی۔

''دروازہ بند کر دو''...... عمران نے کہا تو چوہان نے دروازہ بند کیا اور اسے اندر سے لاک لگا دیا۔

''تم بلیک ڈریگن ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو اور اس طرح بلا اجازت میرے آفس میں کیوں آئے ہو''...... بلیک ڈریگن نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

''یہ ہمارا شوق ہے۔ ہم جہاں چاہتے ہیں بغیر اجازت پہنچ جاتے ہیں''...... عمران نے کہا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر، چوہان اور خاور اس کے پیچھے یوں کھڑے ہو گئے جیسے وہ اس کے باڈی گارڈز ہوں۔

''کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... بلیک ڈریگن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا کچھ نہیں''...... بلیک ڈریگن نے تیوریوں پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔

''ہمیں چیف نے بلایا ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف باس نے۔ مم۔ مگر''...... بلیک ڈریگن اس اچانک فقرے سے بے اختیار گڑبڑا گیا تھا اور عمران کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

''ہاں۔ مارشل ڈریلے نے۔ کال کرو چیف کو اور بتاؤ کہ پرنس

آف ڈھمپ اور اس کے تینوں ساتھی پہنچ گئے ہیں''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن فون کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف تو ٹرانسمیٹر''۔ بلیک ڈریگن اس اچانک افتاد پر سنبھل نہ پا رہا تھا اور بوکھلاہٹ میں بول رہا تھا اور بولتے بولتے یکلخت خاموش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے۔ ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتا دو اسے۔ مگر جلدی کرو ہمارے پاس وقت نہیں ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''شٹ اپ۔ تم جو کوئی بھی ہو میرے آفس سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں پولیس بلا لوں گا۔ میں کسی کو نہیں جانتا۔ یہ میرا آفس ہے''...... اس بار بلیک ڈریگن نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ شاید ذہنی دباؤ سے نکل کر سنبھل چکا تھا۔

''تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم مارشل ایجنسی اور مارشل ڈریلے کو نہیں جانتے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں''...... بلیک ڈریگن نے غرا کر کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس سے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی معلوم کرو اور مارشل ڈریلے کو خود کال کرو۔ اس کو کسی بات کا احساس ہی نہیں ہے اور خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے پر تلا ہوا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ بلیک ڈریگن نے فوراً دراز کھول کر گن نکالنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا کرسی سمیت الٹ کر گرتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اس کے نزدیک جاتے ہی اس کے منہ پر زوردار مکا مار دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ٹائیگر اس پر جھپٹا اور اس نے بلیک ڈریگن کو گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ ٹائیگر نے ایک ہاتھ مار کر میز پر پڑی ہوئی ساری چیزیں سائیڈ میں گرائیں اور بلیک ڈریگن کو جھٹکے سے اچھال کر میز پر گرا دیا۔ بلیک ڈریگن بری طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ میز پر گراتے ہی ٹائیگر نے اس کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔

''بتاؤ۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن کی ہڈی توڑ دوں گا''۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں......'' بلیک ڈریگن کے حلق سے خرخراتی ہوئی آواز نکلی۔

''ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاؤ جلدی''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے انگوٹھا اس کی گردن کی مخصوص رگ پر دبا دیا۔

''بب بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں''...... بلیک ڈریگن نے رک رک کر کہا۔

''بولو۔ جلدی۔ ورنہ......'' ٹائیگر نے کہا۔ بلیک ڈریگن جس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا اور اس کی آنکھیں باہر ابل آئی تھیں

رک رک کر فریکوئنسی بتانے لگا۔

''گڈ شو۔ اب اسے کچھ دیر کے لئے آرام کرنے دو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر بلیک ڈریگن کی گردن کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ بلیک ڈریگن کا جسم زور سے لرزا اور وہ ساکت ہو گیا۔

''ٹائیگر۔ اس کا ٹرانسمیٹر تلاش کرو اور چوہان، خاور تم دروازے کے پاس رکو''...... عمران نے کہا تو چوہان اور خاور نے اثبات میں سر ہلائے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ ٹائیگر، بلیک ڈریگن کی میز کی درازیں کھول کر چیک کرنے لگا۔ میز کی نچلی دراز سے اسے جدید ساخت کا ایک ٹرانسمیٹر مل گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر عمران کو دے دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آپریٹ کرتے ہوئے اس پر بلیک ڈریگن کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور دوسری طرف کال دینے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ بلیک ڈریگن کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... عمران نے بلیک ڈریگن کے لہجے میں کہا۔

''یس۔ مارشل ڈریلے اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... دوسری طرف سے ایک بھاری اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''چیف۔ میرے پاس چار افراد آئے تھے۔ چاروں ایشیائی ہیں۔ ان میں سے ایک خود کو پرنس آف ڈھمپ بتا رہا تھا۔ وہ

آپ کے بارے میں مجھے کریدنے کی کوشش کر رہا تھا مجھے اس پر شک ہوا تو میں نے اسے ٹال کر یہاں سے بھگا دیا کہ میرا مارشل ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''چار ایشیائی۔ اوہ۔ تو وہ یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ اب کہاں ہیں وہ۔ اوور''...... مارشل ڈریلے نے چونکتے ہوئے کہا۔

''واپس چلے گئے ہیں چیف۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ دوبارہ یہاں آنے کی کوشش کریں گے۔ اب اگر وہ آئیں تو تم گارج کو فون کر لینا۔ وہ خود انہیں سنبھال لے گا۔ اوور اینڈ آل''...... مارشل ڈریلے نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اسے شاید آپ کی باتوں پر شک ہو گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ ضرورت سے زیادہ محتاط آدمی ہے۔ بہرحال اب اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ بلیک ڈریگن کا تعلق مارشل ایجنسی سے ہے اور اسی کلب سے مارشل ہیڈ کوارٹر کا راستہ جاتا ہے۔ اب ہمیں وہ راستہ تلاش کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو یہ بات ہم بلیک ڈریگن کو ہوش میں لا کر اس سے اگلوا لیتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے باندھو۔ اب میں اس سے خود بات کروں

گا"..... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو ٹائیگر نے فوراً میز پر بے ہوش پڑے بلیک ڈریگن کو اٹھایا اور ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر لے جا کر بٹھا دیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے کمرے کی سائیڈ میں ایک الماری دکھائی دی۔ وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا اور اسے کھول کر اس کے خانے دیکھنے لگا۔ ایک خانے میں رسی کا بنڈل دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے بنڈل اٹھایا اور پھر اسے لے کر بلیک ڈریگن کے پاس آ گیا۔ اس نے بنڈل کھولا اور رسی سے بلیک ڈریگن کو کرسی پر باندھنے لگا۔ ابھی وہ بلیک ڈریگن کو باندھ ہی رہا تھا کہ عمران اچانک ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سانس روکو۔ جلدی"..... عمران نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو اپنے دماغ میں زور دار جھٹکا لگتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت اندھیرا سا آ گیا۔ اس نے سر جھٹک کر آنکھوں کے سامنے چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ وہ لڑکھڑایا اور دوسرے لمحے وہ ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس کے دماغ کا پردہ تاریک پڑتا چلا گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ عمران کوشش کے باوجود خود کو نہ سنبھال سکا تھا اور فوراً بے ہوش ہو گیا تھا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی گارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"یس"..... گارج نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے مارشل ڈریلے کی کرخت آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس چیف۔ گارج بول رہا ہوں"..... گارج نے مارشل ڈریلے کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گارج۔ تم کیا کرتے پھر رہے ہو نانسنس۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈریگن کلب تک پہنچ گئے ہیں"..... مارشل ڈریگن نے چیختے ہوئے کہا اور گارج بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ وہ ڈریگن کلب میں کیا کر رہے ہیں"۔ گارج نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"انہیں شاید معلوم ہو گیا ہے کہ مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں

ہے وہ بلیک ڈریگن کے پاس آئے تھے۔ بلیک ڈریگن نے مجھے
کال کر کے چار ایشیائیوں کی آمد کا بتایا تھا۔ میں نے اس کی کال
ڈراپ کی اور سپیشل مانیٹر پر اس کا آفس چیک کیا تو وہاں بلیک
ڈریگن ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا جبکہ اس کے آفس
میں چار ایشیائی موجود تھے جو عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے۔
انہوں نے بلیک ڈریگن کو بے ہوش کر کے اس کا ٹرانسمیٹر حاصل کر
لیا تھا اور پھر عمران نے بلیک ڈریگن کے لہجے میں مجھ سے بات کی
تھی''...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اب کہاں ہیں وہ چاروں''...... گارج نے پوچھا۔

''میں نے انہیں وائٹ ایکس گیس سے بے ہوش کر دیا ہے جو
بے رنگ اور بے بو تھی۔ وہ چاروں ابھی تک بلیک ڈریگن کے
آفس میں پڑے ہوئے ہیں۔ تم فوری طور پر اپنے آدمیوں کو بھیجو
اور انہیں وہاں سے اٹھاؤ۔ انہیں اپنے سپیشل پوائنٹ پر لے جا کر
ان کا منہ کھلواؤ کہ وہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں یا کوئی
اور۔ میں نے انہیں فوری طور پر اس لئے ہلاک نہیں کرایا کہ میں یہ
جاننا چاہتا ہوں کہ آخر انہیں اس بات کا علم کیسے ہوا کہ مارشل
ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا ایک خفیہ راستہ ڈریگن کلب سے ہو کر گزرتا
ہے۔ تم ان کا منہ کھلواؤ۔ ہر صورت میں۔ اگر وہ یہاں پہنچ سکتے
ہیں تو ان کے پیچھے کوئی اور گروپ بھی یہاں آ سکتا ہے۔ میں نے
ہیڈ کوارٹر کو خفیہ اور محفوظ بنوایا تھا اگر یہ راز کھل گیا تو مارشل ہیڈ

کوارٹر کا سیکرٹ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا''...... مارشل ڈریلے
نے رکے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی اپنے آدمیوں کو ڈریگن کلب بھیج دیتا
ہوں۔ وہ انہیں اٹھا کر لے آئیں گے اور پھر میں خود ان سے
پوچھوں گا کہ وہ ڈریگن کلب کیا کرنے گئے تھے''...... گارج نے
کہا۔

''جو کرنا ہے جلدی کرو نانسنس''...... مارشل ڈریلے نے گرجتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

''حیرت ہے۔ یہ عمران آخر ہے کیا چیز۔ اسے کیسے پتہ چل گیا
کہ مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا راستہ ڈریگن کلب میں ہے۔ کیا
وہ جادوگر ہے''...... گارج نے رسیور رکھ کر حیرت سے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ اس نے فوراً رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''راجر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی راجر کی آواز سنائی
دی۔

''گارج بول رہا ہوں''...... گارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... راجر نے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی ڈریگن کلب میں ہیں راجر۔ انہوں
نے بلیک ڈریگن پر تشدد کر کے اس سے بھی میرے بارے میں
معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن راجر نے انہیں گیس
کیپسول توڑ کر وہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ تم فوراً ڈریگن کلب جاؤ

اور ان چاروں کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر لے جاؤ۔ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دینا تاکہ راستے میں ان میں سے کسی کو ہوش نہ آ سکے۔ جب تم انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے کر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا میں فوراً وہاں پہنچ جاؤں گا اور یاد رہے میرے پہنچنے تک انہیں ہوش نہیں آنا چاہئے“...... گارج نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... راجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور گارج نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”گارج بول رہا ہوں“...... گارج نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”سارہ بول رہی ہوں“...... دوسری طرف سے ایک اٹھلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے“...... گارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ تمہیں فون کرنے سے پہلے کیا مجھے کسی سے اجازت لینی پڑتی ہے“...... سارہ نے قدرے خفگی سے کہا۔

”نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے لیکن تم نے کئی روز بعد اچانک فون کیا ہے، اس لئے میں حیران ہو رہا تھا۔ کہاں تھی تم“...... گارج نے کہا۔

”تمہیں بتا کر تو گئی تھی کہ میں فلوریڈا جا رہی ہوں۔ میری ماں بیمار ہے“...... سارہ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ میں بھول گیا تھا۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے کچھ الجھا ہوا ہوں اس لئے بہت سی باتیں ذہن سے نکل جاتی ہیں۔ بہرحال بتاؤ۔ اب تمہاری ماں کی طبیعت کیسی ہے“...... گارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اسی لئے تو میں واپس آ گئی ہوں“...... سارہ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو تم کنسلاٹا سے بول رہی ہو“...... گارج نے چونک کر کہا۔

”ہاں“...... سارہ نے جواب دیا۔

”اب کہاں ہو“...... گارج نے پوچھا۔

”اپنے فلیٹ میں اور کہاں ہو سکتی ہوں ڈیئر“...... سارہ نے بے باک لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ایک دو دن میں تمہارے پاس آؤں گا“۔ گارج نے کہا۔

”ایک دو دن۔ کیا مطلب۔ کیا آج بلکہ ابھی نہیں آؤ گے“۔ سارہ نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں تاکہ ابھی میں مصروف ہوں اور ہو سکتا ہے کہ ایک دو روز تک مجھے تم سے فون پر بھی بات کرنے کا

موقع نہ مل سکے۔ جیسے ہی میں کاموں سے فارغ ہو جاؤں گا میں خود ہی تمہارے فلیٹ میں آ جاؤں گا۔ گڈ بائی''...... گارج نے کہا اور دوسری طرف کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے تاثرات تھے جیسے اس کا سارہ سے بات کرنے کا موڈ نہ ہو اور زبردستی اس سے بات کی ہو۔

''ہونہہ۔ میں جانتا ہوں سارہ کہ تم فلوریڈا میں اپنی بیمار ماں کو دیکھنے نہیں گئی تھی بلکہ میرے سب سے بڑے رقیب کرنل جیگور کے بیٹے رینالڈ کے ساتھ سیر و تفریح کرنے گئی ہوئی تھی۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ تم ڈبل کراس گرل ہو۔ ایک ایسی لڑکی جو پیسے اور مرتبے والے افراد کے پیچھے بھاگتی ہے''...... گارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارج نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''گارج بول رہا ہوں''...... گارج نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''راجر بول رہا ہوں باس''...... راجر کی آواز سنائی دی۔

''یس راجر۔ کیا رپورٹ ہے''...... گارج نے چونک کر کہا۔

''میں نے ان چاروں افراد کو ڈریگن کلب سے اٹھا لیا ہے باس اور انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے آیا ہوں۔ میں نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن بھی لگا دیئے ہیں اور انہیں ستونوں کے ساتھ رسیوں سے بھی باندھ دیا ہے''...... راجر نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

''گڈ شو۔ انہیں راستے میں ہوش تو نہیں آیا''...... گارج نے پوچھا۔

''نو باس۔ لیکن ان کے ساتھ آفس میں بلیک ڈریگن بھی رسیوں سے بندھا پڑا تھا۔ اس کے پاس ایک آدمی تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بلیک ڈریگن کو باندھ رہا ہو اور وہیں بے ہوش ہو گیا ہو۔ اگر بلیک ڈریگن نے انہیں بے ہوش کیا تھا تو پھر وہ آدمی اسے کیسے باندھ سکتا ہے''...... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے بلیک ڈریگن پر تشدد کیا تھا نانسنس۔ جب وہ آدمی بلیک ڈریگن کو باندھ رہا تھا تو اسی وقت بلیک ڈریگن نے جوتے کے نیچے لگا ہوا گیس کیپسول توڑ کر انہیں بے ہوش کر دیا تھا''۔ گارج نے بات بناتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا وہ راجر کو اصل بات نہیں بتانا چاہتا تھا۔

''یس باس''...... راجر نے اس کا سرد لہجہ سن کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم وہیں رکو۔ میں ابھی سپیشل پوائنٹ پر پہنچ رہا ہوں''۔ گارج نے کہا۔

''یس باس''...... راجر نے جواب دیا۔

''کیا تم نے انہیں چیک کیا ہے کہ وہ میک اپ میں ہیں یا نہیں''...... گارج نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے ان کے میک اپ چیک نہیں کئے۔ آپ کہتے ہیں تو میں کر لیتا ہوں"...... راجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کے میک اپ چیک کرو اور اگر وہ میک اپ میں ہیں تو میک اپ واشر سے ان کے میک اپ واش کرو"۔ گارج نے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے اسی انداز میں جواب دیا اور گارج نے رسیور رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جو اپنے سامان کے لحاظ سے انتہائی جدید ٹارچر سیل دکھائی دے رہا تھا۔ تشدد کے قدیم آلات کے ساتھ انتہائی جدید آلات بھی وہاں موجود تھے۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ کمرے میں جگہ جگہ ستون دکھائی دے رہے تھے جن میں سے چار ستونوں کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بندھے بیٹھے تھے۔ اسی لمحے عمران کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا سویا ہوا ذہن جاگ اٹھا۔ ذہن بیدار ہوتے ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں اور شعور کے جاگتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکلا۔

وہ ستون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کے دونوں ہاتھ ستون کے عقب میں تھے جہاں اس کی کلائیوں پر رسی باندھی گئی تھی۔ اسے بے ہوشی کی حالت میں اسی طرح ستون کے پاس بٹھا کر رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ اسی طرح اس کے ساتھی بھی دوسرے ستونوں

سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ وہاں ایک اور آدمی موجود تھا جس کے ہاتھ میں سرنج دکھائی دے رہی تھی اور وہ سب سے آخر میں موجود ٹائیگر کو انجکشن لگا رہا تھا۔ اس نے شاید عمران کو بھی انجکشن لگایا تھا جس سے عمران کو ہوش آ گیا تھا۔ عمران کے ساتھ والے ستون کے ساتھ خاور بندھا ہوا تھا۔ اس سے آگے چوہان اور آخر میں ٹائیگر تھا۔ خاور اور چوہان کے جسموں میں حرکت ہو رہی تھی۔ انہیں ہوش آ رہا تھا۔ اس آدمی نے ٹائیگر کو انجکشن لگایا اور اٹھ کر کھڑا ہوا اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر نظریں ڈالتا ہوا تیز تیز چلتا ہوا عمران کے سامنے آ گیا۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا''...... نوجوان نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں ڈاکٹر صاحب۔ آپ کے لگائے ہوئے انجکشن نے مجھے ہوش دلایا ہے ورنہ نجانے میں کب تک اسی حال میں پڑا رہتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دیتا ہوا آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا جس پر نوجوان نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے خاور کے منہ سے کراہ نکلی اور وہ ہوش میں آ گیا۔ شعور جاگتے ہی وہ خود کو نئے ماحول میں دیکھ کر چونک پڑا۔

''دھمبکو''...... عمران نے جواب دیا۔

''دھمبکو۔ یہ کیسا نام ہے''...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جیسا بھی ہے بڑا خوبصورت اور نفیس نام ہے۔ مجھے تو بہت پسند ہے اور تمہارا کیا نام ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرا کوئی نام نہیں ہے''...... نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ تو تم بے نام انسان ہو۔ خیر بے نام ڈاکٹر صاحب یہ تو بتا دو کہ یہ کون سا ہسپتال ہے جہاں تم ہمارا علاج کر رہے ہو اور وہ بھی باندھ کر''...... عمران نے کہا۔

''اس کا جواب تمہیں باس دے گا''...... نوجوان نے منہ بنا کر کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''باس۔ تمہارا مطلب ہے بڑا ڈاکٹر۔ تم بے نام ہو تو بڑے ڈاکٹر کا ہی نام بتاتے جاؤ''...... عمران نے کہا لیکن نوجوان نے جیسے اس کی بات ہی نہ سنی۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

''یہ کون سی جگہ ہے''...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو نئے اور پرانے ہسپتال کا مکسچر دکھائی دے رہا ہے جہاں قدیم آلات کے ساتھ ساتھ جدید آلات بھی موجود ہیں۔ اب ان آلات سے ہمارا بھرتہ بنایا جاتا ہے یا کچھ اور یہ تو اس ہسپتال کے میڈیکل سرجن ہی آ کر بتائیں گے''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوہان اور ٹائیگر نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور حیرت سے بدلے ہوئے ماحول کو دیکھنے لگے۔ عمران نے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کاٹنی شروع کر دی تھی۔ ابھی وہ رسیاں کاٹ ہی رہا تھا کہ دروازے کے باہر سے قدموں کی تیز چاپ سنائی دی۔ قدموں کی چاپ سنتے ہی اس کے رسی کاٹنے میں اور تیزی آ گئی۔ اسی لمحے دروازے سے ایک لمبے اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ آگے والا خالی ہاتھ تھا۔ مشین گنوں والے آدمیوں میں ایک آدمی وہی تھا جس نے انہیں انجکشن لگایا تھا۔

"تم میں عمران کون ہے"...... بھاری جسم والے نے ان چاروں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کون عمران۔ ہمارے آباؤ اجداد میں بھی کسی کا نام عمران نہیں۔ کیوں دوستو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"...... عمران نے پہلے بھاری جسم والے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم ہی عمران ہو۔ تم نے ہی ہارلی سے میرے بارے میں اور مارشل ایجنسی کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ بولو یہ درست ہے نا"...... بھاری جسم والے نے کہا جو گارج تھا۔

"تو تم مارشل ایجنسی سے تعلق رکھتے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں گارج ہوں۔ وہی گارج جس کے بارے میں تم نے ہارلی سے خصوصی طور پر معلومات حاصل کی تھیں"...... گارج نے کہا۔

"کیا ہارلی نے یہ سب تمہیں خود بتایا ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ انتہائی بااصول آدمی تھا۔ وہ بھلا آسانی سے تمہارے بارے میں کیسے بتا سکتا تھا۔ ہم نے اسے اٹھایا تھا اور پھر اپنے طریقے سے اس کا منہ کھلوایا تھا"...... گارج نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اب کہاں ہے ہارلی"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہیں جہاں میں تم سب کو بھیجنے والا ہوں"...... گارج نے جواب دیا تو عمران کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔

"تو تم نے ہارلی کو ہلاک کر دیا ہے"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... گارج نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تم نے ایک اصول پسند اور معذور آدمی کو ہلاک کیا ہے۔ اب تم بھی زندہ نہیں رہو گے۔ تمہاری موت بھی عبرتناک ہو گی"...... عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''موت تمہاری عبرتناک ہوگی مسٹر عمران۔ تم اور تمہارے ساتھی اب تک صرف اس لئے زندہ ہیں کہ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا کہ مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''۔ گارج نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے ہیڈ کوارٹر''...... عمران نے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

''تم جانتے ہو''...... گارج نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا''...... عمران نے کہا۔

''تو تم اور تمہارے ساتھی ڈریگن کلب میں کیا لینے گئے تھے''۔ گارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈریگن کلب۔ کیا مطلب۔ کیا مارشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ڈریگن کلب میں ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا جیسے اس بات کا علم اسے ابھی ہوا ہو۔ اس کا انداز دیکھ کر گارج غرا کر رہ گیا۔

''میرے سامنے چالاک بننے کی کوشش مت کرو عمران۔ بتاؤ کیسے پتہ چلا ہے تمہیں۔ اس ہیڈ کوارٹر کو سیکرٹ رکھنے کے لئے ہم نے ہر اس شخص کو قتل کرا دیا تھا جس نے ہیڈ کوارٹر کی تعمیر یا اس کے کسی بھی کام میں ہاتھ بھی لگایا تھا۔ ہمارے خیال میں تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں پھر ایسا کون ہو سکتا ہے جو ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتا ہو''...... گارج نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ مارشل ایجنسی میں ہی کوئی ایسا انسان ہو جس نے تمہیں ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کرائی ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ مارشل ایجنسی کے ایجنٹ اور تمام ورکرز انتہائی باکردار اور ایماندار ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی مارشل ڈریلے اور مجھ سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتا''...... گارج نے کہا۔

''یہ تمہاری سوچ ہو سکتی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تو مجھے اس کا نام بتاؤ جس نے غداری کی ہے۔ میں اسے زمین میں زندہ گاڑ دوں گا۔ بتاؤ کون ہے وہ''...... گارج نے چیختے ہوئے کہا۔

''تم تو ایسے چیخ رہے ہو جیسے تمہارے چیخنے پر وہ آدمی ڈر کر خود ہی تمہارے سامنے آ جائے گا''...... عمران نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں عمران۔ اگر تمہیں کوئی غلط فہمی ہے تو اسے اپنے دل سے نکال دو۔ یہاں دیواروں پر لگے ہوئے جو آلات تم دیکھ رہے ہو ان کے استعمال سے پتھر بھی بول پڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں''...... گارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو پھر کسی پتھر سے معلوم کر لو۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو''۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو گارج اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے"...... گارج نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ جب تک تم کچھ پوچھو گے نہیں میں تمہیں کیا بتا سکتا ہوں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تو بتاؤ۔ کون ہے وہ آدمی جس نے تمہیں مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتایا ہے"...... گارج نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"پہلے تم اپنی چیخوں کا علاج کراؤ۔ پھر مجھ سے بات کرنا۔ تمہاری چیخیں سن کر میرے کانوں کے پردے پھٹنے لگتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ یہ آدمی خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے"...... گارج کے ساتھ کھڑے آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنے دو۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ کچھ ہی دیر میں یہاں اس کی لاش پھڑک رہی ہو گی۔ مرنے سے پہلے کچھ دیر باتیں کر لے گا تو کیا ہو گا"...... اچانک گارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اجازت دیں تو میں اسی طرح اس کی زبان کھلواؤں جس طرح میں نے ہارلی کی کھلوائی تھی"...... اس آدمی نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے ہارلی پر تشدد کیا تھا"...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اور اب میں تمہارے ساتھ بھی وہی سلوک کروں گا

جیسا میں نے ہارلی کے ساتھ کیا تھا"...... اس آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"راجر۔ میرا نام راجر ہے۔ کیوں تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو"...... اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خاموش ہو جاؤ۔ بہت ہو گیا اور عمران اب تم فوراً وہ سب کچھ بتا دو جو تم سے پوچھا جا رہا ہے"...... گارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا تم میری مارشل ڈریلے سے بات کرا سکتے ہو"...... عمران نے ایک بار پھر اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے جو بھی بات کرنی ہے مجھ سے کرو۔ تمہارے لئے اس وقت میں مارشل ایجنسی کا چیف ہوں اور سنو اب تم مزید کوئی سوال نہیں کرو گے اور اگر تم نے اس بار جواب دینے سے انکار کیا تو پھر ساری نرمی ختم اور سختی شروع کر دی جائے گی"...... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم نے مسور کی دال دیکھی ہے کبھی"...... عمران نے کہا۔

"مسور کی دال۔ کیا مطلب"...... گارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب کوئی آدمی بڑی بات کرتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ

منہ اور مسور کی دال۔ مطلب یہ کہ شکل دیکھی ہے تم نے اپنی کہ تم اور مارشل ذریلے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم منہ نہیں کھولو گے"...... گارج نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"لو یہ بھلا کون سی بڑی بات ہے۔ ابھی کھول لیتا ہوں منہ"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنا پورا منہ کھول دیا۔ یہ دیکھ کر گارج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم اس طرح نہیں مانو گے۔ اب تمہیں دو چار ہاتھ دکھانے ہی ہوں گے"...... گارج نے انتہائی جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کے نزدیک جاتے ہی اس کے منہ پر تھپڑ مار دے گا۔ لیکن وہ جیسے ہی عمران کے قریب آیا دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا فضا میں اڑتا ہوا راجر اور اس کے دوسرے ساتھی سے جا ٹکرایا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ آگے کر کے گارج کو اس کے ساتھیوں کی طرف اچھال دیا تھا۔ گارج کو اچھال کر عمران بے اختیار ہاتھ جھاڑنے لگا۔ ابھی وہ ہاتھ جھاڑ ہی رہا تھا کہ اس نے بے اختیار لمبی چھلانگ لگا دی کیونکہ راجر نے نیچے گرتے ہی ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس کی طرف کر کے فائرنگ کر دی تھی۔ عمران اس فائرنگ سے بال بال بچا تھا اگر اسے چھلانگ لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس کا جسم گولیوں سے

چھلنی ہو جاتا۔ اس سے پہلے کہ راجر پھر عمران پر فائرنگ کرتا ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے راجر کے قریب جاتے ہی اس کے مشین گن والے ہاتھ پر زور دار ٹھوکر مار دی اور راجر کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ اسی لمحے چوہان اور خاور بھی ستونوں سے الگ ہوئے اور وہ بھی اچھل کر گارج اور اس کے ساتھیوں کے قریب آ گئے۔ چوہان نے لات مار کر گارج کے دوسرے ساتھی کے ہاتھ سے بھی مشین گن نکال دی۔ ان سب نے عمران اور گارج کی باتوں کے دوران عقب میں بندھے ہوئے ہاتھ ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے رسیاں کاٹ کر آزاد کر لئے تھے۔

عمران لمبی چھلانگ لگا کر زمین پر لڑھکتا ہوا کافی آگے نکل گیا۔ وہ رکتے ہی تیزی سے پلٹا مگر اسی لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ گارج نے نیچے گرتے ہی یکلخت چھلانگ لگائی اور تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتا ہوا کھلے ہوئے دروازے سے باہر جا گرا۔ چوہان نے اسے بھاگتے دیکھا تو وہ بھی چھلانگیں لگاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا گارج نے اٹھ کر تیزی سے دروازہ بند کر دیا اور چوہان چونکہ چھلانگیں لگا کر دروازے کی طرف گیا تھا اس لئے دروازہ بند ہوتے ہی وہ اس سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار پلٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ پھر گرا اور

ساکت ہو گیا۔ اس کا سر دروازے سے ٹکرایا تھا۔ چوٹ زیادہ گی
تھی جس سے وہ دوبارہ گر گیا تھا۔ ادھر ٹائیگر اور خاور، راجر اور اس
کے ساتھی سے لڑ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر عمران دوڑتا ہوا دروازے
کی طرف بڑھا اور پھر وہ اچھل کر پوری قوت سے دروازے سے
ٹکرایا۔ دروازہ بے حد مضبوط تھا۔ عمران کی زوردار ٹکر سے وہ چرچرا
کر رہ گیا۔

"آپ ایک طرف ہو جائیں باس۔ میں توڑتا ہوں دروازہ"۔
عقب سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے پلٹ کر دیکھا۔
ٹائیگر اور خاور نے راجر اور اس کے ساتھی کی گردنیں توڑ دی تھیں
اور وہ اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"تم دونوں ایک ساتھ دروازے پر ٹکریں مارو میں چوہان کو
دیکھتا ہوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے چوہان کی طرف بڑھا
جو ساکت پڑا تھا۔ ٹائیگر اور خاور پیچھے ہٹے اور پھر وہ ایک ساتھ
تیزی سے دوڑتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے
کے قریب پہنچتے ہی وہ اچانک اچھلے اور ایک ساتھ پوری قوت سے
دروازے سے ٹکرائے۔ اس بار دروازہ اپنی مضبوطی برقرار نہ رکھ سکا
اور اس کے دونوں پٹ اکھڑ کر باہر جا گرے۔ عمران کی زوردار ٹکر
نے دروازے کی سائیڈیں پہلے ہی کمزور کر دی تھیں اس لئے ان
دونوں کی ٹکروں سے دروازہ فوراً ٹوٹ گیا تھا۔

دروازہ ٹوٹتے ہی وہ دونوں بھی باہر جا گرے تھے۔ گرتے ہی

وہ تیزی سے اٹھے انہوں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن وہاں کوئی
نہیں تھا۔ وہ دونوں تیزی سے اندر آئے اور پھر انہوں نے راجر
اور اس کے ساتھی کی مشین گنیں اٹھائیں اور ایک بار پھر باہر کی
طرف دوڑ پڑے۔

عمران چوہان پر جھکا ہوا تھا۔ چوہان کے سر پر واقعی چوٹ آئی
تھی۔ عمران اسے ہوش میں لانے میں لگ گیا۔ کچھ ہی دیر میں
چوہان کو ہوش آ گیا۔

"تم ٹھیک ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ میرا سر دروازے سے ٹکرایا تھا اس
لئے شاید بے ہوش ہو گیا تھا"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہارے سر پر چوٹ آئی ہے"...... عمران نے اثبات
میں سر ہلا کر کہا۔ اسی لمحے خاور اور ٹائیگر واپس آ گئے۔

"یہ ایک ویران علاقے میں موجود رہائش گاہ ہے باس۔ پوری
عمارت خالی ہے۔ گارج یہاں سے نکل گیا ہے البتہ پورچ میں
ایک کار موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"گارج اگر نکل گیا ہے تو پھر ہمیں بھی فوراً یہاں سے نکل جانا
چاہئے ورنہ گارج کسی بھی لمحے فورس لے کر یہاں پہنچ جائے
گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب تیزی سے
دوڑتے ہوئے تہہ خانے سے نکل کر عمارت کے اوپر والے حصے
میں پہنچے اور پورچ میں آ گئے۔

"آؤ جلدی کرو"...... عمران نے کار کی طرف جانے کی بجائے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم کار میں نہیں جائیں گے"...... چوہان نے پوچھا۔

"نہیں۔ ایسے ہی نکلو۔ کار لے کر ہم زیادہ دور نہیں جا سکیں گے۔ وہ کار سے ہمیں ٹریک بھی کر سکتے ہیں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ تیزی سے گیٹ سے نکلتے چلے گئے۔ عمران دوڑتا ہوا سائیڈ گلی سے رہائش گاہ کے عقبی حصے کی طرف آیا اور پھر وہ سب سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ تین گلیاں مڑ کر انہیں ایک چھوٹی سی کوٹھی دکھائی دی۔ اس کوٹھی پر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کوٹھی کی طرف بڑھا۔ سڑک دور دور تک خالی تھی۔ گیٹ بند تھا اور اس پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔ سائیڈ دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا درخت تھا جو دیوار کے اوپر سے ہوتا ہوا کوٹھی کے اندر جھکا ہوا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ دیوار کے قریب آ کر اس نے دوسری طرف جھانکا تو وہاں لان تھا۔ عمران نے چھلانگ لگائی اور لان میں آ گیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے۔

"یہ جگہ ہمارے لئے مناسب رہے گی"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سب اندر کی طرف بڑھ

گئے۔ کوٹھی فرنشڈ تھی اس لئے وہاں شاندار فرنیچر کے ساتھ ضرورت کا سامان بھی موجود تھا۔ کمروں کو تالے لگے ہوئے تھے لیکن ان کے لئے بھلا تالے توڑنا کون سا مشکل تھا۔ وہ سب ایک کمرے میں آ گئے۔

کمرے میں میز پر فون دیکھ کر عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔ فون میں ٹون موجود تھی۔ عمران نے فوراً نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"مالکم ہاؤس"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مالکم سے بات کراؤ۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس۔ مالکم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد مالکم کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ فرمائیں۔ کہاں سے بول رہے ہیں"...... مالکم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس وقت کنسلانا میں ہی موجود ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ کنسلانا میں۔ لیکن کہاں"...... مالکم نے کہا۔

"یہ سب بتانے کا میرے پاس ابھی وقت نہیں ہے۔ مجھے فوری طور پر ایک ایسی رہائش گاہ درکار ہے جہاں اسلحہ، کار اور دوسرا ضروری سامان موجود ہو لیکن اس رہائش گاہ کا سوائے تمہاری ذات کے کسی کو علم نہ ہو"..... عمران نے کہا۔

"لیکن....." مالکم نے کہنا چاہا۔

"میں نے کہا ہے نا میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ جیسا کہا ہے ویسا کرو اور جب تک میں نہ کہوں تم مجھ سے رابطہ بھی نہیں کرو گے اور نہ ہی میرے متعلق کسی کو کچھ بتاؤ گے۔ مسئلہ ہی ایسا ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسٹرن ٹاؤن، ڈی بلاک، کوٹھی نمبر بارہ۔ وہاں آپ کو ہر چیز مل جائے گی۔ آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے میں چار افراد کے ذریعے سارا سامان وہاں پہنچا دوں گا اور وہاں میرا ایک آدمی موجود ہے۔ میں اسے کال کر کے کہہ دیتا ہوں وہ آپ سے تعاون کرے گا۔ اس کا نام جیرف ہے"..... مالکم نے کہا۔

"اوکے۔ اسے تفصیل نہ بتانا۔ صرف یہی کہنا کہ میرا آدمی جب اس کے پاس پہنچے تو وہ اس سے تعاون کرے۔ میرا آدمی اس کے سامنے تمہارا نام لے گا۔ وہ میرا ایک خاص مہمان ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے"..... مالکم نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کون ہے یہ مالکم"..... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کا فارن ایجنٹ ہے جو مجھے پرنس آف ڈھمپ کے نام سے جانتا ہے۔ میں اس معاملے میں اسے شامل نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اب ضرورت پڑ گئی ہے اس لئے میں نے اسے کال کیا ہے"۔ عمران نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹائیگر تم اس پتے پر جاؤ اور جیرف سے مل کر اس سے کار اور اسلحہ لے آؤ۔ اس کے بعد ہم سب یہاں سے جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"..... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

گارج کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ اپنے کلب کے آفس میں مٹھیاں بھینچتا ہوا ادھر ادھر ٹہل رہا تھا جیسے عمران اور اس کے ساتھی اس کے سامنے آ جائیں تو وہ ان کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دے۔

’’میں انہیں کچل دوں گا۔ ان کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا‘‘...... گارج نے غصے کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گارج چونک کر میز کی طرف مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا میز کے قریب آ گیا۔

’’گارج بول رہا ہوں‘‘...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے انتہائی سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

’’مارٹی بول رہا ہوں باس۔ سپیشل پوائنٹ خالی پڑا ہوا ہے۔ وہ وہاں سے نکل گئے ہیں۔ البتہ وہاں راجر اور جیرم کی لاشیں پڑی

ہوئی ملی ہیں۔ ان دونوں کی گردنوں کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ یہاں سے کوئی چیز غائب نہیں ہوئی۔ راجر کی کار پورچ میں ہی موجود ہے‘‘...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو مارٹی۔ راجر کی موت کے بعد میں تمہیں ایکشن گروپ کا انچارج مقرر کرتا ہوں۔ مارشل ڈریلے کو تمہاری تقرری کی اطلاع بھجوا دی جائے گی‘‘...... گارج نے کہا۔

’’اوہ۔ یس باس۔ تھینک یو باس‘‘...... ایکشن گروپ کا انچارج بننے کا سن کر دوسری طرف سے مارٹی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں نے سپیشل پوائنٹ میں تمہیں جن افراد کی تلاش کے لئے بھیجا تھا۔ میں تمہیں ان کی ساری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ غور سے سنو۔ ان افراد کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ ان کا لیڈر علی عمران ہے جو خود کو پرنس آف ڈھمپ کہتا ہے۔ چار افراد کا یہ گروپ یہاں ایک خاص وحات ایس ون حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں جو میں نے پاکیشیا سے حاصل کی تھی۔ کنسلانا پہنچ کر انہوں نے میرے اور مارشل ایجنسی کے بارے میں ہارلی سے معلومات حاصل کی تھیں جس کا مارشل ڈریلے کو علم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے ہارلی کو راجر کے ذریعے اٹھوا لیا اور اس پر تشدد کر کے اس سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ پھر یہ غائب ہو گئے لیکن پھر اچانک پتہ چلا کہ یہ چاروں ڈریگن کلب پہنچ گئے ہیں۔

انہوں نے ڈریگن کلب کے جنرل منیجر پر تشدد کیا لیکن اس نے ان چاروں کو بے ہوش کر دیا۔ میں نے راجر کو فوری طور پر وہاں بھیجا۔ راجر انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر وہاں سے اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر لے گیا اور اس نے انہیں وہاں باندھ دیا۔ پھر میں وہاں پہنچا۔ میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ عمران کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ مارشل ایجنسی کا سیکرٹ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ مارشل ڈریلے اس بات سے بے حد ناراض ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہیڈ کوارٹر کا علم کیسے ہو گیا۔ میں عمران کی زبان کھلوانے وہاں پہنچا تھا۔ جب میں سپیشل پوائنٹ پہنچا تو وہ چاروں ستونوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کہ میں ان سے پوچھ گچھ کرتا نجانے وہ کیسے آزاد ہو گئے اور انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ مجھے فوری طور پر وہاں سے نکلنا پڑا۔ میں نے راستے میں ہی تمہیں کال کیا تھا کہ تم فوراً سپیشل پوائنٹ پہنچ کر ان کا خاتمہ کر دو لیکن اب تم بتا رہے ہو کہ وہ وہاں سے نکل چکے ہیں۔ میں اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا یقینی خاتمہ چاہتا ہوں۔ ہر قیمت پر اور ہر صورت میں سمجھے تم اور یہ جہاں بھی نظر آئیں انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ یہ میرا حکم ہے اور سنو۔ میں ناکامی کی رپورٹ نہیں سنوں گا۔ ناکامی کی صورت میں تمہیں میں گولی مار دوں گا۔ سمجھ گئے ہو''...... گارج نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں جلد ہی آپ کو ان کی

ہلاکت کی رپورٹ دوں گا۔ آپ مجھے ان کے حلیئے بتا دیں تاکہ ان کی تلاش میں مجھے مشکل نہ ہو''...... مارٹی نے کہا تو گارج اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیئے بتانے لگا۔

''تم اپنے ساتھ وائٹ گلاسز کے چشمے لے جانا۔ ان گلاسز سے تمہیں ان کے میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے اصل چہرے آسانی سے نظر آ جائیں گے''...... گارج نے کہا۔

''یس باس''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور سنو۔ میں اپنے کلب میں ہوں۔ جو بھی رپورٹ کرنی ہو یہیں کرنا مجھے''...... گارج نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ یہ عمران ضرورت سے کچھ زیادہ ہی تیز ہے۔ اس کا زندہ رہنا واقعی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے''...... گارج نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''گارج بول رہا ہوں''...... گارج نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''جوزف بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ کون جوزف''...... گارج نے کہا۔

''میں ہیڈ کوارٹر کے کنٹرول روم سیکشن کا انچارج ہوں باس''۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''مجھے کیوں فون کیا ہے''...... گارج نے منہ بناتے ہوئے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو ایک کال کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں باس جہاں سے پرنس آف ڈھمپ نے بات کی ہے''...... جوزف نے کہا تو گارج چونک پڑا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ کیا مطلب''...... گارج نے چونک کر کہا۔

''چیف نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کنسلانا کے تمام باروں، کلبوں، گیم رومز اور ہوٹلوں کے نمبروں کو ٹریک کروں اور ان کی ہر کال کا ریکارڈ اپنے پاس رکھوں۔ اگر کسی بھی بار، گیم روم، ہوٹل یا کلب میں پرنس آف ڈھمپ کی کوئی کال آئے تو میں اس پر خصوصی نظر رکھوں اور پرنس آف ڈھمپ کے نام سے آنے یا کہیں بھی کی جانے والی کال کی مکمل معلومات حاصل کر کے آپ کو مطلع کروں''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا پرنس آف ڈھمپ نے کہیں کال کی ہے یا کسی اور نے اس سے رابطہ کیا ہے''...... گارج نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ پرنس آف ڈھمپ نے مالکم کلب میں مالکم سے فون پر بات کی تھی جو میں نے ریکارڈ کر لی ہے۔ آپ کہیں تو میں وہ ساری کال آپ کو سنا سکتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''جلدی سناؤ''...... گارج نے بے چین لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور ایک لمحے کے لئے دوسری

طرف خاموشی چھا گئی اور پھر دوسری طرف سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی ٹیپ چل رہی ہو۔ پھر گارج کو عمران اور مالکم نامی شخص کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ گارج ہونٹ بھینچے خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن کر رہا تھا۔ پرنس آف ڈھمپ، مالکم سے رہائش گاہ، اسلحہ اور کار کے حصول کی باتیں کر رہا تھا۔

''آپ نے سن لی ساری باتیں باس''...... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

''ہاں سن لی ہیں۔ یہ بتاؤ کہ پرنس آف ڈھمپ نے کال کہاں سے کی تھی''...... گارج نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایم ون سکسٹی کا علاقہ ہے۔ سی بلاک، کوٹھی نمبر سات سو چالیس''...... جوزف نے جواب دیا تو گارج چونک پڑا۔

''ہونہہ۔ تو وہ سپیشل پوائنٹ سے نکل کر کسی قریبی عمارت میں چھپے ہوئے ہیں''...... گارج نے بڑبڑا کر کہا۔

''سپیشل پوائنٹ۔ میں سمجھا نہیں باس''...... جوزف نے چونک کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم اپنا کام کرو''...... گارج نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ رسیور رکھتے ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر جلدی جلدی نمبر پریس کرنے لگا۔

''مارٹی بول رہا ہوں باس''...... رابطہ ملتے ہی ایکشن گروپ کے نئے انچارج مارٹی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چل گیا ہے مارٹی"۔ گارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہیں وہ باس۔ مجھے بتائیں میں ابھی جا کر ان کے ٹکڑے اُڑا دیتا ہوں"...... مارٹی نے کہا۔

"وہ سپیشل پوائنٹ سے نکل کر عقب میں موجود ایک رہائش گاہ میں چھپ گئے تھے۔ عمران نے پرنس آف ڈھمپ بن کر مالکم کلب میں اپنے کسی ساتھی سے بات کی تھی اور ان سے اپنے لئے محفوظ رہائش گاہ، اسلحہ اور کار مانگی ہے۔ جس رہائش گاہ سے عمران نے کال کی تھی وہاں سے وہ اب نکل چکے ہوں گے اور مالکم کی بتائی ہوئی رہائش گاہ میں منتقل ہو گئے ہوں گے"...... گارج نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے اس رہائش گاہ کا پتہ بتائیں باس۔ میں ابھی فورس لے کر ان پر چڑھائی کر دیتا ہوں"...... مارٹی نے کہا۔

"ایسٹرن ٹاؤن، ڈی بلاک، کوٹھی نمبر بارہ، تم جلد سے جلد وہاں پہنچ جاؤ اور اس رہائش گاہ کو اپنے گھیرے میں لے لو لیکن خفیہ طور پر۔ رہائش گاہ میں کوئی جانا چاہے تو اسے نہ روکنا لیکن اگر کوئی رہائش گاہ سے باہر آئے تو اسے فوراً اپنی گرفت میں لے لینا۔ میں تمہارے پاس وہیں پہنچ رہا ہوں۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی اس رہائش گاہ میں ہوئے تو میں اس رہائش گاہ کو اپنے ہاتھوں بموں سے اُڑاؤں گا"...... گارج نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... مارٹی نے کہا۔

"اپنے ساتھ ڈبل ہینڈرڈ بم لے جانا۔ میں انہی بموں کا استعمال کروں گا تاکہ وہ سب رہائش گاہ کے ساتھ ہی جل کر خاکستر ہو جائیں"...... گارج نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر آف کر دیا۔

"ہونہہ۔ اب دیکھو عمران میں تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر کرتا ہوں۔ میں تم سب کو زندہ جلا دوں گا۔ اب تمہارا میرے ہاتھوں سے زندہ بچنا ناممکن ہو گا"...... گارج نے غراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار برق رفتاری سے اس رہائش گاہ کی طرف اُڑا چلا جا رہا تھا جہاں اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ نئی اور فرنشڈ کالونی میں داخل ہو رہا تھا۔ مختلف سڑکوں اور گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اوپن علاقے میں پہنچ گیا۔ یہ نیا زیر تعمیر علاقہ تھا جہاں چند تعمیر شدہ رہائش گاہیں موجود تھیں باقی ہر طرف خالی پلاٹس دکھائی دے رہے تھے جو درختوں اور جھاڑیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مالکم نے عمران کو جس رہائش گاہ کا پتہ بتایا تھا گارج نے اس رہائش گاہ سے کافی فاصلے پر کار روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں کوٹھی نمبر بارہ موجود تھی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک سائیڈ کے پلاٹ میں موجود

جھاڑیوں سے ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اسے دیکھ کر گارج رک گیا۔ نوجوان نے گارج کے قریب آ کر اسے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

''لیس مارٹی۔ کیا رپورٹ ہے''...... گارج نے نوجوان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

''میں نے اس رہائش گاہ کو چاروں اطراف سے اپنے آدمیوں کے گھیرے میں لے لیا ہے باس۔ میں نے اردگرد سے معلومات لی ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے ایک کار یہاں آئی تھی اس کار میں چار افراد تھے۔ اب وہ ایشیائی ہیں یا نہیں اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ وہی ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے اور ابھی تک وہ رہائش گاہ کے اندر ہی موجود ہیں''...... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ چیک کیا ہے عمارت میں کتنے افراد ہیں''...... گارج نے پوچھا۔

''لیس باس۔ میں نے وِژنل کیمرے سے چیک کیا ہے۔ عمارت میں پانچ افراد ہیں۔ ایک پہلے سے اندر موجود تھا باقی چار بعد میں آئے ہیں''...... مارٹی نے جواب دیا۔

''تب پھر یہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے۔ میں نے تمہیں ڈبل ہنڈرڈ بم لانے کا کہا تھا''...... گارج نے کہا۔

''لیس باس۔ میں لے آیا ہوں''...... مارٹی نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''بم اپنے ساتھیوں کو دو اور ان سے کہو کہ بم آن کر کے ایک ساتھ عمارت میں پھینک دیں۔ اس عمارت کو مکمل طور پر جل کر راکھ ہو جانا چاہئے''...... گارج نے کہا۔

''لیس باس۔ اور باس میں اپنے ساتھ فائیو ون گنز بھی لایا ہوں جن میں گیس کیپسول لوڈ ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں عمارت میں گیس فائر کر دوں تاکہ اندر موجود افراد بے ہوش ہو جائیں اور پھر ہم اندر جا کر انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیں۔ اس کے بعد ان سب کو عمارت سمیت بموں سے جلا کر راکھ بنا دیا جائے گا''۔ مارٹی نے کہا۔

''نہیں۔ رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے پہلے کہ انہیں شک ہو اور وہ عمارت کے کسی خفیہ راستے سے باہر نکل جائیں میں انہیں فوراً ہلاک کر دینا چاہتا ہوں۔ تم بموں سے اٹیک کرو۔ ابھی۔ فوراً''...... گارج نے غرا کر کہا۔

''لیس باس''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے بھاگتا ہوا انہی جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا جہاں سے وہ نکل کر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گارج نے کئی افراد کو جھاڑیوں کی آڑ میں تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ انہیں عمارت کی طرف جاتے دیکھ کر گارج پیچھے ہٹ آیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اس کے عقب میں زور دار دھماکوں کی آوازیں

سنائی دیں۔ گارج نے سر گھما کر دیکھا تو اسے مطلوبہ عمارت سے آگ کے شعلے نکلتے دکھائی دیے۔ گارج کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنی کار کے پاس آیا اور پھر کار میں بیٹھ گیا۔ سامنے عمارت تنکوں کی طرح ہوا میں اُڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور بلند و بالا شعلے بھڑکتے دکھائی دے رہے تھے۔

"گڈ بائی عمران۔ اب تم اور تمہارے ساتھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے ہیں۔ اب مجھے اور مارشل ایجنسی کو تم جیسے خطرناک ایجنٹوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے"...... گارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے گھما کر واپس اپنے کلب کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر اب سکون ہی سکون دکھائی دے رہا تھا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اس نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

ٹیکسی گارج کلب کے احاطے میں داخل ہو کر رکی تو عمران ٹیکسی سے نکل کر باہر آ گیا۔ پیچھے بیٹھے ہوئے خاور اور چوہان بھی ٹیکسی سے نکل آئے۔ عمران نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور سر اٹھا کر گارج کلب کی بلند و بالا عمارت دیکھنے لگا۔

عمران اور اس کے دونوں ساتھیوں نے ایکریمین میک اپ کر رکھے تھے۔ ٹائیگر کو مالکم کے بتائے ہوئے پتے پر سامان لینے کے لئے بھیجنے کے بعد عمران چوہان اور خاور کو لے کر وہاں سے نکل آیا تھا۔ اس کے ذہن میں اب یہی پلاننگ تھی کہ وہ اب گارج کو اٹھا لے اور اس کے ذریعے ہی مارشل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ گارج کے ذریعے مارشل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے اس کے ذہن میں ابھی کوئی واضح پلاننگ نہ تھی لیکن اس نے گارج کو حتمی طور پر اغوا کر کے اس سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر وہ کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آئے اور ایک ٹیکسی

ہاڑ کر کے گارج کلب پہنچ گئے۔ گارج نے انہیں جس عمارت میں قید کیا تھا وہاں سے ملنے والی مشین گنیں وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور چوہان کو اس عمارت کے ایک کمرے سے تین ریوالور بھی مل گئے تھے جو اس نے اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ اب وہ مشین گنیں تو نہیں لائے تھے لیکن ریوالور ان کے پاس تھے۔

''کافی بڑا کلب ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ انسان بھی تو بڑا ہے۔ ظاہر ہے اس کا کلب بھی بڑا ہی ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چوہان اور خاور مسکرا دیئے۔ وہ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے کلب کے مین دروازے کی طرف بڑھے اور پھر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے ان تینوں کے ناک بے اختیار سکڑ گئے۔ ہال تیز منشیات کے تلخ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ ہال میں مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ ان کے چہرے دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا کہ ان سب کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اسی لئے وہاں منشیات اور شراب کا کھلا استعمال ہو رہا تھا اور ہال کی ساری فضا شراب اور منشیات کی تیز بو سے رچی ہوئی تھی۔

ہال کی دیواروں کے ساتھ چوڑے جسموں والے دس بارہ بدمعاش ٹائپ آدمی کاندھوں پر مشین گنیں لٹکائے گھوم رہے تھے۔ ان کے چہروں پر سفاکی اور وحشت نمایاں دکھائی دے رہی تھی۔

عمران تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف موجود کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک سانڈ جیسا پلا ہوا بارٹینڈر موجود تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا

تھا۔ اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے نشانات اسے انتہائی سفاک اور جنونی آدمی ظاہر کر رہے تھے۔ بار میں بھی چار افراد موجود تھے جو بوتلیں لا کر کاؤنٹر پر رکھے ہوئے گلاس بھر بھر کر ویٹروں کو دے رہے تھے اور ویٹر وہ گلاس ہال میں سرو کر رہے تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ کاؤنٹر کے قریب آیا تو گنجا آدمی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''گارج آفس میں ہے''...... عمران نے قریب پہنچ کر انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن تم کون ہو''...... سانڈ جیسے آدمی نے کہا۔

''آفس کا راستہ کہاں ہے''...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے مزید سخت لہجے میں پوچھا۔

''تم ہو کون اور تمہیں بارٹلی سے اس لہجے میں بات کرنی کی جرأت کیسے ہوئی ہے''...... اس بار بارٹینڈر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''آفس کا راستہ بتاؤ۔ زیادہ بکواس مت کرو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''بائیں طرف راستہ ہے اس کے آخر میں جو لفٹ ہے وہ سیدھی باس کے آفس تک جاتی ہے۔ اب بولو''...... بارٹلی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''بس بہت ہے''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور

تیزی سے بائیں طرف جاتے ہوئے راستے کی طرف بڑھا۔

"خبردار۔ رک جاؤ۔ اگر تم نے قدم آگے بڑھائے تو چیر کر رکھ دوں گا۔ تم جیسے کینچوؤں کو اس بات کی اجازت نہیں ہوتی کہ باس کی اجازت کے بغیر اس سے مل سکو۔ رک جاؤ"...... بارٹلی نے اپنی کمر میں موجود ہولسٹر سے ایک جھٹکے سے ریوالور نکال کر انتہائی تیز لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی بارٹلی بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل پہلے پیچھے موجود شراب کی بوتلوں کے ریک سے ٹکرایا اور پھر کاؤنٹر کے اندر گر گیا۔ ریوالور کے دھماکے کی آواز سے یکلخت ہال میں سکوت سا چھا گیا۔

"تم ان کا خیال رکھو۔ کوئی بھی حرکت کرے تو اسے گولی مار دینا۔ میں گارج کو لاتا ہوں"...... عمران نے چوہان اور خاور سے کہا اور دوسرے لمحے راہداری میں چھلانگ لگائی۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا جس سے اس نے بارٹلی کو گولی ماری تھی۔ جیسے ہی عمران آگے بڑھا اسے عقب سے ریوالوروں کے ساتھ مشین گنوں کے گرجنے کے ساتھ تیز انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ مشین گن بردار بدمعاش شاید چوہان اور خاور پر حملہ آور ہوئے تھے اور جواب میں ان دونوں نے ان بدمعاشوں پر فائرنگ کر دی تھی۔ عمران بے فکر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ چوہان اور خاور آسانی سے مشین گن بردار بدمعاشوں کو ہینڈل کر لیں گے اس لئے وہ بے فکری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ آگے جاتے ہی اسے لفٹ دکھائی دی جو

کھلی ہوئی تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ عمران فوراً لفٹ میں داخل ہو گیا۔ اس نے بٹن پریس کیا تو لفٹ کا دروازہ بند ہوا اور لفٹ خود بخود حرکت میں آئی اور تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی۔ لفٹ رکتے ہی جیسے ہی اس کا دروازہ کھلا تو وہ ایک اور راہداری میں تھا جس کے آخر میں ایک کمرہ تھا۔ کمرے کے باہر دو مشین گن بردار افراد کھڑے تھے۔ عمران نے انہیں دیکھتے ہی ان کی طرف دوڑتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ دو زور دار دھماکوں کے ساتھ راہداری میں تیز چیخیں گونجیں اور وہ دونوں مسلح افراد اچھل اچھل کر فرش پر گرنے اور تڑپنے لگے۔ عمران بھاگتا ہوا جب ان کے قریب پہنچا تو اس وقت تک دونوں ساکت ہو چکے تھے۔

دروازے کے قریب پہنچتے ہی عمران نے چھلانگ لگائی اور پوری قوت سے دروازے کو ٹھوکر مار دی۔ دروازہ ایک زور دار دھماکے سے کھلا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا دائیں طرف ایک صوفے پر نیم دراز گارج کو دیکھ کر عمران رک گیا۔ گارج اس طرح دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اچھل پڑا تھا۔ وہ شاید صوفے پر ریسٹ کر رہا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم"...... گارج نے اسے دیکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری موت"...... عمران نے اچھل کر اس کے قریب آ کر

سرد لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے گارج کی کنپٹی پر پڑا۔ وہ چیختا ہوا پہلو کے بل قالین پر گرا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے لات چلائی اور گارج کا پھڑکتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر وہ اسی رفتار سے واپس مڑ گیا۔ گارج کو کاندھے پر اٹھائے ایک ہاتھ میں ریوالور پکڑے جب وہ دوڑتا ہوا ہال میں پہنچا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ چوہان اور خاور نے وہاں مشین گن بردار بدمعاشوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہال کے افراد کو زمین پر لٹایا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ ان کے سروں پر موت بن کر مسلط تھے۔ ظاہر ہے انہوں نے مشین گنیں بدمعاشوں کو ہلاک کر کے اٹھائی ہوں گی۔

''تم دونوں یہیں رکو۔ میں اسے کار میں ڈال لوں۔ تم دو منٹ بعد باہر آ جانا''...... عمران نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا اور گارج کو اٹھائے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ باہر کئی کاریں موجود تھیں۔ عمران نے ان کاروں میں جھانکا تو اسے ایک کار کے اگنیشن میں چابی لگی ہوئی دکھائی دی۔ کار کے پاس آ کر اس نے عقبی دروازہ کھولا اور گارج کو عقبی سیٹ کے درمیان ڈال دیا۔ اندر ہونے والی فائرنگ کی آوازیں سن کر باہر موجود تمام افراد ڈر کر بھاگ گئے تھے اب وہاں سناٹا چھایا ہوا تھا۔

عمران نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے گھوم کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور تیزی سے گھما کر سیدھی کر لی۔ اسی لمحے چوہان اور خاور تیزی سے بھاگتے ہوئے ہال سے باہر نکلے تو عمران نے فوراً سائیڈ کا اور ایک پیچھے کا دروازہ کھول دیا۔

''بیٹھو جلدی''...... عمران نے چیخ کر کہا تو خاور اس کی سائیڈ سیٹ پر جبکہ چوہان پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی عمران نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی اور برق رفتاری سے کار کلب کے احاطے سے نکالتا لے گیا اور پھر سڑک پر آتے ہی اس نے کار طوفانی رفتار سے دوڑانی شروع کر دی۔

''تم دونوں نے تو ہال میں لاشوں کے پشتے لگا دیے تھے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے چوہان اور خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ وہ مشین گنیں لے کر ہماری طرف آ رہے تھے اگر ہم انہیں موقع دے دیتے تو ان کی جگہ ہماری لاشیں پڑی ہوتیں''۔ خاور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیزی سے کار دوڑاتا ہوا اسی کالونی میں آ گیا جہاں وہ اپنے ساتھیوں سمیت گارج کے ٹارچ سیل سے نکل کر عقب میں موجود ایک خالی کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ جب وہ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا کہ ٹائیگر باہر ہی کھڑا تھا اور اس نے کوٹھی کے گیٹ کا تالا توڑ دیا تھا اور گیٹ کھول رکھا تھا جیسے وہ پہلے سے ہی ان کے اس انداز میں آنے کا منتظر ہو۔ گیٹ کھلا دیکھ کر عمران

کار سیدھا پورچ میں لے گیا۔ اس نے پورچ میں کار روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔

''خاور۔ تم کار لے جا کر دور چھوڑ آؤ، چوہان باہر کا خیال رکھے گا اور ٹائیگر تم کار میں پڑے ہوئے گارچ کو اٹھا کر اندر لاؤ۔ جلدی''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے گارچ کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔

''اسے کرسی پر بٹھا کر باندھ دو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے گارچ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر رسی لینے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا گچھا تھا۔ اس نے عمران کے کہنے پر گارچ کے ہاتھ پشت پر باندھے اور اس کی ٹانگیں کرسی کے پایوں کے ساتھ باندھ دیں۔

''اسے ہوش میں لانے سے پہلے بتاؤ کہ کام ہوا یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''نو باس۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں کوئی فورس پہنچی ہوئی تھی جس نے عمارت کو بموں سے اڑا دیا تھا۔ میں نے وہاں سے اس گارچ کو ایک کار میں جاتے دیکھا تھا۔ شاید اس کے ہی آدمی تھے جنہوں نے وہاں اٹیک کیا تھا۔ اس لئے میں خاموشی سے واپس

آ گیا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ شاید اس نے میری اور مالکم کی کال سن لی ہو گی۔ جب میں مالکم سے بات کر رہا تھا تو مجھے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی تھی لیکن اس وقت میں نے توجہ نہیں دی تھی۔ میری وجہ سے مالکم ان کی نظروں میں آ گیا ہے۔ اب مجھے اس سے معذرت کرنی ہو گی''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''جب میں واپس آیا تو آپ موجود نہیں تھے۔ میں نے احتیاطاً گیٹ پر لگا ہوا کرائے کا بورڈ ہٹا کر تالا توڑ کر گیٹ کھول دیا تھا تاکہ جب آپ آئیں تو کسی کو شک نہ ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے گیٹ کھول کر اچھا کیا تھا۔ ہمیں کار لے کر اندر آنے میں آسانی ہو گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر، گارچ پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے گارچ کی ناک اور منہ بند کیا۔ تھوڑی دیر بعد گارچ کے جسم میں حرکت پیدا ہوائی اور ٹائیگر پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد گارچ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم''...... ہوش میں آتے ہی گارچ نے عمران کو دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے اپنی گردن پر چٹکی سی بھری۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

باریک سی جھلی اترتی چلی گئی۔ جیسے ہی عمران نے چہرے سے ماسک میک اپ اتارا گارج بری طرح سے اچھل پڑا اور اس کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

"عم۔عم۔عمران تم۔ اوہ۔ مگر"...... گارج نے حیرت کی زیادتی سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر کیا"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تو اس کوٹھی کو ڈبل ہنڈرڈ بموں سے اُڑا دیا تھا جہاں تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے تھے پھر تم زندہ کیسے بچ گئے"۔ گارج نے اسی انداز میں کہا۔

"تم شاید مالکم کی بتائی ہوئی کوٹھی کی بات کر رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے تمہاری اور مالکم کی کال سن لی تھی۔ مالکم نے تمہیں جس کوٹھی کا پتہ بتایا تھا میرے آدمیوں نے اس کوٹھی کو گھیر لیا تھا اور پھر میں نے وہاں پہنچتے ہی کوٹھی پر بم برسوا دیئے۔ میری اطلاع کے مطابق تم اور تمہارے تینوں ساتھی اس کوٹھی میں پہنچ چکے تھے"...... گارج نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ ہم وہاں پہنچ چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میرے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے وہاں ایک گاڑی آئی تھی جس میں چار افراد موجود تھے۔ اگر وہ تم نہیں تھے تو اور کون تھے"۔

گارج نے کہا۔

"ہونہہ۔ وہ مالکم کے آدمی تھے جو کوٹھی میں کچھ سامان پہنچانے آئے ہوں گے اور تمہارے آدمیوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم وہاں پہنچے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو"...... گارج نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

"تم اس بات کا اندازہ لگا لو گارج کہ میں تمہارے سب سے مضبوط اڈے سے تمہیں اغوا کر کے لے آیا ہوں۔ یہ رہائش گاہ ایسی جگہ ہے جہاں تم لاکھ چیخو چلاؤ گے تب بھی کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے چند باتوں کے جواب دے دو اور اپنی ٹوٹ پھوٹ سے بچ جاؤ۔ ورنہ......" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کن باتوں کے جواب چاہتے ہو تم"...... گارج نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میں جانتا ہوں کہ مارشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا ایک خفیہ راستہ ڈریگن کلب سے جاتا ہے۔ وہ راستہ کہاں ہے اس کے بارے میں مجھے تفصیل بتاؤ۔ ہیڈ کوارٹر کی اندرونی ساخت اور اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوری تفصیل اور دوسری بات یہ کہ مارشل ڈریلے کا مکمل حلیہ۔ اس کا قد و قامت اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بھی بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

”میں کچھ نہیں جانتا“...... گارج نے سر جھٹک کر کہا۔

”او کے۔ تمہاری مرضی۔ ٹائیگر“...... عمران نے پہلے گارج سے اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”خنجر ہے تمہارے پاس“...... عمران نے پوچھا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے تیز دھار والا ایک خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ یہ خنجر ٹائیگر کو اسی عمارت سے ملا تھا جہاں گارج نے انہیں قید کیا تھا۔

”یہ خنجر دیکھ رہے ہو“...... عمران نے خنجر گارج کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تم کچھ بھی کر لو عمران لیکن میرا منہ نہیں کھلوا سکو گے۔ میں گریٹ ایجنٹ ہوں اور گریٹ ایجنٹ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ تم مجھ پر جتنا مرضی تشدد کر لو لیکن تمہیں ناکامی ہو گی اور یہ بھی سن لو کہ تم مجھے اغوا کر کے یہاں لے تو آئے ہو لیکن میرے آدمی جلد ہی یہ جگہ ٹریس کر لیں گے اور پھر یہاں آتے ہی تم سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو اور جانے دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سب کو کنسلانا سے زندہ واپس جانے دوں گا“...... گارج نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ ایس ون مجھے

واپس دے دو تو میں اپنے ساتھیوں کو لے کر خاموشی سے یہاں سے واپس چلا جاؤں گا“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ ایس ون چیف کے پاس ہے اور اس سے ایس ون حاصل کرنا اب میرے لئے بھی ناممکن ہے“۔ گارج نے سر جھٹک کر کہا۔

”تو پھر تم یہ کیسے سوچ سکتے ہو کہ میں ایس ون لئے بغیر یہاں سے واپس چلا جاؤں گا“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں۔ میری بات مان جاؤ۔ اسی میں تمہارا فائدہ ہے“...... گارج نے کہا۔

”بس یا اور بھی کچھ کہنا ہے“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو عمران۔ میں......“ گارج نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا کیونکہ عمران نے اچانک جھک کر اس انداز میں خنجر چلایا تھا کہ گارج کا ایک نتھنا کافی اونچائی تک کٹ گیا تھا۔

”رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ“...... گارج نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن عمران کا ہاتھ ایک بار پھر چلا اور گارج کی چیخ سے کمرہ ایک بار پھر گونج اٹھا۔ عمران نے اس کا دوسرا نتھنا بھی چیر دیا تھا۔ عمران کے چہرے پر پتھریلی سختی تھی۔ گارج مسلسل چیخ رہا تھا اور اس کی پیشانی پر ایک رگ ابھر آئی تھی۔ اس رگ پر نظر

پڑتے ہی عمران کے چہرے پر سفاکی ابھر آئی۔ رگ دیکھ کر عمران نے خون آلود خنجر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے اس سے خنجر لیا تو عمران نے ایک ہاتھ کی انگلی موڑ کر ہک بنایا اور پھر اس نے ہک پوری قوت سے گارج کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مارا تو گارج کا بندھا ہوا جسم اس بری طرح سے پھڑکا جیسے یہ ضرب اس کے جسم پر لگنے کی بجائے اس کی روح پر لگی ہو۔ اس بار گارج کے حلق سے نکلنے والی چیخ انتہائی تیز اور دردناک تھی۔

''جتنا چاہو چیخ لو گارج۔ تمہیں اس عذاب سے بچانے والا یہاں کوئی نہیں ہے اور نہ آئے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گارج کی رگ پر ہک کی دوسری ضرب لگائی تو گارج کا رنگ زرد ہو گیا جیسے اس کا سارا خون نچڑ گیا ہو۔ تکلیف کی وجہ سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا۔

''بولو۔ جلدی بولو۔ ورنہ''...... عمران نے تیسری ضرب لگائی تو گارج کو جھٹکا لگا اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ وہ تکلیف کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر عمران نے اس کے کٹے ہوئے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جیسے ہی گارج کا سانس رکا اس کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا۔ عمران نے ہاتھ ہٹائے تو گارج کو ہوش آ گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک بار پھر گارج کی دردناک اور انتہائی کربیہ چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے ٹائیگر سے ایک بار پھر خنجر لے لیا۔

''یہ تمہارے لئے آخری موقع ہے گارج۔ اس کے بعد تمہارا حشر اس سے بھی بھیانک ہو گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور خنجر کی نوک اس رگ سے لگا دی جہاں اس نے انگلی کے ہک سے ضربیں لگائی تھیں۔ خنجر کی نوک محسوس کرتے ہی گارج کا جسم بری طرح سے کانپ اٹھا۔

''رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ سب بتاتا ہوں۔ اوہ گاڈ میں اس قدر خوفناک عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میری روح زخمی ہو گئی ہو۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ''...... گارج نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کی ایسی حالت تھی جیسے خود اس کی بھی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

''جلدی بولو۔ ہر بات کا تفصیل سے جواب دو''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو گارج کی زبان یوں چلنے لگی جیسے ٹیپ ریکارڈ چلنے لگ گیا ہو۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا۔

''مارشل ڈریلے سے فون پر بات کرتے ہو یا ٹرانسمیٹر پر''۔ عمران نے پوچھا۔

''دونوں پر۔ کبھی فون اور کبھی ٹرانسمیٹر پر''...... گارج نے جواب دیا۔ عمران نے اس کی جیبیں چیک کیں تو اس کی جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نما سیل فون نکل آیا۔

''اس پر بات کرتے ہو''...... عمران نے سیل فون اس کے

سامنے کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں"...... گارج نے تھکی ہوئی آواز میں کہا۔
"اس کا نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا تو اس نے مارشل ڈریلے کا نمبر بتا دیا۔
"اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتاؤ"...... عمران نے کہا تو گارج نے اسے مارشل ڈریلے کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ مارشل ڈریلے اپنی رہائش گاہ میں عام سے ڈاکٹر کارلڈ کے نام سے رہتا تھا تاکہ کسی کو علم نہ ہو سکے کہ وہی مارشل ایجنسی کا چیف ہے۔
"اب یہ بتاؤ کہ تم نے میری اور مالکم کے درمیان فون پر ہونے والی باتیں کیسے سنی تھیں"...... عمران نے پوچھا تو گارج نے اسے ہیڈ کوارٹر سے ملنے والی اطلاع کے بارے میں تفصیل بتا دی تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے باہر آتے ہی گارج کے بتائے ہوئے نمبر پریس کئے اور پھر اس نے کالنگ بٹن پریس کر دیا۔
"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی مارشل ڈریلے کی مخصوص آواز سنائی دی۔
"گارج بول رہا ہوں چیف"...... عمران نے گارج کے لہجے میں کہا۔
"یس گارج۔ کیا رپورٹ ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کچھ پتہ چلا"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"یس چیف۔ میں نے انہیں ٹریس کر کے ان کے انجام تک پہنچا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ کیسے ٹریس ہوئے وہ اور تم نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ تفصیل بتاؤ مجھے"...... مارشل ڈریلے نے چونکتے ہوئے کہا۔
"مجھے ہیڈ کوارٹر کے کنٹرول روم سے جوزف نے اطلاع دی تھی کہ اس نے آپ کے حکم سے کنسلاٹا کے تمام ہوٹلوں، باروں، گیم رومز اور کلبوں کے نمبروں کی کالز ریکارڈنگ کا حکم دیا ہے۔ اس نے کنسلاٹا میں موجود مالکم کلب کی ایک کال سنی تھی جس پر مالکم سے پرنس آف ڈھمپ بات کر رہا تھا۔ پرنس آف ڈھمپ نے اس سے رہائش گاہ، اسلحہ اور کار کی ڈیمانڈ کی تھی جو مالکم نے پوری کر دی تھی اور اس نے پرنس آف ڈھمپ کو ایک محفوظ رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا تھا۔ جوزف نے جب مجھے وہ ٹیپ سنائی تو میں نے مالکم کا پرنس آف ڈھمپ کو بتایا ہوا پتہ نوٹ کر لیا اور ایکشن کے لئے فوری طور پر اپنے ایکشن گروپ کو وہاں روانہ کر دیا۔ میرے آدمیوں نے اس رہائش گاہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ میں خود بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس رہائش گاہ میں ایک کار آئی جس میں چار افراد سوار تھے۔ وہ چاروں ایشیائی تھے اور میں نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ جیسے ہی وہ عمارت میں گئے میں نے ایکشن گروپ سے کہہ کر اس عمارت پر ڈبل

ہنڈرڈ بموں سے حملہ کرا دیا اور اس کوٹھی کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس کوٹھی میں عمران اور اس کے ساتھی بھی جل کر راکھ بن گئے تھے چیف"...... عمران نے گارج کی بتائی ہوئی تفصیل مارشل ڈریلے کو بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ جن افراد کو تم نے کوٹھی میں جاتے دیکھا تھا وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے"...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"یس چیف۔ وہ میک اپ میں نہیں تھے اس لئے میں نے انہیں فوراً پہچان لیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ چلو ان کا قصہ تمام ہوا۔ ورنہ ان کی وجہ سے واقعی میں پریشان تھا"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ ان جیسے خطرناک ایجنٹوں کو ان کے انجام تک پہنچانا ضروری تھا ورنہ وہ تیز رفتار کارروائیاں کر کے مارشل ایجنسی کو واقعی ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے تھے"...... عمران نے گارج کے لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"میں کلب سے باہر ہوں۔ تھوڑی دیر تک کلب پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ تمہارے کلب میں تین افراد

نے حملہ کیا تھا اور وہاں قتل و غارت پھیلا کر تمہیں بے ہوش کر کے نکل گئے تھے۔ وہ سب کیا ہے"...... مارشل ڈریلے نے سخت لہجے میں پوچھا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے پہلے ہی خدشہ تھا کہ یہ بات یقینی طور پر مارشل ڈریلے کے علم میں آ گئی ہو گی کہ گارج کے کلب پر حملہ ہوا تھا اور اسے وہاں سے اغوا کر لیا گیا تھا۔

"وہ میرے ایک مخالف گروپ کی کارروائی تھی چیف جو یہ نہیں جانتا تھا کہ میرا تعلق مارشل ایجنسی سے ہے۔ میں نے ایک پارٹی سے وائٹ پاؤڈر کی بگ ڈیل کی تھی اور اس سے ایڈوانس میں بھاری معاوضہ لیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کلب کی آڑ میں انڈر ورلڈ پر نظر رکھتا ہوں اور جیسے ہی میری نظر میں کوئی بڑا مگر مچھ آتا ہے میں اس کے خلاف فوری ایکشن لیتا ہوں۔ میری نظر میں جس پارٹی نے وائٹ پاؤڈر کی ڈیل کی تھی وہ بگ کرمنل پارٹی تھی میں اس پارٹی کے سربراہ تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے میں کئی روز سے وائٹ پاؤڈر سپلائی ٹال رہا تھا۔ جس پر شاید اس پارٹی کو شک ہو گیا کہ میں اس کی دی ہوئی رقم ہضم کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس پارٹی نے ہی میرے کلب پر حملہ کیا تھا۔ جب وہ مجھے بے ہوش کر کے اپنے اڈے پر پہنچے تو مجھے وہاں ہوش آ گیا۔ وہ مجھے ایک کمرے میں بند کر گئے تھے۔ میرے پاس ایکس ون سسٹم تھا میں نے اس سے ایکشن گروپ کے انچارج مارفی کو کاشن دے دیا جس

سے مارٹی کو علم ہو گیا کہ مجھے کہاں لے جایا گیا ہے۔ اس نے فوری ایکشن لیا اور یہاں آتے ہی ایکشن لیا اور یہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے مجھے آزادی دلائی"...... عمران نے کہا۔ ظاہر ہے اس نے مارشل ڈریلے کو بہلانے کے لئے کہانی ہی گھڑی تھی۔

"کیا تم سچ بول رہے ہو"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔ اس کے لہجے میں شک کی آمیزش تھی۔

"گارج میں اتنی جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ چیف سے جھوٹ بول سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ تم کلب میں جاؤ۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"بہت چالاک انسان ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ مڑ کر واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں گارج کے ساتھ ٹائیگر موجود تھا۔ دروازے کے پاس آ کر عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گارج ہوش میں تھا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک تکلیف کے تاثرات تھے۔ وہ عمران کی جانب ترحمانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر کو اشارہ کرتے ہی عمران مڑا تو اسے کمرے سے اچانک گولی چلنے اور گارج کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر نے عمران کا اشارہ پاتے ہی گارج کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

مارشل ڈریلے نے سیل فون بند کر کے میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ اس کی ابھی گارج سے بات ہوئی تھی۔ گارج کی باتیں سن کر وہ مطمئن ہونے کی بجائے الجھ گیا تھا اور اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہاربر بول رہا ہوں چیف"...... رابطہ ملتے ہی مارشل ایجنسی کے سیکنڈ ایکشن گروپ کے انچارج کی آواز سنائی دی۔

"مجھے ابھی گارج کی کال آئی تھی ہاربر"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"گارج کی کال۔ اوہ۔ کہاں سے بول رہا تھا وہ"...... ہاربر نے چونک کر کہا۔

"بتاتا ہوں۔ پہلے یہ سن لو کہ اس نے مجھ سے کیا کہا ہے"۔

مارشل ڈریلے نے کہا اور پھر اس نے گارج سے ہونے والی باتوں کی تفصیل اسے بتانی شروع کر دی۔

''ایسٹرن ٹاؤن، ڈی بلاک، کوٹھی نمبر بارہ کی تباہی کی حد تک تو گارج کی رپورٹ درست ہے۔ اس کوٹھی کی تباہی کے لئے ڈبل ہنڈرڈ بم مارٹی مجھ سے ہی لے کر گیا تھا۔ کوٹھی کو تباہ کرنے کے بعد مارٹی اپنا گروپ لے کر واپس آ گیا تھا۔ مارٹی اور میں اسی وقت سے ایک ساتھ ہیں اور اس دوران مارٹی کو گارج کا کوئی کاشن نہیں ملا کہ وہ خطرے میں ہے نہ ہی مارٹی نے اسے چھڑانے کا کوئی آپریشن کیا ہے''...... ہاربر نے کہا تو مارشل ڈریلے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ گارج جب کلب سے اغوا ہوا تھا تو اس کے بعد اس نے مارٹی کو ایسا کوئی کاشن نہیں دیا تھا کہ وہ کہاں ہے اور اس کی مدد کی جائے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف۔ مارٹی میرے ساتھ ہی ہے۔ آپ اس سے پوچھ لیں۔ اگر اسے گارج کا کوئی امدادی کاشن ملا ہوتا تو یہ مجھے ضرور بتاتا اور پھر میرے پاس نہ بیٹھا رہتا''...... ہاربر نے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن تمہیں اور مارٹی کو یہ رپورٹ تو ملی ہو گی کہ گارج کے کلب پر حملہ کر کے اسے اغوا کیا گیا ہے تو پھر تم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی کہ اس کے کلب پر کس نے حملہ کیا تھا اور وہ گارج کو اغوا کر کے کیوں اور کہاں لے گئے ہیں''۔

مارشل ڈریلے نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا کیسے ہو سکتا ہے چیف کہ اطلاع ملنے کے باوجود میں نے گارج کی بازیابی کے لئے کچھ نہ کیا ہو۔ مارٹی اور میرے آدمی کنسلانا میں پھیل گئے ہیں اور ہر طرف ان حملہ آوروں اور گارج کو تلاش کر رہے ہیں۔ ہمیں ایک چھوٹے سے کلیو کی تلاش ہے۔ اس کلیو کے ملتے ہی ہم اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں گارج کو لے جایا گیا ہے اور جس نے بھی گارج کو اغوا کیا ہے ہم اس تک پہنچ کر اس کا بھیانک حشر کریں گے''...... ہاربر نے کہا۔

''اوکے۔ اسے تلاش کرو اور جلد سے جلد مجھے رپورٹ دو۔ گارج کو ہر صورت ملنا چاہئے، چاہے اس کے لئے تمہیں کنسلانا کی ساری زمین ہی کیوں نہ کھودنی پڑے''...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ تو وہ کال مجھے گارج نے نہیں کسی اور نے کی تھی۔ دوسروں کی آوازوں کی نقل کرنے کا ماہر عمران ہے اور اب مجھے پورا یقین ہے کہ گارج کی آواز میں مجھ سے عمران نے ہی بات کی تھی۔ وہ ہنڈرڈ ون پرسنٹ عمران تھا''...... مارشل ڈریلے نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر کے رسیور کان سے لگا لئے۔

''جوزف بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی کنٹرول روم کے انچارج جوزف کی آواز سنائی دی۔

''مارشل ڈریلے بول رہا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جوزف نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو جوزف۔ میری اطلاع کے مطابق گارج مجرموں کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور ان مجرموں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ گارج ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ وہ آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہے لیکن پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی سفاک اور بے رحم انسان ہیں وہ گارج کی زبان کھلوانے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے تم فوری طور پر ہیڈ کوارٹر کی سیکورٹی ریڈ الرٹ کر دو اور ہیڈ کوارٹر کے تمام راستے سیلڈ کر دو۔ جب تک میں دوسرا آرڈر نہ کر دوں نہ ہیڈ کوارٹر سے کوئی باہر جائے گا اور نہ ہی باہر سے کوئی اندر آئے گا۔ اگر گارج بھی ہیڈ کوارٹر آنے کی کوشش کرے تو تم اسے بھی روکو گے کیونکہ ممکن ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ گارج کے میک اپ میں یہاں آنے کی کوشش کرے اس لئے میرے تاحکم ثانی کسی کو بھی ہیڈ کوارٹر میں نہیں آنا چاہئے۔ سمجھ گئے تم''...... مارشل ڈریلے نے جوزف کو تفصیل بتا کر اسے احکامات دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت اور کرخت تھا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور سنو۔ میں ہیڈ کوارٹر آنے اور جانے کے لئے سپیشل وے کا

استعمال کروں گا کیونکہ سپیشل وے کے بارے میں سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا۔ سپیشل وے کی بجائے اگر میں کسی اور وے کا استعمال کروں تو تم سمجھ جانا کہ وہ میں نہیں میرے میک اپ میں کوئی اور ہے۔ اس لئے اسے بھی روکنا تمہاری ذمہ داری ہے اور تمہیں اپنی ذمہ داری ہر صورت پوری کرنی ہے''...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ میں اپنی ذمہ داری میں کوئی کوتاہی نہیں برتوں گا۔ میری نظروں میں آئے بغیر ہیڈ کوارٹر میں ایک معمولی چیونٹی بھی داخل نہیں ہو سکے گی''...... جوزف نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ہیڈ کوارٹر میں کب آتا ہوں اور کب جاتا ہوں اس بات کی خبر بھی تمہارے سوا کسی کو نہیں ہونی چاہئے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور ہاں مجھے فوراً چیک کر کے بتاؤ کہ میرے نمبر پر تھوڑی دیر پہلے گارج نے جو کال کی تھی وہ کس لوکیشن سے کی گئی تھی''۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ابھی چیک کر کے بتاتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور مارشل ڈریلے نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ اب دیکھتا ہوں کہ عمران کس طرح ہیڈ کوارٹر میں داخل

ہوتا ہے۔ اگر اس نے یہاں آنے کی حماقت کی تو اسے سوائے موت کے اور کچھ نہیں ملے گا"...... مارشل ڈریلے نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب گہرا اطمینان اور سکون کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے اسے یقین ہو کہ ان انتظامات کی بدولت عمران لاکھ سر پٹخ لے وہ کسی بھی صورت اس کے ناقابل تسخیر اور خفیہ ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ابھی وہ بیٹھا انہی باتوں پر غور کر رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی۔

"مارشل ڈریلے بول رہا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے کنٹرول روم کے انچارج جوزف کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ نے گارج کے فون کال کی لوکیشن چیک کرنے کا کہا تھا چیف"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ بتاؤ۔ کہاں سے کی تھی اس نے کال"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"یہ وہی جگہ ہے چیف جہاں سے پرنس آف ڈھمپ نے مالکم

کلب کے مالک اور جنرل منیجر مالکم کو کال کی تھی"...... جوزف نے کہا تو مارشل ڈریلے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔ تو یہ عمران اور اس کے ساتھی گارج کو کلب سے اغوا کر کے وہاں لے گئے ہیں"...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم گارج کے فون کی مسلسل ٹریکنگ کرو تاکہ ان کے نقل و حمل کا پتہ چلتا رہے۔ میں ایکشن گروپس کے ہیڈز مارٹی اور ہاربر کو ایکشن کا حکم دیتا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے کہا اور پھر اس نے جوزف کا جواب سنے بغیر کریڈل پر ہاتھ مار کر کال ختم کی۔ اس نے ایک بار پھر کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہاربر بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ہاربر کی آواز سنائی دی۔

"گارج کا پتہ چل گیا ہے ہاربر کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے اسے کہاں رکھا ہوا ہے۔ تم فوراً مارٹی کو ساتھ لو اور اس جگہ ریڈ کرو۔ اس بار پاکیشیائی ایجنٹوں کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچنا چاہئے اگر گارج زندہ ہو تو اسے نکال کر لے آنا اور اگر وہ اپنے قدموں پر چلنے کے قابل نہ ہو تو اسے وہیں گولی مار دینا"...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس کالونی اور

کوٹھی کا نمبر ہاربر کو بتا دیا جہاں سے عمران نے گارج کی آواز میں
گارج کے سیل فون پر اس سے بات کی تھی۔

"یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... ہاربر نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مارشل ڈریلے نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ٹائیگر نے کار ڈاکٹر کارلڈ کی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے روکی تو
عمران جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ یہ
کار عمران کے کہنے پر ٹائیگر ایک رہائش گاہ سے اڑا کر لے آیا تھا۔
ڈاکٹر کارلڈ سے ملنے کے لئے عمران ٹیکسی نہیں لے جانا چاہتا تھا۔
اس لئے اس نے ٹائیگر سے خصوصی طور پر جدید اور نئے ماڈل کی
کار لانے کا کہا تھا اور ٹائیگر نے ایسا ہی کیا تھا۔ کار سے نکلتے ہی
اس نے اپنے ساتھیوں کو کار میں ہی رہنے کا کہا اور گیٹ کی طرف
بڑھ گیا اور گیٹ کی سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے کال بیل کا بٹن دبا
دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم نما آدمی باہر آ
گیا۔

"ڈاکٹر صاحب کو بتاؤ کہ اسٹیٹ چیف آفیسر مارگ آیا ہے"۔
عمران نے ملازم سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن ڈاکٹر صاحب تو کہیں گئے ہوئے ہیں"...... ملازم نے

کہا۔

"اوہ۔ تو کیا ان کا کوئی سیکرٹری یا اسسٹنٹ بھی نہیں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ سیکرٹری صاحب ہیں۔ آپ ان سے مل سکتے ہیں۔ ان کا نام کیرن ہے"...... ملازم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھاٹک کھولو"...... عمران نے کہا تو ملازم نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازے سے اندر چلا گیا۔ اندر جاتے ہی اس نے چھوٹا دروازہ بند کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے گیٹ کھول دیا۔ اس دوران عمران کار میں بیٹھ چکا تھا۔ اس نے اشارہ کیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا۔ رہائش گاہ خاصی بڑی اور جدید طرز کی تھی۔ پورچ میں ایک سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار بھی موجود تھی۔ ٹائیگر نے اس سفید کار کی سائیڈ پر کار روکی اور پھر عمران، ٹائیگر اور پیچھے بیٹھے ہوئے چوہان اور خاور بھی کار سے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا نوجوان ایک کمرے سے نکل کر برآمدے میں آیا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اترتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

"فرمائیں"...... نوجوان نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی تعریف"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام کیرن ہے اور میں ڈاکٹر کارلڈ کا سیکرٹری ہوں جناب"...... عمران کا رعب دار لہجہ سن کر نوجوان نے مؤدبانہ اور انتہائی خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور ہمیں ایک اہم سلسلے میں ڈاکٹر کارلڈ سے ملنا ہے۔ میں سٹیٹ چیف آفیسر مارگ ہوں"۔ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس نے اپنا تعلق سٹیٹ پولیس سے ظاہر کیا تھا تو اسے لہجہ بھی پولیس والوں جیسا ہی رکھنا پڑ رہا تھا۔

"لیکن ڈاکٹر صاحب تو نہیں ہے"...... کیرن نے کہا۔

"کہاں گئے ہیں وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بتا کر نہیں گئے"...... کیرن نے کہا۔

"کب تک لوٹیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کچھ معلوم نہیں جناب۔ وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ آنے کو ابھی بھی آ سکتے ہیں اور نہ آئیں تو دو دو دن بھی ان کا پتہ نہیں ہوتا"...... کیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہاں مہمانوں کو اسی طرح باہر کھڑا رکھ کر بات کی جاتی ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ آئیں۔ تشریف لائیں"...... کیرن نے کہا اور واپس چلتا ہوا برآمدے میں آیا اور پھر برآمدے کے کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔ یہ ڈرائینگ روم تھا اور مہنگے اور خوبصورت سامان سے سجا ہوا تھا۔ فرنیچر بھی قیمتی تھا اور وہاں موجود ہر چیز سے نفاست ٹپک رہی تھی۔

''تشریف رکھیں''...... کیرن نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی صوفوں کی طرف بڑھ گئے۔

''فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کچھ پینا پسند کریں گے آپ''...... کیرن نے کہا۔

''پینے پلانے کی باتیں چھوڑیں اور میرے سامنے بیٹھ جائیں۔ ڈاکٹر صاحب نہیں ہیں تو ہم آپ سے بات کر لیتے ہیں۔ ہمیں واپس بھی جانا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کیرن اثبات میں سر ہلا کر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''فرمائیں''...... کیرن نے کہا۔

''آپ کب سے ڈاکٹر کارلڈ کے ساتھ کام کر رہے ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''میں تین سالوں سے ان کے ساتھ ہوں''...... کیرن نے کہا۔

''ڈاکٹر کارلڈ کس فیلڈ میں کام کرتے ہیں۔ میرا مطلب ہے وہ طب کے ڈاکٹر ہیں۔ ایلوپیتھک یا پھر ہومیو پیتھک''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ طب کے ڈاکٹر ہیں جناب''...... کیرن نے کہا۔

''ان کا کلینک کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ان کا کوئی کلینک نہیں ہے۔ ان کے چند خاص مریض ہیں وہ بس انہیں ہی دیکھتے ہیں''...... کیرن نے کہا۔

''کیا آپ ان کی جائیداد کے بارے میں ہمیں کچھ بتا سکتے ہیں''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''جائیداد۔ کیا مطلب''...... کیرن نے پوچھا۔

''اچھا چھوڑیں۔ یہ بتائیں آپ کے علاوہ یہاں اور کتنے ملازم ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے علاوہ ان کے چار ملازم اور ہیں''...... کیرن نے کہا۔

''کیا ڈاکٹر صاحب شادی شدہ ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ انہوں نے شادی نہیں کی''...... کیرن نے جواب دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جیسے اسے عمران کے سوالوں کی سمجھ نہ آ رہی ہو۔

''تم تینوں باہر جاؤ۔ مجھے مسٹر کیرن سے علیحدگی میں کچھ بات کرنی ہے''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلائے اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

''مسٹر کیرن۔ اگر ڈاکٹر کارلڈ گھر میں موجود ہیں تو مجھے سچ بتا دو ورنہ تمہارا جھوٹ تمہارے لئے مصیبت بن جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ آپ چاہیں تو پورا گھر

چیک کر لیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب گھر میں ہوتے تو مجھے بھلا آپ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی"...... اس بار کیرن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر سوچ لو۔ ہمارا تعلق سیٹ پولیس سے ہے اور سٹیٹ پولیس پوچھ گچھ سے پہلے نگرانی بھی کراتی ہے"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو کیرن چونک پڑا۔

"نگرانی۔ کیا مطلب"...... کیرن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ میرے آدمی اس کوٹھی کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں اور میرے یہاں پہنچنے تک ڈاکٹر کارلڈ کو رہائش گاہ سے باہر جاتے نہیں دیکھا گیا ہے۔ اگر وہ باہر گئے ہوتے تو میرے آدمی مجھے بتا دیتے"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ آپ کو یقیناً غلط اطلاع دی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب واقعی باہر گئے ہیں اور میں آپ سے کہہ تو رہا ہوں کہ آپ بے شک ساری کوٹھی چیک کر لیں"...... کیرن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اسی لمحے خاور اندر داخل ہوا۔

"جناب۔ گھر میں واقعی چار ملازمین ہیں۔ ہم نے چیک کر لیا ہے"...... خاور نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اب تو آپ کو میری بات کا یقین آ گیا ہو گا"...... خاور کی بات سن کر کیرن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم اب بھی جھوٹ بول رہے ہو"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کیرن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیسا شک۔ جب آپ کے آدمیوں نے کوٹھی چیک کر لی ہے تو پھر شک کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے"...... کیرن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کارلڈ کو گھر سے نکلتے نہیں دیکھا گیا۔ وہ کوٹھی میں نہیں ہے لیکن مجھے شک ہے کہ وہ کسی تہہ خانے میں ہو سکتا ہے۔ اب تم بتاؤ گے کہ وہ کس تہہ خانے میں ہے"...... عمران نے کہا۔ اس کے اشارے پر خاور نے جیب سے ریوالور نکالا اور آگے بڑھ کر کیرن کے سر سے لگا دیا۔ ریوالور دیکھ کر کیرن کا رنگ زرد ہو گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... کیرن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو بتاؤ کہاں ہے ڈاکٹر کارلڈ"۔ عمران نے غرا کر کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... کیرن نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے گولی مار دو"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو خاور نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھا دیا۔ یہ دیکھ کر کیرن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"رکو۔ رکو۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ گولی مت چلانا پلیز"۔ کیرن

نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''تو بتاؤ کہاں ہے ڈاکٹر۔ تمہاری جان اسی صورت میں بچ سکتی ہے جب تم سچ سچ بتاؤ گے ورنہ نہیں''..... عمران نے انتہائی سرد مہری سے کہا تو کیرن کا جسم بری طرح سے کانپنے لگا۔

''مم مم۔ میں میں.....'' کیرن نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا دوسرے لمحے کمرہ زوردار تھپڑ اور کیرن کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا تھا۔ کیرن اچھل کر نیچے گرا تو عمران نے اٹھ کر فوراً اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ اس کے بوٹ کی نوک کیرن کی گردن پر مخصوص انداز میں مڑی تو کیرن اس کے پیر کے نیچے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔

''رکو۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ یہ عذاب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''..... کیرن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو عمران نے اس کی گردن پر بوٹ کی نوک کا دباؤ قدرے کم کر دیا۔

''جلدی بولو۔ ورنہ اس بار میں تمہاری گردن توڑ دوں گا''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ خفیہ راستے سے گئے ہیں''..... کیرن نے پھنسے پھنسے سے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ تیزی سے بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں ابل پڑی تھی۔ عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹا لیا اور

پھر جھک کر اس نے کیرن کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

''کہاں ہے وہ خفیہ راستہ۔ دکھاؤ مجھے''..... عمران نے اسے دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ کیرن نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ باہر آ گیا۔ وہ اس قدر گھبرایا ہوا تھا کہ اس نے شرافت سے عمران کو ایک کمرے سے تہہ خانے کا راستہ بتا دیا۔ تہہ خانے کی ایک دیوار کے پیچھے ایک سرنگ تھی۔ عمران کے کہنے پر کیرن نے سرنگ کا راستہ کھول دیا۔ عمران نے کیرن کو ساتھ لیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سرنگ میں آ گیا۔ سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ وہ دروازے سے نکل کر باہر آئے تو وہ دوسری کوٹھی میں پہنچ چکے تھے جو پہلی کوٹھی سے کہیں زیادہ وسیع اور شاندار تھی۔ اس رہائش گاہ میں بھی آٹھ دس ملازم اور تین مسلح محافظ تھے۔ وہ سب چونکہ خفیہ راستے سے نکل کر اس کوٹھی میں آئے تھے اس لئے کوٹھی میں موجود افراد کو کچھ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اس کوٹھی میں بھی ڈاکٹر کالنڈر کا ایک خاص آدمی کوپر تھا۔ جسے عمران اور اس کے ساتھیوں نے کور تو کر لیا تھا لیکن وہ آسانی سے زبان نہیں کھول رہا تھا لیکن جب عمران نے اس پر مخصوص انداز میں تشدد کیا تو آخر کار وہ بھی بول پڑا اور اس نے بتایا کہ ڈاکٹر کالنڈر اس رہائش گاہ سے خصوصی کار میں گیا ہے لیکن کہاں گیا ہے یہ بات اسے بھی نہیں

معلوم تھی۔

عمران کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے اس کوٹھی کی تلاشی لی تو ایک کمرے کے خفیہ سیف سے انہیں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی پہلے سے ایڈجسٹ تھی۔ کوپر نے عمران کو بتایا کہ ایمرجنسی میں وہ ڈاکٹر کارلڈ کو اسی ٹرانسمیٹر سے کال کر سکتا تھا۔

عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے کیرن اور کوپر کو بے ہوش کیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کوپر بول رہا ہوں سیکنڈ پوائنٹ سے۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"...... عمران نے کوپر کی آواز میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ بوتھم اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف سے بات کراؤ بوتھم۔ اٹ از ایمرجنسی۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں بات کراتا ہوں۔ اوور"...... بوتھم نے کہا۔

"یس کوپر۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف مارشل ڈریلے کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"چیف۔ چار ایشیائی فرسٹ پوائنٹ میں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے وہاں موجود کیرن پر تشدد کیا تو کیرن نے انہیں خفیہ راستہ بتا دیا پھر وہ چاروں خفیہ راستے سے یہاں آئے لیکن میں پہلے سے ہی

تیار تھا۔ جیسے ہی انہوں نے خفیہ راستہ اوپن کیا اور سیکنڈ پوائنٹ میں داخل ہونے کی کوشش کی تو میں نے ان پر مشین گن سے فائرنگ کر دی اور ان چاروں کو مار گرایا ہے۔ اس وقت ان چاروں کی لاشیں میرے پاس پڑی ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"تم کون بول رہے ہو۔ اوور"...... مارشل ڈریلے کی سرد آواز سنائی دی۔

"میں کوپر ہوں چیف۔ سیکنڈ پوائنٹ کا انچارج۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اپنا پورا نام بتاؤ نانسنس۔ اوور"...... مارشل ڈریلے کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"پورا نام۔ کیا مطلب چیف۔ اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے کوپر نے اپنا یہی نام بتایا تھا۔ اس کا پورا نام کیا تھا یہ اسے معلوم نہ تھا۔

"ہونہہ۔ تو تم وہی علی عمران ہو جس نے پہلے مجھ سے گارج کے سیل فون پر گارج کے لہجے میں بات کی تھی۔ اب تم میری رہائش گاہوں میں بھی پہنچ گئے ہو اور ظاہر ہے کہ تم نے کیرن اور کوپر کو ہلاک کر دیا ہے"...... مارشل ڈریلے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ڈاکٹر کالڈر المعروف مارشل ڈریلے۔ میں تو تمہارے ساتھ پنگ پانگ کھیلنا چاہتا ہوں لیکن تم ہو کہ کہیں ملتے ہی نہیں تو میں

نے سوچا کہ تمہیں زبردستی اٹھا لیا جائے اور پھر تم سے پنگ پانگ
کھیلا جائے۔ اس کھیل میں جیت جس کی ہو ایس ون ٹرافی کی شکل
میں اسے ہی دے دی جائے۔ اوور''...... عمران نے اس بار اپنے
اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ تم اور تمہارے ساتھی زیادہ دیر زندہ نہیں
رہیں گے۔ سمجھے۔ اوور اینڈ آل''...... مارشل ڈریلے نے چیختی ہوئی
آواز میں کہا اور ساتھ ہی اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''بہت چالاک ہے یہ انسان۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کوپر کی
آواز میں آپ اس سے بات کر رہے ہیں''...... چوہان نے کہا۔
وہ چاروں اس کے پاس ہی موجود تھے۔

''ہاں۔ چار ایشائیوں کے ہلاک ہونے والی بات اسے ہضم نہیں
ہوئی تھی شاید''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے ورنہ مارشل ڈریلے
یہاں فورس بھیج دے گا جو ہم پر بھوکے درندوں کی طرح جھپٹ
پڑیں گے''...... خاور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ
سب واپس اس خفیہ راستے سے فرسٹ پوائنٹ میں آئے اور پھر
وہاں سے کار لے کر نکلتے چلے گئے۔

''اب ہم مارشل ہیڈ کوارٹر تک کیسے پہنچیں گے''...... خاور نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اب وہی ایک راستہ رہ گیا ہے جہاں سے ہم ہیڈ کوارٹر کے

اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ تو مجھے اور کوئی راستہ بھائی
نہیں دے رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کون سا راستہ۔ ڈریگن کلب والا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''آپ کی کال کے بعد اس نے وہ راستہ سیلڈ کر دیا ہوگا''۔
خاور نے کہا۔

''اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ خفیہ راستہ تلاش کرنے کے لئے
اب ہمیں ڈریگن کلب کو بھی اڑانا پڑا تو ہم اڑا دیں گے''...... عمران
نے سخت لہجے میں کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے

مارشل ڈریلے کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا وہ انتہائی بے چینی اور غصے کے عالم میں اپنے آفس میں دونوں ہاتھ پشت پر باندھے ٹہل رہا تھا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ پلٹا۔

''یس کم ان''...... مارشل ڈریلے نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے مارشل ڈریلے کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''آؤ ہاربر۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا''......نوجوان کو دیکھ کر مارشل ڈریلے نے قدرے سکون بھرے لہجے میں کہا اور تیز تیز چلتا ہوا اپنی میز کی طرف بڑھا اور پھر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''بیٹھو''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ہاربر شکریہ کہہ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''کیا ہوا۔ تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے''...... مارشل ڈریلے نے

اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایک بری خبر ہے چیف''...... ہاربر نے کہا تو مارشل ڈریلے چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا بری خبر ہے۔ جلدی بتاؤ''...... مارشل ڈریلے نے بے چینی سے کہا۔

''ہم نے اس عمارت پر ریڈ کیا تھا جہاں عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ وہاں سے نکل چکے تھے۔ اس عمارت کے ایک کمرے میں ہمیں گارج کی لاش ملی ہے۔ تشدد زدہ لاش''...... ہاربر نے کہا تو مارشل ڈریلے نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''مجھے پہلے ہی شک تھا کہ عمران نے گارج کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس نے گارج سے ہی یقیناً میری سیکرٹ رہائش گاہوں کا پتہ چلایا ہوگا۔ ابھی کچھ دیر پہلے عمران نے پھر مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو اس بار ہاربر چونک پڑا۔

''اوہ۔ اب کیا کہا ہے اس نے اور وہ کہاں ہے''...... ہاربر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ میری سیکرٹ رہائش گاہوں میں پہنچ گیا ہے۔ اس نے فرسٹ اور سیکنڈ رہائش گاہوں میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس نے سیکنڈ رہائش گاہ میں موجود میرے خاص آدمی کوپر کا

ٹرانسمیٹر حاصل کیا تھا جس پر وہ مجھ سے ایمرجنسی کی صورت میں بات کر سکتا تھا۔ عمران نے مجھ سے کوپر کے لہجے میں بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب اس نے کہا کہ اس نے فرسٹ پوائنٹ کے خفیہ راستے سے آنے والے چار ایشیائیوں کو مار گرایا ہے تو مجھے اس پر شک ہوا۔ چار ایشیائی عمران اور اس کے ساتھی ہی ہو سکتے تھے۔ جنہیں گارج جیسا انسان بھی قابو نہیں کر سکا تھا تو بھلا کوپر جیسا عام انسان انہیں کیسے مار گرا سکتا تھا۔ اس لئے میں نے جب اس کا پورا نام پوچھا تو وہ مجھے اپنا پورا نام نہ بتا سکا جس پر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ عمران ہے۔ اس کے بعد عمران نے مجھ سے اصل آواز میں بھی بات کی تھی''...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو کیا وہ ابھی تک اسی رہائش گاہ میں ہے جہاں سے اس نے آپ کو کال کیا تھا''...... ہاربر نے پوچھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے مجھ سے بات کرنے کے بعد وہ وہاں رکا رہ سکتا ہے نانسنس۔ وہ انتہائی ذہین انسان ہے۔ اس نے وہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی ہو گی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں نے فوری طور پر وہاں فورس بھیج دینی ہیں''...... مارشل ڈریلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ میں نے اپنی اور مارٹی کی ایکشن فورس پورے کنسلانا میں پھیلا دی ہے۔ وہ جلد ہی مل جائیں گے''...... ہاربر

نے کہا۔

''نہیں۔ وہ اس طرح قابو نہیں آئیں گے۔ وہ لمحہ بہ لمحہ میک اپ بدلنے کے ماہر ہیں۔ وہ کب اور کہاں میک اپ بدل لیں تم کنسلانا میں ہر انسان کو چیک نہیں کر سکتے''...... مارشل ڈریلے نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں نے اپنے تمام ساتھیوں کو وائٹ گلاسز والے چشمے لگائے رکھنے کا حکم دیا ہے چیف۔ اگر وہ میک میں ہوئے تو وائٹ گلاسز سے ان کے میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے چہرے دکھائی دے سکتے ہیں''...... ہاربر نے کہا۔

''وائٹ گلاسز سے صرف ماسک میک اپ چیک کیا جا سکتا ہے نانسنس۔ اگر انہوں نے کوئی اور میک اپ کیا ہوا ہو گا تو تمہارے آدمی وائٹ گلاسز سے بھی ان کے اصل چہرے نہیں دیکھ سکیں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر انہیں کیسے اور کہاں تلاش کیا جائے''...... ہاربر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ان کے پاس اب ایک ہی آپشن ہے جہاں سے وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں''...... مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ کون سا آپشن ہے چیف''...... ہاربر نے پوچھا۔

''ڈریگن کلب۔ عمران جانتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا

ایک راستہ ڈریگن کلب میں بھی ہے۔ وہ اس آپشن کو استعمال کر سکتا ہے اور ڈریگن کلب پر حملہ کر کے وہاں سے ہیڈ کوارٹر آنے کی کوشش کر سکتا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوہ۔ تو اس راستے کو سیلڈ کر دیا جائے اور کلب کی طرف آنے والے تمام راستوں کی چیکنگ کر دی جائے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو آگے بڑھنے سے روکا جا سکتا ہے''...... ہاربر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی پہلے یہی سوچا تھا لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''ارادہ بدل دیا ہے۔ کیا مطلب چیف۔ میں سمجھا نہیں''۔ ہاربر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈریگن کلب آئے اور خفیہ راستہ تلاش کر کے مارشل ہیڈ کوارٹر آنے کی کوشش کرے۔ میں اس خفیہ راستے میں ان کے لئے ہر طرف موت کے جال پھیلا دوں گا۔ انہیں قدم قدم پر موت کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ یقینی موت کا شکار بن جائیں گے''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''لیکن چیف۔ اگر وہ اس طرف نہ آئے اور انہوں نے مارشل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے لئے کسی اور راستے کا انتخاب کر لیا تو کیا ہو گا''...... ہاربر نے کہا۔

''مارشل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے چار راستے ہیں۔ میں نے تمام راستے سیلڈ کرا دیئے ہیں۔ وہ کسی بھی راستے کا انتخاب کریں انہیں سوائے موت کے اور کچھ نہیں ملے گا''...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

''اوہ۔ پھر میرے لئے کیا حکم ہے''...... ہاربر نے کہا۔

''تم ہیڈ کوارٹر کا اندرونی انتظامی نظام سنبھال لو اور ہیڈ کوارٹر میں موجود ہر ایک پر نظر رکھو۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھی ہلاک نہیں ہو جاتے اس وقت تک تم ہیڈ کوارٹر کے اندر رہو گے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح حفاظتی انتظامات سے بچ کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو انہیں ہلاک کرنے کی ذمہ داری تمہاری ہو گی اور تمہیں کیا کرنا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے''...... مارشل ڈریلے نے تلخ لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ اول تو عمران اور اس کے ساتھی اس قدر ٹائٹ حفاظتی انتظامات کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور اگر ایسا ہو گیا اور وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے تو میں ان پر بھوکے درندوں کی طرح جھپٹ پڑوں گا اور ان کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ وہ مجھ سے کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچ سکیں گے''...... ہاربر نے کہا۔

''تو جاؤ اور جو انتظامات کرنے ہیں ابھی جا کر کر لو۔ ان کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کب یہاں آ دھمکیں''...... مارشل ڈریلے نے کہا تو

ہاربر اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھا اور مارشل ڈریلے کو سیلوٹ مار کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ہاربر کے باہر جانے کے بعد مارشل ڈریلے ایک بار پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے چہرے پر بدستور تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ گارج، کیرن اور کوپر کی موت کی خبر نے اس کے اعصاب کو شدید دھچکا پہنچایا تھا اور ان خبروں سے اسے احساس ہونے لگ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ وہ تیزی سے کام کر رہے تھے اور ہر ممکن طریقے سے مارشل ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے وہ جس طرح سے پیش قدمی کر رہے تھے وہ اس کے لئے اور مارشل ایجنسی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

ابھی وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی تو مارشل ڈریلے چونک کر اپنے خیالوں سے نکل آیا۔ وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

''ہیلو ہیلو۔ مارٹی کالنگ، انچارج آف فرسٹ ایکشن گروپ۔ اوور''...... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

''چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... مارشل ڈریلے نے اس بار اپنا نام لینے کی بجائے چیف کے تحت بات کرتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا

ہے۔ اوور''...... مارٹی نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں وہ اور تم نے انہیں کیسے ٹریس کیا۔ اوور''۔ مارشل ڈریلے نے چونک کر کہا۔

''وہ چاروں ڈریگن کلب آئے تھے چیف۔ انہوں نے بلیک ڈریگن کے بارے میں پوچھا تھا لیکن بلیک ڈریگن موجود نہیں تھا۔ انہوں نے سپروائزر سے بلیک ڈریگن کی رہائش کا پتہ پوچھا اور کلب سے واپس چلے گئے۔ سپروائزر نے مجھے کال کر کے ان کے بارے میں بتایا۔ میں اپنے آدمیوں کو لے کر بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ پہنچ گیا ہوں۔ وہ چاروں ابھی اندر موجود ہیں۔ اوور''۔ مارٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو مارٹی۔ گڈ شو۔ تم نے واقعی شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے لیکن جب تمہیں یقین ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں اور بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ میں موجود ہیں تو پھر وہ ابھی تک زندہ کیوں ہیں۔ تم نے ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی۔ اوور''۔ مارشل ڈریلے نے کہا۔

''بلیک ڈریگن آپ کا دوست ہے چیف اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے مزید احکامات لے لوں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں بلیک ڈریگن کی کوٹھی میزائلوں سے اڑا دوں یا رہائش گاہ میں گیس بم پھینک کر پہلے انہیں بے ہوش کروں اور پھر ان سب کا خاتمہ کر دوں۔ اوور''...... مارٹی نے کہا۔

"نہیں۔ رسک لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مارٹی۔ تم پوری کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو۔ کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ چاہے وہ بلیک ڈریگن ہو یا کوئی اور۔ سمجھے۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... مارٹی نے کہا اور مارشل ڈریلے نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ مارٹی کی کال سن کر اس کا چہرہ بحال ہو گیا تھا اور اب وہ فریش دکھائی دے رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ مارٹی، عمران اور اس کے ساتھیوں کو یقینی طور پر ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور پھر ایک گھنٹے کے انتظار کے بعد دوبارہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو مارشل ڈریلے نے فوراً ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارٹی کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے مارٹی کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ جب میں نے میزائلوں سے کوٹھی تباہ کی تو یہ کسی تہہ خانے میں چھپ گئے تھے۔ میں نے چونکہ سارے علاقے کی چیکنگ کی ہوئی تھی اس لئے جب یہ تہہ خانے سے نکلے اور انہوں نے ایک کار میں فرار ہونے کی کوشش کی تو

میری نظروں میں آ گئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انہیں گھیرا اور پھر انہیں موقع پر ہی گولیاں مار دیں۔ اوور"...... مارٹی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ تم کہاں ہو اب۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"پوائنٹ سیون پر جناب۔ میں ان کی لاشیں ساتھ لے آیا ہوں۔ اوور"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میرا ایک خاص آدمی آ رہا ہے اس کا نام ایرک ہے۔ تم یہ لاشیں اسے دکھا دینا۔ اس کے بعد اسے کہنا کہ وہ مجھے کال کرے۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... مارٹی نے جواب دیا اور مارشل ڈریلے نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ آف کر دیا۔ پھر اس نے تیزی سے ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا اور کال دینی شروع کر دی۔

"یس۔ ایرک اٹنڈنگ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد مردانہ آواز سنائی دی۔

"ایرک۔ گارچ گروپ کے پوائنٹ سیون سے واقف ہو۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"یس چیف۔ اوور"...... ایرک نے جواب دیا۔

"اس گروپ کے انچارج مارٹی کو جانتے ہو۔ اوور"...... مارشل

ڈریلے نے پوچھا۔

"یس باس۔ اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اوور"...... ایرک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ وہ پوائنٹ سیون پر موجود ہے۔ اس نے چار ایشیائیوں کو ہلاک کیا ہے جن کی لاشیں اس کے پاس ہیں۔ تم جا کر ان لاشوں کو چیک کرو کہ وہ میک اپ میں ہیں یا نہیں اور ان کے ساتھ ساتھ مارٹی کو بھی چیک کرو۔ اگر وہ اصل مارٹی نہ ہو تو اسے وہیں گولی مار دینا۔ اگر لاشیں اور مارٹی اصل ہوں تو مجھے وہیں سے کال کر کے رپورٹ دے دینا۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ایرک کو ساری تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ مارٹی نے انہیں کیسے ٹریس کیا تھا اور کس طرح ہلاک کیا تھا۔

"اوکے چیف۔ میں آپ کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ آپ مارٹی پر شک کر رہے ہیں کہ کہیں عمران نے اس کی جگہ لے کر آپ کو کال کر کے ڈاج نہ دیا ہو۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں مارٹی کی ایک ایک بات سے واقف ہوں۔ اسے اچھی طرح سے ٹٹول کر میں اس کی اصلیت معلوم کروں گا اور لاشیں بھی چیک کر لوں گا۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ آپ مجھے اس گروپ کے حلیئے بتا دیں تاکہ مجھے انہیں پہچاننے میں کوئی غلطی نہ ہو۔ اوور"...... ایرک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو مارشل ڈریلے نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیئے

بتا دیئے۔

"اب مجھے ان چاروں کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں ہو گی چیف۔ اوور"...... ایرک نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ مارشل ڈریلے نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اسے یقین تھا کہ ایرک سب کچھ آسانی سے معلوم کر لے گا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"...... مارشل ڈریلے نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ہاربر اندر داخل ہوا۔ اس نے مارشل ڈریلے کو سیلوٹ کیا۔

"میں نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں چیف۔ اب عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی صورت میں ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکیں گے"...... ہاربر نے کہا۔

"اب اس کی نوبت نہیں آئے گی ہاربر"...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ہاربر چونک پڑا۔

"میں سمجھا نہیں چیف"...... ہاربر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو مارشل ڈریلے نے اسے مارٹی سے ملنے والی رپورٹ بتا دی۔

"آپ کو ہر صورت میں ہوشیار رہنا چاہئے چیف۔ اگر ایرک کی تسلی ہو جائے تب بھی آپ لاشیں یہاں منگوا لیں۔ میرے پاس جدید ترین میک اپ واشر ہے۔ یہاں بھی انہیں چیک کر لیا جائے

تو زیادہ بہتر ہے"...... ہاربر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے ایرک کی رپورٹ تو مل جائے"...... مارشل ڈریلے نے کہا تو ہاربر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مارشل ڈریلے نے اسے چند ہدایات دیں تو وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو مارشل ڈریلے نے فوراً اسے آن کر لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارٹی کالنگ چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔

"چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ایرک میرے پاس موجود ہے چیف۔ اس سے بات کریں۔ اوور"...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

کراؤ بات۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں ایرک بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایرک کی آواز سنائی دی۔

"یس ایرک۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"میں نے لاشیں اچھی طرح سے چیک کی ہیں چیف۔ یہ واقعی اسی گروپ کی لاشیں ہیں جن کے آپ نے مجھے حلیئے بتائے تھے۔ وہ چاروں ماسک میک اپ میں تھے۔ میں نے ان کے ماسکس

اتار لئے ہیں۔ وہ چاروں ایشیائی ہی ہیں۔ میں نے مارٹی کا بھی تفصیلی انٹرویو لے لیا ہے۔ وہ اصل مارٹی ہے۔ اس کے باوجود بھی میں نے اس کا میک اپ چیک کر لیا ہے۔ وہ میک اپ میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں نے بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ بھی جا کر چیک کی ہے۔ اسے واقعی میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کیا گیا ہے۔ مارٹی کی ایک ایک رپورٹ درست ہے۔ اوور"...... ایرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اب تم ایسا کرو کہ ان چاروں کی لاشیں اپنی کار میں ڈال کر مشرقی پہاڑیوں میں واقع جھیل کے پاس لے جاؤ اور لاشیں جھیل کے کنارے چھوڑ کر واپس چلے جاؤ۔ اوور"...... مارشل ڈریلے نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور"...... ایرک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مارشل ڈریلے نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میز پر رکھ کر اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس چیف"...... بٹن پریس ہوتے ہی اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہاربر کو میرے پاس بھیجو۔ فوراً"...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا اور بٹن پریس کر کے انٹرکام آف کر دیا۔ چند منٹ کے بعد کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"...... مارشل ڈریلے نے تیز لہجے میں کہا تو

دروازہ کھلا اور ہاربر اندر داخل ہوا۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا چیف''...... ہاربر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایرک نے اپنی تسلی کر لی ہے۔ وہ لاشیں اصل ہیں اور مارٹی بھی اصل ہے لیکن اس کے باوجود میں نے تمہارے کہنے پر ان چاروں کی لاشیں فرسٹ پوائنٹ پر منگوا لی ہیں۔ تم اب اپنے آدمیوں کو فرسٹ پوائنٹ پر بھیجو تاکہ وہ لاشیں اندر لے آئیں۔ جب لاشیں آ جائیں تو مجھے اطلاع دینا۔ میں اپنے سامنے ان لاشوں کو چیک کرانا چاہتا ہوں''...... مارشل ڈریلے نے تحکم بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ہاربر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے مارشل ڈریلے کو سیلوٹ کیا اور مڑ کر آفس سے نکلتا چلا گیا۔

''ہونہہ۔ مارشل ڈریلے ضرورت سے زیادہ شکی مزاج واقع ہوا ہے''...... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ بیٹھے ہوئے خاور، چوہان اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیئے۔

''تو کیا اب ہمیں لاشیں بن کر وہاں جانا پڑے گا''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوچا تو میں نے یہی ہے لیکن مجھے اس بات کی فکر ہے کہ کہیں وہ لوگ اندر سے باہر کا منظر چیک نہ کرتے ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم لاشیں بن کر جائیں تو ہماری لاشیں اٹھانے والے ہم پر گولیاں برسا دیں اور ہم سب اصل لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے''......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کن چکروں میں پڑ گئے ہیں۔ ہمیں بلیک ڈریگن کے گھر سے خاصا اسلحہ مل گیا ہے۔ اس اسلحے سے ہم

ڈریگن کلب میں جا کر تباہی مچا دیتے ہیں اور خفیہ راستے سے گزر کر مارشل ہیڈ کوارٹر پہنچ جاتے ہیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"..... خاور نے کہا۔

"لگتا ہے تم میں تنویر کی روح سرایت کر گئی ہے جو اس جیسی باتیں کر رہے ہو۔ برادرم اگر ہم نے مارشل ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا تو پھر اس کے ساتھ ایس ون بھی ختم ہو جائے گا اور ہمیں وہاں سے ایس ون بحفاظت نکالنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہم یہ کرتے ہیں کہ بلیک ڈریگن، مارٹی اور ایرک کی لاشوں کے ساتھ ان کے کسی ایک ساتھی کی، یہ چار لاشیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور ان لاشوں کو جھیل کے پاس رکھ کر کہیں چھپ جائیں گے پھر جیسے ہی وہ ان لاشوں کو اٹھانے کے لئے آئیں گے ہم ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ہم میک اپ باکس ساتھ لے جائیں گے۔ آنے والے افراد کے لباس پہن کر اور ان کے میک اپ کر کے ہم مارشل ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے"..... چوہان نے کہا۔

"اگر ہیڈ کوارٹر کے اندر سے ہمیں مانیٹر کیا جا رہا ہوا تو کیا کرو گے تم"..... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"تب پھر ہم کچھ دنوں کے لئے غائب ہو جاتے ہیں۔ جب مارشل ڈریلے کو یقین ہو جائے گا کہ ہم واقعی ہلاک ہو چکے ہیں تو اس نے مارشل ہیڈ کوارٹر میں جو ریڈ الرٹ کیا ہوا ہے وہ ختم ہو

جائے گا اور ہم مارشل ڈریلے کے باہر آنے کا انتظار کریں گے۔ آخر اس نے ساری زندگی تو مارشل ہیڈ کوارٹر میں چھپے نہیں رہنا"۔ خاور نے کہا۔

"تب تک اس نے اگر ایس ون کہیں اور پہنچا دی تو کیا ہم ساری زندگی ایس ون کی تلاش میں بھاگتے رہیں گے"..... عمران نے کہا تو خاور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ڈریگن کلب جا کر بلیک ڈریگن کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں لیکن بلیک ڈریگن کلب میں نہیں ملا تھا۔ ان کے پاس اسلحے کی بھی کمی تھی اس لئے وہ کلب میں ڈائریکٹ ایکشن نہیں کر سکتے تھے۔ کلب کے سپروائزر سے عمران نے بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بلیک ڈریگن ہاؤس پہنچ گیا۔ بلیک ڈریگن ہاؤس میں داخل ہوتے ہی اس نے اور اس کے ساتھیوں نے قتل عام کیا اور بلیک ڈریگن کے سوا وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا۔ ٹائیگر کو عمران نے بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ کے باہر ہی چھوڑ دیا تھا۔ اس نے جب عمران کو اطلاع دی کہ چند مسلح افراد بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ کو انتہائی خفیہ طریقے سے گھیرے میں لے رہے ہیں تو عمران ہوشیار ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمارت کے عقبی راستے سے نکلا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ کو گھیرنے والوں پر ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ حملہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

آدروں کی تعداد بیس تھی۔ ان کا باس مارٹی تھا۔ جسے عمران نے پہچان لیا تھا۔ وہ مارٹی کو اٹھا کر بلیک ڈریگن ہاؤس لے آیا اور پھر جب اس نے مخصوص ہاتھ دکھائے تو مارٹی اس کے سامنے کھل گیا اور اس نے عمران کے سامنے سب کچھ اگل دیا۔ مارٹی کے پاس ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر لے کر مارشل ڈریلے کو کال کیا تو مارشل ڈریلے نے لاشیں چیک کرنے کے لئے ایرک کو وہاں بھیجنے کا کہا۔ اس کے انداز سے عمران کو یقین ہو گیا کہ مارشل ڈریلے کو اس کی باتوں پر شک ہو گیا ہے۔ پھر جب ایرک اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے انہیں بھی قابو کر لیا۔ عمران نے ایرک سے پوچھ گچھ کی اور پھر اس نے ایک بار پھر مارشل ڈریلے کو کال کر کے مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ اس نے لاشیں اور مارٹی کو چیک کر لیا ہے لیکن اس کے باوجود اسے مارشل ڈریلے مطمئن ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے ہم بلا وجہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اب ہمیں کچھ کر گزرنا چاہئے"...... خاور نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا شاید وہ اس طویل بھاگ دوڑ سے اب کوفت محسوس کر رہا تھا اور واقعی کچھ کر گزرنے کے موڈ میں دکھائی دے رہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ اب واقعی کچھ کر گزرنے کا ہی وقت ہے۔ ایرک چونکہ میرے قد و قامت کا ہے۔ میں اس کا میک اپ کر لیتا ہوں۔ اس لئے ایرک کی اصل لاش کے ساتھ تم تینوں کو نقلی لاشیں

ہٹا کر جھیل کے کنارے رکھ دوں گا۔ میں وہاں ہوشیار رہوں گا اور پھر جیسے ہی موقع ملے گا کچھ نہ کچھ کر گزروں گا۔ چلو اٹھو اور تیار ہو جاؤ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ تینوں اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران کی بات سن کر ان کے چہروں پر مسرت اور جوش کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد عمران ایرک کے میک اپ میں ایک کار کی سٹیرنگ پر بیٹھا کار اڑائے لئے جا رہا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر ٹائیگر جبکہ عقبی سیٹ پر چوہان اور خاور موجود تھے اور انہوں نے اسلحہ سیٹوں کے نیچے چھپا لیا تھا۔ ایرک کی لاش انہوں نے کار کی ڈگی میں ڈال لی تھی۔ ایرک کی لاش پر عمران نے اپنا میک اپ کر دیا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد کار پہاڑی علاقے میں داخل ہو گئی۔ مختلف پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے انہیں دور سے ایک قدرتی جھیل دکھائی دی تو عمران کار اس طرف بڑھاتا لے گیا۔ پہاڑیاں ویران تھیں۔ وہاں درخت تو نہ تھے لیکن جھاڑیوں کی بہتات تھی جو دور دور تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"اب تم اسلحہ اپنے لباسوں میں چھپا کر لاشوں میں تبدیل ہو جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر جھک کر سیٹ پر ٹیڑھا ہو کر لیٹ گیا۔ خاور اور چوہان نے بھی سیٹوں کے نیچے سے اسلحہ نکال کر اپنے جیبوں اور لباسوں میں منتقل کیا اور ٹیڑھے میڑھے ہو کر سیٹ پر لیٹ گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

عمران نے کار جھیل کے قریب لے جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ کار کی دوسری سائیڈ پر آ کر اس نے پہلے ٹائیگر کو کھینچ کر کار سے باہر نکالا اور پھر اسے اٹھا کر کاندھوں پر ڈال کر جھیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹائیگر کو جھیل کے کنارے پر ڈالا اور پھر واپس کار کی طرف آ گیا۔ کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے خاور کو بھی اٹھا کر کاندھوں پر ڈالا اور اسے بھی جھیل کی طرف لے گیا۔ اسی طرح اس نے چوہان اور آخر میں کار کی ڈگی سے ایرک کی لاش اٹھا کر جھیل کے کنارے لے گیا۔ ان چاروں کو وہاں ڈال کر وہ واپس کار میں آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر اسے موڑتا ہوا واپس چل پڑا۔ ایک نزدیکی پہاڑی موڑ پر آتے ہی اس نے کار روکی اور اس نے سیٹ کے نیچے سے مشین گن نکالی اور کار سے اتر آیا۔ کار سے اترتے ہی وہ جھکے جھکے انداز میں چٹانوں کی طرف بڑھا اور پھر جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا جھیل کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا تاکہ اگر کہیں سے اس علاقے کی مانیٹرنگ بھی کی جا رہی ہو تو وہ جھاڑیوں میں آسانی سے دکھائی نہ دے سکے۔ عمران اس رخ سے جھیل کی طرف بڑھ رہا تھا تاکہ جھیل کے کنارے پڑے ہوئے اس کے ساتھی اسے آسانی سے دکھائی دیتے رہیں اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے کافی نزدیک آ کر جھاڑیوں میں دبک گیا۔

تھوڑی دیر بعد اسے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور کچھ دور ایک پہاڑی کے پاس اسے ایک چٹان اپنی جگہ سے سرکتی ہوئی دکھائی دی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ پہاڑی میں ایک دہانہ نمودار ہو رہا تھا۔ دوسرے لمحے دہانے سے چھ افراد نکل کر باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ بے حد چوکنے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ چاروں طرف دیکھ رہے تھے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ ان کے اردگرد کوئی چھپا ہوا نہ ہو۔ ان کے انداز پر عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ ان کا چوکنا ہونا اور اردگرد کا جائزہ لینا اس بات کا ثبوت تھا کہ ہیڈ کوارٹر سے اس علاقے کی مانیٹرنگ نہیں کی جا رہی۔ اگر ایسا ہوتا تو دہانے سے نکلنے والے افراد اس طرح چوکنے ہو کر اردگرد کا جائزہ نہ لے رہے ہوتے۔

عمران نے مشین گن نیچے رکھی اور پھر اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ دوسری جیب سے اس نے سائیلنسر نکالا اور ریوالور پر فٹ کرنے لگا۔ مسلح افراد تیزی سے عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران نے سر اٹھایا اور پھر وہ رکے بغیر ریوالور کا ٹریگر دباتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی چھ کے چھ افراد اچھل اچھل کر گرتے اور تڑپتے دکھائی دیئے۔ ان سب کو نشانہ بناتے ہی عمران مشین گن اٹھا کر اٹھا اور بجلی کی تیزی سے ان کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

”اٹھو جلدی۔ راستہ کھلا ہوا ہے“...... عمران نے اپنے ساتھیوں

کے قریب آ کر چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر، چوہان اور خاور یکلخت اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ عمران رکے بغیر دہانے کی طرف دوڑتا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ یہ ایک طویل سرنگ نما راستہ تھا اس راستے پر دوڑتے ہوئے وہ ایک کمرے کے کھلے ہوئے دروازے تک پہنچ گئے۔ اسی لمحے دروازے سے ایک آدمی سامنے آ گیا۔

''خبردار''...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا، عمران نے یکلخت چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا اس آدمی سے ٹکرایا اور اس آدمی کو لئے فرش پر دور تک گھسٹتا ہوا اندر کمرے میں پہنچ گیا۔ اس آدمی کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے تڑپ کر عمران پر وار کرنا چاہا لیکن عمران نے ٹانگ مار کر اسے دور اچھال دیا۔ اسی لمحے کمرے میں ٹائیگر داخل ہوا اور وہ آدمی ٹائیگر کے قریب گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آدمی اٹھتا۔ ٹائیگر نے جھپٹ کر اس کی گردن پکڑی اور اسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔

''اسے ابھی ہلاک نہ کرنا۔ مجھے اس سے کچھ پوچھنا ہے''۔ عمران نے چیخ کر کہا تو ٹائیگر نے جھٹکے سے اسے زمین پر کھڑا کر دیا اور اس کا کوٹ اس کے کاندھوں سے نیچے آدھے بازوؤں تک اتار دیا۔ اس طرح وہ آدمی بے بس سا ہو گیا۔ اس کمرے کی سائیڈ دیوار کے ساتھ ایک پورٹیبل مشین نصب تھی جس کے سامنے ایک کرسی تھی اور کمرے کی باقی دیواریں سپاٹ تھیں۔ وہ آدمی اس

کمرے میں اکیلا اس مشین کو آپریٹ کرتا تھا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے چند لمحے مشین غور سے دیکھنے کے بعد اس آدمی کی طرف پلٹتے ہوئے کہا جس کی پیچھے سے ٹائیگر نے گردن پکڑ رکھی تھی۔ ٹائیگر کی انگلیوں کا شکنجہ اس آدمی کی گردن پر اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ تکلیف کی وجہ سے اس آدمی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ذرا سی بھی حرکت کی تو پیچھے سے ٹائیگر ایک جھٹکے سے اس کی گردن توڑ سکتا ہے۔

''مم۔ مم۔ مارٹن''...... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی انچارج کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاربر۔ باس ہاربر ہے''...... مارٹن نے جواب دیا۔

''اسے بلاؤ یہاں اور سنو۔ اگر تم نے اسے یہاں بلا لیا تو تمہاری جان بخش دی جائے گی ورنہ میرا ساتھی ایک لمحے میں تمہاری گردن توڑ دے گا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ مم۔ مم۔ میں بلاتا ہوں۔ باس نے کہا تھا کہ جب لاشیں آ جائیں تو میں اسے کال کر دوں۔ وہ لاشوں کو خود چیک کر کے اندر لے جانا چاہتا ہے''...... مارٹن نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ بلاؤ اسے جلدی''...... عمران نے کہا۔

''مم۔ مم۔ میری گردن اس سے چھڑاؤ''...... مارٹن نے اسی طرح ہکلاتے ہوئے کہا تو عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا۔ ٹائیگر نے

اس کی گردن چھوڑ دی۔ مارٹن اپنی گردن مسلتا ہوا اوران چاروں کو دیکھتا ہوا مشین کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر مشین گن کی نال اس کے سر سے لگا دی۔

''اگر تم نے ہمیں ڈاج دینے یا ہاربر کو کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو میں تمہاری کھوپڑی کھول دوں گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں باس کو کوئی اشارہ نہیں دوں گا''...... مارٹن نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اسے کال کرنے سے پہلے یہ بتاؤ کہ اندر سے آنے کا راستہ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ عقبی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں چلی جاتی ہے اور خلاء بن جاتا ہے''...... مارٹن نے جواب دیا۔ وہ عام سا مشین آپریٹر تھا اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے روپ میں سامنے دیکھ کر وہ بے حد ڈرا ہوا تھا اسی لئے وہ سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

''اوکے۔ اب کرو اسے کال۔ بس اسے کسی بات کا شک نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے ایک بار پھر سرد لہجے میں کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین آپریٹ کرنی شروع کر دی۔

''ہیلو ہیلو۔ فرسٹ پوائنٹ آپریٹر مارٹن بول رہا ہوں باس۔ اوور''...... مارٹن نے مشین سے ایک مائیک نکال کر اسے ہاتھ میں

لے کر اس کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''یس مارٹن۔ کیا پوزیشن ہے''...... مشین میں موجود اسپیکروں سے ایک غراہٹ بھری آواز ابھری اور عمران جو مارٹن کے قریب کھڑا تھا اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر نے تیزی سے لپک کر پیچھے سے مارٹن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے مارٹن کے ہاتھ سے مائیک جھپٹ لیا۔

''لاشیں اندر پہنچ گئی ہیں باس۔ اوور''...... عمران نے مارٹن کے لہجے میں کہا اور اسے اپنے لہجے میں بات کرتے دیکھ کر مارٹن کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل گئیں۔

''اوکے۔ کتنی لاشیں ہیں۔ اوور''...... ہاربر نے پوچھا۔

''چار لاشیں ہیں باس۔ چاروں ایشیائی لگ رہے ہیں۔ اوور''۔ عمران نے جواب دیا

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل''...... ہاربر کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن پریس کیا اور ٹرانسمیٹر سسٹم آف کر دیا۔

''اسے ہاف آف کر کے مشین کے پیچھے ڈال دو۔ ہری اپ''۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر کا بھرپور مکا ہاربر کی کنپٹی پر پڑا۔ ہاربر کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ ٹائیگر کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ ٹائیگر کا ایک ہی مکا اس کے لئے کافی رہا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے اسے اٹھایا اور مشین کے پیچھے لا کر

ڈال دیا جہاں خلاء تھا۔

"تم سب عقبی دیوار کے کونوں سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ ہاربر کے ساتھ مسلح افراد بھی ہوں۔ اس لئے محتاط رہنا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ عقبی دیوار کے کونوں سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ تقریباً تین منٹ بعد دیوار میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور دیوار دو حصوں میں پھٹ کر دائیں بائیں سمٹتی چلی گئی۔ اسی لمحے ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک نوجوان جس نے نیوی کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا اچھل کر باہر آیا۔ وہ جیسے ہی باہر آیا عمران اس پر تیز رفتار چیتے کی طرح جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے جسم سے لگا اس کونے کی طرف پہنچ گیا جہاں سے عمران نے اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ عمران نے ایک ہاتھ اس کے سینے اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر اسے اٹھا کر پیچھے ہٹ گیا تھا جس سے نہ تو اس آدمی کے منہ سے آواز نکل سکی اور نہ اس کے پیر زمین پر گھسٹنے سے کوئی آواز ہوئی تھی اور یہ سب اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ پلک جھپکنے کے عرصے میں سب کچھ ہو گیا اور اس آدمی کو سمجھ ہی نہ آیا کہ ہوا کیا ہے۔ کونے میں آتے ہی عمران نے اسے دونوں ہاتھوں سے گھما کر زور سے زمین پر پٹخ دیا۔ وہ آدمی زمین پر گر کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے تیزی سے ایک پیر اس کی گردن پر رکھا اور ساتھ ہی اس کے بوٹ کی نو اس آدمی کی گردن پر مڑتی چلی گئی۔ اس آدمی کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا اور اس کا

چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے پیر ذرا سا واپس موڑتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہاربر۔ میں ہاربر ہوں"...... اس آدمی کے حلق سے رک رک کر دہشت زدہ آواز نکلی۔

"اگر تم نے حلق سے آواز نکالی تو تمہاری روح نکال دوں گا تمہارے جسم سے"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تت۔ تت۔ تم کون ہو"...... ہاربر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مارشل ڈریلے کہاں ہے"...... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھا۔

"وہ۔ وہ اپنے آفس میں ہے"...... ہاربر نے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔ عمران نے اس کے سر پر زوردار ٹھوکر ماری تھی۔ اسے ساکت ہوتے دیکھ کر عمران نے اس کی کنپٹی پر ایک بار پھر ٹھوکر مار دی کہ کہیں وہ مکر نہ کر رہا ہو لیکن وہ پہلی ہی ضرب میں بے ہوش ہو چکا تھا۔

"خاور اس کا لباس اتار دو۔ تب تک میں اس کا میک اپ کرتا ہوں"...... عمران نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا تو خاور تیزی سے بے ہوش پڑے ہوئے ہاربر کی طرف بڑھا اور اس نے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ عمران نے جیب سے میک اپ باکس نکالا اور

پھر اس کے ہاتھ تیزی سے چلنا شروع ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہاربر جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اپنا لباس اتار کر ہاربر کا لباس پہن لیا۔

"ان دونوں کی گردنیں توڑ کر ہلاک کر دو"..... عمران نے چوہان اور خاور سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے کھلے ہوئے خلاء کی طرف بڑھ گیا۔ خاور اور چوہان نے ہاربر اور مشین آپریٹر مارٹن کی گردنیں توڑیں اور پھر وہ بھی تیزی سے عمران کے پیچھے خلاء میں داخل ہو گئے اور پھر وہ چاروں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

سرنگ آگے جا ختم ہو گئی اور عمران اور اس کے ساتھی زمین دوز ایک عمارت میں داخل ہو گئے۔ یہ عمارت کسی قلعے سے کم نہ تھی جو زمین کے نیچے بنائی گئی تھی۔ وہاں بے شمار افراد تھے جن میں کئی مسلح بھی دکھائی دے رہے تھے۔ عمران کو ہاربر سمجھ کو وہ اسے سلام کر رہے تھے۔

عمران مختلف راستوں سے گزرتا ہوا ایک راہداری میں آیا تو اسے سامنے ایک کمرہ دکھائی دیا۔ اس کمرے کے دروازے پر چیف کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر ہی رکنے کا کہا اور پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔

"یس۔ کم ان"..... اندر سے کرخت آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ یہ مارشل ڈریلے کی آواز

تھی جسے وہ سن چکا تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ایک جہازی سائز کی میز کے پیچھے مارشل ڈریلے بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کان سے رسیور لگا ہوا تھا۔ وہ کسی سے بات کر رہا تھا۔ ہاربر کو دیکھ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہاربر تم۔ کیا ہوا۔ لاشیں آ گئیں"..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن میں نے لاشیں اندر نہیں منگوائی ہیں۔ میں خود باہر گیا تھا اور ان تمام لاشوں کو چیک کر لیا ہے۔ لاشیں اصلی ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی واقعی ہلاک ہو چکے ہیں"..... عمران نے ہاربر کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اب بھی لاشیں جھیل کے کنارے پڑی ہوئی ہیں"۔ مارشل ڈریلے نے پوچھا۔

"یس چیف۔ آپ حکم دیں تو میں اپنے ساتھیوں سے کہہ کر ان کی لاشیں دور کسی کھائی میں پھنکوا دیتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود بھی ایک نظر انہیں دیکھنا چاہتا ہوں"..... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"یس چیف"..... عمران نے کہا تو مارشل ڈریلے اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر باہر آ گیا۔ عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باہر آ کر باہر کھڑے اپنے ساتھیوں کو سائیڈ پر ہونے کا اشارہ کر دیا۔ اس کے ساتھی فوراً پیچھے ہٹتے چلے گئے۔

مارشل ڈریلے باہر نکلا تو عمران اسے لے کر ان راستوں کی طرف بڑھ گیا جن راستوں سے گزر کر وہ اندر آیا تھا۔ تھوڑی دیر میں عمران، مارشل ڈریلے کے ساتھ مشین آپریٹر مارٹن کے کمرے میں تھا۔

''یہ مارٹن کہاں چلا گیا''...... مارشل ڈریلے نے مشین کے پاس خالی کرسی دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باتھ روم گیا ہو گا۔ آپ آئیں میرے ساتھ''...... عمران نے کہا تو مارشل ڈریلے سر ہلاتا ہوا سرنگ سے نکل کر باہر آ گیا۔ جھیل کے قریب آ کر وہ ٹھٹک گیا۔

''یہ کیا۔ یہاں تو ایک ہی لاش موجود ہے۔ باقی تین لاشیں کہاں ہیں''...... مارشل ڈریلے نے یکلخت بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ جھیل کے پاس ایرک کی لاش پڑی تھی جس پر عمران نے اپنا میک اپ کیا تھا۔

''لاشیں زندہ ہو گئی ہیں چیف''...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو مارشل ڈریلے سانپ کی سی تیزی سے مڑا اور پھر ہاربر کے ساتھ تین مشین گن برداروں کو دیکھ کر وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔ یہ عمران کے ساتھی تھے جو ان کے پیچھے کچھ فاصلہ دے کر چلے آئے تھے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ لاشیں زندہ کیسے ہو سکتی ہیں اور یہ تمہاری آواز''...... مارشل ڈریلے نے ہاربر کی طرف دیکھتے ہوئے تیز تیز

بولتے ہوئے کہا۔

''میری آواز بھی نہیں پہچانے تم''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو مارشل ڈریلے ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا۔ تم۔ تم عمران ہو''...... مارشل ڈریلے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''عمران تو لاش بن کر تمہارے سامنے جھیل کے کنارے پڑا ہوا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر تیزی سے مارشل ڈریلے پر جھپٹا اور مارشل ڈریلے چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور ٹائیگر نے پھرتی سے اس کے دونوں ہاتھ موڑ کر عقب کی طرف کرتے ہوئے جیب سے ایک رسی کا بنڈل نکالا اور اس کے ہاتھ باندھنا شروع کر دیئے۔ یہ رسی اسے مارٹن کے کمرے کی ایک دیوار کے پاس پڑی ہوئی ملی تھی جو اس نے اٹھا کر اپنے پاس رکھ لی تھی۔ اس کے ہاتھ باندھتے ہی ٹائیگر نے اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

''تم نے بہت عقلمندی کا ثبوت دیا تھا مارشل ڈریلے اور ہماری لاشیں چیک کرانے میں کوئی کسر نہ رکھ چھوڑی تھی لیکن افسوس کہ ہماری لاشیں دیکھنے کی تم حسرت ہی کر سکو گے اور کچھ نہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تم کس طرح بچ گئے۔ وہ ایرک۔ وہ وہ......'' مارشل

ڈریلے نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے بلیک ڈریگن کی رہائش گاہ میں جانے اور وہاں ہونے والے واقعات کی اسے تفصیل بتا دی۔ جسے سن کر مارشل ڈریلے کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں۔

"اوہ اوہ۔ تم واقعی خطرناک ترین انسان ہو۔ ہمارا واسطہ کبھی تم جیسے افراد سے نہیں پڑا۔ مجھے اب تسلیم کرنا پڑے گا کہ مارشل ایجنسی تم جیسے ایجنٹوں کے مقابلے میں شکست کھا گئی ہے۔ کاش میں ایس ون پہلے ہی تمہیں واپس کر دیتا تو میرا اتنا نقصان نہ ہوتا اور ایس ون کی وجہ سے ہماری ایک لیبارٹری بھی تباہ ہو گئی ہے"...... مارشل ڈریلے نے شکستہ لہجے میں کہا۔

"اب اگر تم اپنے سیکرٹ ہیڈ کوارٹر کو تباہی سے بچانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ ایس ون کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایس ون میرے آفس کے ایک خفیہ سیف میں ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں ابھی تمہیں دے دیتا ہوں"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"مجھے اس سیف کے بارے میں بتاؤ اور یہ بھی کہ سیف کھلتا کیسے ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا تو مارشل ڈریلے نے اسے سیف اور اس کے کھولنے کا کوڈ بتا دیا۔

"اس کے ہاتھ کھولو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر اس کے دونوں ہاتھ کھول دیئے۔

"چوہان تمہارا قد و قامت اس سے ملتا ہے۔ میں تم پر اس کا

میک کر دیتا ہوں۔ تم اس کا لباس پہن لینا میں باربر کے روپ میں تمہارے ساتھ اندر جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے چوہان کا میک اپ کیا اور پھر اس نے مارشل ڈریلے کا لباس اتروا لیا۔ مارشل ڈریلے واقعی شکست خوردہ ہو چکا تھا وہ خاموشی سے عمران کی ہر بات مان رہا تھا۔

"تم دونوں اس کا خیال رکھنا"...... عمران نے کہا تو خاور اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران چوہان کے ساتھ ایک بار پھر سرنگ میں داخل ہو گیا۔

"اب تو تمہیں ایس ون مل گیا ہے۔ اب تو تم مجھے چھوڑ دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن سرانجام نہیں دوں گا اور میں تمہیں یہاں سے بحفاظت نکلنے میں بھی مدد دوں گا"...... مارشل ڈریلے نے کہا۔

"ایس ون آ جائے اس کے بعد میں سوچیں گے"...... خاور نے سرد لہجے میں کہا تو مارشل ڈریلے خاموش ہو گیا۔

"ٹائیگر۔ تم جا کر کار یہاں لے آؤ تاکہ جیسے ہی عمران صاحب اور چوہان ایس ون لے کر آئیں ہم فوری طور پر یہاں سے نکل سکیں۔ تب تک میں اسے سنبھال لوں گا"...... خاور نے کہا تو ٹائیگر سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کار لے کر وہاں پہنچ گیا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد عمران اور چوہان واپس آ گئے۔ عمران کے ہاتھوں میں ایک میٹل باکس تھا۔

''چلو نکلو یہاں سے''...... عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''اس کا کیا کرنا ہے''...... خاور نے مارشل ڈریلے کے بارے میں پوچھا۔

''اسے بھی ساتھ لے لو''...... عمران نے کہا تو خاور، مارشل ڈریلے کو دھکیل کر کار کی طرف بڑھا۔ اس نے مارشل ڈریلے کو بھی اپنے ساتھ پچھلی سیٹ پر بٹھا لیا۔ عمران، ٹائیگر کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ چوہان، خاور کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ ان کے بیٹھتے ہی ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔

کافی دور جانے کے بعد عمران نے ٹائیگر کو کار روکنے کا کہا تو ٹائیگر نے سائیڈ پر کار روک لی۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے اتر گیا۔ اس نے میٹل باکس سیٹ پر رکھ دیا تھا۔

''اسے لے کر باہر آؤ''...... عمران نے کہا تو خاور اور چوہان نے اثبات میں سر ہلائے اور کار سے اتر کر مارشل ڈریلے کو بھی باہر آنے کا کہا۔ وہ خاموشی سے باہر آ گیا اور پھر وہ سب عمران کے پیچھے چلتے ہوئے ایک پہاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ عمران انہیں لے کر پہاڑی کی اونچی چٹان پر آ گیا۔ وہاں ہر طرف ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔

''تم اپنے ہیڈ کوارٹر کی لوکیشن تو جانتے ہو گے مارشل ڈریلے''...... عمران نے مارشل ڈریلے سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ

بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

''نہیں۔ تم نجانے مجھے کہاں لے آئے ہو۔ یہاں تو ہر طرف ویران پہاڑیاں ہیں''۔ مارشل ڈریلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو تم نہیں بتا سکتے کہ ان پہاڑیوں میں تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا جیسے اسے مارشل ڈریلے کی لاعلمی پر مایوسی ہوئی ہو۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... مارشل ڈریلے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں صرف مارشل ہیڈ کوارٹر کی شناخت کرانا چاہتا ہوں اور کچھ نہیں''۔ اس بار عمران نے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکال لیا

''یہ کیا ہے''...... مارشل ڈریلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی معلوم ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول جیسے آلے کا ایک بٹن پریس کیا تو اس پر لگا ہوا ایک بلب جل اٹھا۔ مارشل ڈریلے حیرت سے اس آلے کو دیکھ رہا تھا کہ عمران نے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے آلے پر ایک لمحے کے لئے سرخ بلب روشن ہوا اور بجھ گیا۔ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں ریموٹ کنٹرول نما آلہ ایک طرف اچھال دیا۔

''اب تمہیں آسانی سے اپنے ہیڈ کوارٹر کی شناخت ہو جائے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہی تھا کہ یکلخت دور پہاڑیوں میں اس قدر ہولناک گڑگڑاہٹ سنائی دی جیسے اچانک کسی آتش فشاں کا دہانہ کھل گیا ہو اور زمین بری طرح سے لرزنے لگی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... مارشل ڈریلے نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور وہ سب لڑکھڑا گئے۔ ساتھ ہی دور پہاڑیوں کے درمیان جیسے آتش فشاں پھٹ پڑا تھا۔ آگ کے خوفناک شعلے آسمان کی طرف بلند ہوتے ہوئے دکھائی دیئے اور ہر طرف گرد اور پتھروں کی بارش ہونا شروع ہو گئی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ......" مارشل ڈریلے نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

"یہ ہے تمہارے ہیڈ کوارٹر کی شناخت۔ یہی تھا نا تمہارا سیکرٹ مارشل ہیڈ کوارٹر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم نے سب کچھ ختم کر دیا۔ سب تباہ ہو گیا۔ برباد ہو گیا۔ اوہ اوہ"۔ مارشل ڈریلے نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

"تمہارا سیکرٹ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے۔ اندر جا کر میں نے اسلحے کے ڈپو میں چارجر بم آن کر دیئے تھے جنہوں نے تمہارے ہیڈ کوارٹر کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ اب تم بولو۔ تم نے پاکیشیا سے ایس ون چوری کیا تھا۔ اس کی تمہیں کیا سزا دی جائے"...... عمران

نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم نے یہ سب اچھا نہیں کیا ہے عمران۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اب میں تم سب کو ساتھ لے کر مروں گا"...... مارشل ڈریلے نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر یکلخت عمران پر جھپٹتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ عمران کے قریب زمین پر گرتا چلا گیا۔ اسے عمران پر جھپٹتے دیکھ کر پیچھے موجود خاور نے اس پر مشین گن کا برسٹ مار دیا تھا۔ مارشل ڈریلے چند لمحے زمین پر پڑا بری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"قصہ تمام ہوا۔ چلو اب نکل چلو یہاں سے ورنہ ابھی یہاں ہر طرف فورس پھیل جائے گی"...... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے کار کی طرف دوڑ پڑے اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ کار میں بیٹھے وہاں سے اڑے جا رہے تھے۔

"ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں ایس ون یہاں سے بحفاظت لے کر نکلنا ہے۔ اس کے لئے کیا کرنا ہے عمران صاحب"...... چوہان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایس ون ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے اور اس کی حفاظت کے لئے ہمیں بحری سفر کرنا پڑے گا۔ مالکم کلب کا مالک مالکم زندہ ہے اور اس سلسلے میں وہی ہماری مدد کر سکتا ہے اور وہ ہمیں کسی بحری جہاز میں اسمگل کروا کر یہاں سے نکال سکتا ہے"...... عمران

نے کہا۔

"کیا وہ ایسا کر سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کیا وہ یہاں سے انسانی اسمگلنگ کر سکے گا"...... خاور نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے یہاں خاصے قدم جما رکھے ہیں۔ ایک مال بردار شپنگ کمپنی میں اس کی حصہ داری بھی ہے۔ وہ ہمیں کسی بھی مال بردار شپ میں یہاں سے نکال سکتا ہے۔ ہم مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے پاکیشیا پہنچیں گے۔ اس طرح پاکیشیا پہنچنے میں ہمیں وقت تو لگے گا لیکن بہرحال ہم ایس ون حفاظت سے لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ایس ون کو اگر کسی سیلائٹ سے چیک کیا گیا تو"۔ خاور نے کہا۔

"یہ جس میٹل باکس میں ہے اس میٹل باکس میں موجود ایس ون کو کسی بھی سیلائٹ یا سائنسی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ باکس سیلڈ ہے۔ جب تک اس کی سیل قائم ہے کسی کو اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ اس باکس میں ایس ون موجود ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو کیا اب ہم یہاں سے مالکم کے کلب میں جائیں گے"۔ چوہان نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ اب ہمارا وہی ٹھکانہ ہے۔ مارشل ایجنسی اور اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے۔ فی الحال اب ایسی کوئی ایجنسی نہیں ہے

جسے یہ معلوم ہو کہ ہم یہاں آئے ہیں اور ہم نے ہی مارشل ایجنسی اور اس کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"چلیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آخر کار ہم مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں اور پاکیشیا کی دولت پاکیشیا واپس پہنچ رہی ہے"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں اللہ کا ڈبل شکر پاکیشیا جا کر کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"ڈبل شکر۔ پاکیشیا جا کر۔ کیا مطلب"...... چوہان نے چونک کر کہا۔ خاور اور نائیگر بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"ایک اس بات کا شکر کہ ایس ون صحیح سلامت پاکیشیا پہنچ گیا ہے اور دوسرا شکر اس لئے ہو گا کہ چیف نے خوش ہو کر اس بار مجھے بگ مشن کا بگ چیک دینا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اور اگر چیف نے آپ کو چیک ہی نہ دیا تو"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو میں کنوارا ہی مر جاؤں گا"...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو خاور اور چوہان کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ نائیگر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

کوڈ باکس

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

کوڈ باکس ۔۔۔ ایک ایسا باکس جو ایکریمیا کی ایک لیبارٹری سے چوری کیا گیا تھا۔

کوڈ باکس ۔۔۔ جسے چوری کرنے والا ایک پاکیشیائی نژاد سائنس دان ڈاکٹر کاظم تھا۔

ڈاکٹر کاظم ۔۔۔ جو کوڈ باکس لے کر پاکیشیا پہنچا تھا لیکن پاکیشیا آتے ہی وہ غائب ہو گیا۔ کیا واقعی ۔۔۔؟

کوڈ باکس ۔۔۔ جسے کھولنا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ کیوں ۔۔۔؟

کوڈ باکس ۔۔۔ جسے کھولنے کے لئے اگر غلط کوڈ لگا دیا جاتا تو باکس بلاسٹ ہو جاتا۔

کوڈ باکس ۔۔۔ میں آخر ایسا کیا تھا جس کی تلاش میں ایکریمین ایجنسی کے ساتھ روسیاہ کی ایجنسی بھی میدان میں اتر آئی تھی۔

وہ لمحہ ۔۔۔ جب ایکریمین ایجنسی ہاٹ واٹر اور روسیاہ کی ایجنسی ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئیں اور پھر ۔۔۔؟

کیا ۔۔۔ کارٹر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ یا ۔۔۔؟

ہاٹ واٹر ۔۔۔ ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی، جسے ڈاکٹر کاظم اور کوڈ باکس کو تلاش کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔

ہاٹ واٹر ۔۔۔ جس کے دو ایجنٹ کارٹر اور لیزا، ڈاکٹر کاظم کو تلاش کرنے اور اس سے کوڈ باکس واپس حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے۔

عمران ۔۔۔ جسے ڈاکٹر کاظم کا پتہ ملا لیکن جب وہ ڈاکٹر کاظم کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچا تو وہاں ڈاکٹر کاظم کی لاش پڑی تھی۔

وہ لمحہ ۔۔۔ جب عمران کے سامنے ایک کے بعد ایک ڈاکٹر کاظم آ رہے تھے کیوں ۔۔۔؟

بلیک ڈان ۔۔۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایکریمین ایجنٹوں کو بھی تگنی کا ناچ نچا رکھا تھا۔

ڈاکٹر کاظم ۔۔۔ کہاں تھا اور اس نے کوڈ باکس کہاں چھپایا ہوا تھا۔

کیا عمران کوڈ باکس اور ڈاکٹر کاظم کو تلاش کر سکا۔ یا ؟

ایک نئے اور منفرد موضوع پر لکھا گیا حیرت انگیز ناول

جسے آپ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com